سوال عوام کے جواب امامؑ کے

لوگوں کے سوالات اور امام حسن عسکری علیہ السلام
کے جوابات

حصہ سیزدہم

تالیف: حجۃ الاسلام علامہ احمد قاضی زاہدی گلپایگانی

سوال عوام کے
اور
جواب امامؑ کے

لوگوں کے سوالات اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے جوابات

مؤلف

حجۃ الاسلام علامہ احمد قاضی زاہدی گلپائیگانی

مترجم

شیخ الاسلام علامہ الطاف حسین کلاچی مدظلہ العالی

نظرثانی

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور۔ فون: 354253/2

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

کتاب : سوال عوام کے اور جواب امامؑ کے

مؤلف : حجۃ الاسلام علامہ احمد قاضی زاہدی گلپائیگانی

مترجم : شیخ الاسلام علامہ الطاف حسین کلاچی مدظلہ العالی

نظر ثانی : حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

پروف ریڈنگ : اسد علی ڈار، چودھری محمد عمران حیدر جعفری

فنی معاونت : زہراء بتول جعفری، محدثہ بتول جعفری

اشاعت : جولائی 2014ء

ہدیہ : [redacted] روپے

ملنے کا پتہ !

ادارہ منہاج الصالحین ۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال عوام کے
اور
جواب امامؑ کے

لوگوں کے سوالات اور

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے جوابات

alhassanain.org/urdu

ترتیب

☼ عرضِ ناشر 12

☼ حرفِ آغاز 17

☼ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام 21

فصلِ اوّل

□ توحید 37

☼ اے آقائی من! ہمارے اصحاب توحید میں اختلافِ نظر رکھتے ہیں 38

☼ بندہ اپنے اس رب کی کیسے عبادت کرے کہ جسے اس نے دیکھا نہیں ہے؟ 39

☼ تمام اُمور کا مرکز خداوند تعالیٰ ہے 40

فصلِ دوم

□ نبوت و پیغمبری 42

☼ کیا جنابِ سلیمانؑ جنابِ آصف بن برخیا کے علم کے محتاج تھے؟ 43

☼ کیا جنابِ یوسفؑ نے چوری کی تھی؟ 44

فصلِ سوم

□ امامت و ولایت 48

☼ آپؑ کے بعد امام و خلیفہ کون ہے؟ 49

☼ آپؑ کے آبا سے منقول ہے کہ ”زمین حجتِ خدا سے خالی نہیں رہتی!“ 53

- کیا آپ کا کوئی فرزند ہے؟ 54
- امام قید خانہ میں 55
- "جس کا میں مولا و آقا ہوں علیؑ اُس کے مولا و آقا ہیں" کا معنی کیا ہے؟ 57
- کیا امامؑ کو احتلام ہوتا ہے؟ 58
- واقفی مذہب 58
- آپؑ کے دوست آپؑ کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں 60
- اے کاش! اپنی موت تک آپؑ کے حضور ہی رہتا! 64
- اے میرے سرور و سردار! ایسا اتفاق ہو جائے تو امام کون ہوں گے؟ 68
- یہی سوالات ابن ابی العوجاء نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھے تھے 70

فصل چہارم

- فضائلِ امام حسن عسکری علیہ السلام 72
- کیا میں مہتدی عباسی کے پاس اپنے اُوپر ہونے والے مظالم کی فریاد لے جاؤں؟ 73
- جس قلم کے ساتھ اُنھوں نے لکھا وہ مجھے ہبہ کر دیا جائے 74
- کیا یہ سارے کا سارا لے جاؤں؟ 75
- اے کاش میں جان لیتا کہ یہ کون ہیں؟ 83
- اے لوگو! یہ حجتِ خدا ہیں انھیں پہچانئے! 86
- ہم کس قدر محتاج ہیں کہ ہمیں پانچ صد درہم مل جائے 87
- آقائی من! کیوں ٹھہر گئے ہو؟ 90
- میں آپ کا شیعہ ہوں مجھے زیارت کی اجازت کیوں نہیں؟ 93
- آقائی من! مجھے معلوم نہ تھا کہ لکڑی کے اندر کیا ہے؟ 96

فصل پنجم

□ معجزات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام 99
☼ میرے بیمار فرزند کے لیے دعا فرمایئے! 100
☼ نگینہ چاہیے کہ جس سے برکت والی انگوٹھی بناؤں! 101
☼ میں آپ کے حضور فقر و تنگ دستی کی شکایت کرتا ہوں 102
☼ میری تونگری کی دعا کیجیے 102
☼ بچے کا نام معین فرمایئے 104
☼ یہ امانتیں کس کے حوالے کروں؟ 104
☼ مزید وضاحت فرمایئے 109
☼ میری زوجہ حاملہ ہے اور آخری مہینہ ہے 115
☼ اے کاش! میں اس قالین کو دیکھ لیتا؟ 116
☼ بہت سے سوالات 118
☼ مجھے اپنے گروہ میں شامل کرلو 119
☼ میں آپؑ کے حضور اپنی تنگدستی کا شکوہ کرنا چاہتا ہوں 120
☼ میری زوجہ حاملہ ہے دُعا فرمایئے 122
☼ آپ کی بارگاہ میں کشائش کی درخواست ہے 123
☼ عبدالعزیز بن دُلف کی طرف سے آپؑ کے حضور شکایت کرتا ہوں 123
☼ اے کاش! آنحضرت میرے اس گھوڑے کی جگہ کوئی اور گھوڑا دے دیتے! 124
☼ میں آپ کے حضور قید و بند کی شکایت کرتا ہوں 126
☼ دعا فرمایئے کہ میری حاجت پوری ہو جائے 127
☼ خلیفہ نے مجھے فیروزہ دیا ہے 128

✿ میرے والدین کے لیے دعا فرمایئے	130
✿ معجزہ کا اظہار فرمایئے	130
✿ مجھے اس امر پر تعجب ہے کہ جناب یعقوبؑ جناب یوسفؑ کے بہت قریب تھے	132
✿ کیا آپؑ کی مراد اس فتنہ سے یہ تھی؟	134
✿ ابھی تک تندرست و سالم بیٹا میرے ہاں پیدا نہیں ہوا	135
✿ جو خبر ہمیں ملی ہے اُس نے ہمیں حیران و پریشان کر کے رکھ دیا ہے	136
✿ میرے لیے فرزند کی دعا فرمائیں	137
✿ میرے لیے دعا فرمائیں کہ میرے چچا کی بیٹی سے مجھے بیٹا عطا ہو	137
✿ یا ابو محمدؑ! یہ ہڈی کس کی ہے؟	138
✿ اگر سر من رائی سے آج میرا نکلنا بہتر ہے تو تبسم فرمایئے	141
✿ میرے فرزند کے لیے دعا فرمائیں	142
✿ حادثہ ہو چکا ہے اب میرے لیے کیا حکم ہے؟	142
✿ کیا یہی حادثہ تھا؟	143
✿ ایک بھاری تعداد نے مجھ پر حملہ کر دیا ہے	144
✿ میرے پاس صرف ایک درہم ہے......	145
✿ بعض مسلمان کہتے ہیں کہ یہ آدمی علم غیب جانتا ہے	147
✿ ائمہ طاہرین علیہم السلام کے بارے میں میرا عقیدہ محکم تھا	149
✿ میری کشائش کی دعا فرمایئے	150
✿ میرا بھائی صالح زندان میں ہے	151
✿ اگر وہ بلا روشنائی خط کا جواب دیں تو وہ امامِ حق ہیں	152
✿ علی بن جعفر ھمدانی بہت زیادہ بخشش کرتے ہیں	153

☼ یہ گھوڑا میں نہیں بیچنا چاہتا 154
☼ کیا حجت خدا قیمتی، خوب صورت اور سفید لباس پہنتے ہیں؟ 160
☼ میں کس صورت میں میں اپنا قرض ادا کروں گا؟ 164
☼ اس خچر کو لگام دے دو 166
☼ یہ پیدا مدینے میں ہوئے پھر وہ اُن لوگوں کی زبان میں کس طرح بات کرتے ہیں؟ 168
☼ آپؑ نظر کرم فرمائیں کہ خدا مجھے بیٹا دے دے 170
☼ میرے بیٹے احمد کے لیے دعا فرمائیں 170
☼ اے میرے سردار! میں آپ کا کھانا لاؤں؟ 171
☼ آقائی من! الحمدللہ کہ اس نے اُسے اپنی پریشانی میں جلا کر دیا ہے 174
☼ میرے بیٹے احمد کے ہاں بیٹا ہوا ہے......! 175
☼ میرا مقروض ٹال مٹول کر رہا ہے 176

فصل ششم

□ آخر الزمان اور امام مہدیؑ کون ہیں؟ 178
☼ اے میرے سید و سردار! صاحب الامر کون ہیں؟ 179
☼ اے فرزند رسولؐ خدا! آپؑ کے بعد حجت خدا کون ہیں؟ اُن کی والدہ کون ہیں؟ 181
☼ حضرت قائم علیہ السلام 188
☼ اے فرزند رسولؐ! کیا اُن کی غیبت طولانی ہوگی 190
☼ اے فرزند رسولؐ! آپؑ کے بعد حجت خدا کون ہیں؟ 193
☼ تمھیں کس چیز میں تعجب ہے؟ 194
☼ اس کا مطلب کیا ہے؟ 208

فصل ہفتم

□ ایمان و کفر 209
☼ ہمارا ناصبی ہمسایہ ہمیں آزار دیتا رہتا ہے 210
☼ کیا میں واقفی مذہب کو دوست رکھوں یا اُس سے بیزاری کروں؟ 212
☼ میں آپؑ کی نصرت سے عاجز ہوں 213
☼ لوگ آپؑ کے اس کام کو ناپسند کرتے ہیں؟ 216
☼ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے امر میں وقت سے کام لے 217
☼ محب اور شیعہ کے درمیان کیا فرق ہے؟ 218
☼ میں نے ارادہ کیا کہ آپؑ سے صاحب زنج کے بارے میں سوال کروں 229

فصل ہشتم

□ آداب و اخلاق 231
☼ دُعا کی تعلیم دیجیے 232
☼ لوگوں نے آپ کو گریبان چاک صورت میں پسند نہیں کیا 233

فصل نہم

□ قرآن کریم 235
☼ اے فرزندِ رسولؐ! ہم علومِ قرآنی پر عبور حاصل کریں گے؟ 236
☼ اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟ 247
☼ مشکوٰۃ کا کیا معنی ہے؟ 248
☼ ہم اپنے استاذ پر کس صورت میں اعتراض کر سکتے ہیں؟ 248
☼ اس آیت "ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرما" کی تفسیر کیا ہے؟ 251

- ☼ اس آیت کی تفسیر فرمائیں 252
- ☼ اس آیت الٓمّٓ ۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ...... کی تفسیر کیا ہے؟ 256
- ☼ اس آیت وَلَمَّا جَاءَ ھُمْ کِتٰبٌ...... کی تفسیر کیا ہے؟ 261
- ☼ اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟ 262
- ☼ کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے تھے؟ 264
- ☼ ولیجہ کا معنی کیا ہے؟ 269
- ☼ کیا قرآن مخلوق ہے یا نہیں؟ 270
- ☼ اس آیت "جو خدا چاہتا ہے محو کر دیتا ہے......" کی تفسیر کیا ہے؟ 271
- ☼ اس آیت "پھر ہم نے اس کتاب کا وارث بنایا......" کی تفسیر کیا ہے؟ 272
- ☼ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کیا ہے؟ 274
- ☼ کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے چوری کی تھی؟ 275

فصل دہم

- □ مسائل طب و حکمت 278
- ☼ کاش کہ میں آپؑ سے پوچھ لیتا کہ میری آنکھ کے لیے سرمہ تجویز فرمائیں 279
- ☼ اے میرے سردار! مجھے حکم دیجیے 280
- ☼ خربوزہ کس وقت کھاؤں؟ 286
- ☼ میری آنکھ کے درد کے خاتمے کی دعا کیجیے 287
- ☼ جس پریشانی میں میں گرفتار ہوں اس میں بہت پریشان ہوں 288
- ☼ میرا بیٹا جابر ایک ماہ سے آنکھ کے مرض میں گرفتار ہے 290
- ☼ میں چاہتا ہوں کہ باری کے بخار کا کیا علاج ہے؟ 293

فصل یازدہم

□ اَحکامِ الٰہی 295

☼ اللہ تعالیٰ نے روزے کیوں فرض کیے؟ 296

☼ مجھے کسی نے وصیت کی کہ اُس کا مال اللہ کے راستے میں خرچ کروں! 296

☼ کیا میں پھلوں کی خرید میں اپنے دوست کے ساتھ شرکت کروں؟ 297

☼ لوگ پیاس کے خوف سے حج کی طرف رُخ نہیں کرتے 297

☼ عورت ایک حصّہ اور مرد دو حصّے کیوں لیتا ہے؟ 298

فصل دوازدہم

□ معاد و قیامت 300

☼ وہ شخص جنت میں داخل ہوگا جو مجھ جیسی معرفت رکھتا ہوگا 301

☼☼☼

maablib.org

عرضِ ناشر

دینِ مُبین اسلام کو دیگر ادیانِ عالم پر کئی پہلوؤں اور کئی حوالوں سے فضیلت و برتری حاصل ہے۔ ان مختلف پہلوؤں اور حوالوں میں سے ایک نمایاں پہلو اور روشن حوالہ مرد و زن کو تعلیم و تعلّم کی ترغیب و تشویق دلانا بھی ہے۔ تحصیلِ علم اور کسبِ دانش سے فہم و ادراک میں اضافہ ہوتا ہے اور انسان اس کے ذریعے ذہنی و روحانی اوجِ کمال تک پہنچتا ہے۔ قرآن مجید نے بارہا حضرت انسان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی ہے۔

سورۂ زمر، آیت ۹ میں ارشادِ رب العزت ہوتا ہے:

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

"کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں"؟

یقیناً عالم اور جاہل ہرگز برابر نہیں ہو سکتے، چنانچہ رسولِ اسلام اور آئمہ اطہار علیہم السلام نے فروغِ علم اور ترسیلِ آگہی کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا، یہاں تک کہ ان ہستیوں کی پوری پوری زندگیاں علم کی ترویج اور شعور کی ترغیب میں گزر گئیں۔

ختمی مرتبتؐ کا ارشاد عالم تاب ہے:

"ہر مسلمان مرد و زن پر لازم ہے کہ وہ علم حاصل کرے"۔

امیر المومنین علیہ السلام کا فرمانِ عالی شان ہے:

"علم ایک ایسا خزینہ ہے جسے کوئی چرا نہیں سکتا، اور یہ ایسا گنجینہ ہے جو خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ مزید بڑھتا چلا جاتا ہے (مفہوماً)
الغرض آیاتِ قرآنی اور روایاتِ الہامی سے نیز سیرتِ پیغمبرؐ اور کردار آئمہ اطہارؑ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ انھوں نے اپنے اپنے دورِ رہبری میں علم و دانش کی بھرپور اشاعت کی اور جاہلیت و جہالت کے خلاف مسلسل جہاد کیا"۔

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

"اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے سوال کرو"۔ (سورۂ نحل، آیہ ۴۳)

مگر افسوس صد افسوس اہلِ دنیا نے شہرِ علم کے ان ابواب عصمت کی طرف بہت کم رجوع کیا، بلکہ ان کے مقابلے میں نام نہاد علمی مگر درحقیقت جاہلی دروازے کھولنے کی کوشش کی۔ حالانکہ فضائے دہر میں سلونی سلونی کی صدا کی بازگشت گونجتی رہی۔ علم و دانش کے یہ خزینے آج بھی بند پڑے ہیں۔ ان کی کلید پرسش (پوچھنا اور سوال کرنا) ہے۔ ہاتفِ غیبی کی ندا آرہی ہے: خداوند متعال تم پر رحمت کے دروازے وا کرے، سوال کرو۔ یہ ایک ایسی راہ گزر ہے جس سے ثواب ہی ثواب ملتا ہے۔ سوال کرنے والے، جواب دینے والے اور سننے والے کے لیے اجرِ کثیر اور انعامِ جزیل ہے۔

اسلام نے سوال کرنے اور جواب دینے کی تشویق کی ہے اور ایسا بابِ علم کھولا ہے جو طولِ تاریخ میں کبھی بند نہیں ہوا۔ رسولِ معظمؐ اور آئمہ مکرمینؑ کے اَدوار میں علمی محفلیں سجتی رہیں، لوگ بابِ عصمت پر آتے رہے، دامنِ طلب پھیلاتے رہے اور علم کی خیرات پاتے رہے۔ نتیجتاً ہزاروں لاکھوں سوالات فقہ، عقائد، تفسیر، اخلاقیات، ادبیات، اصول، فلسفہ، قیامت، برزخ وغیرھم کے متعلق جوابات سے مزین ہوئے

اور ہمارے علمی اسلاف اور عمائدین کے توسط سے ترتیب پاکر نورانی خزائن کی صورت اختیار کر گئے اور آج بھی دعوت فکر ونظر دے رہے ہیں۔

لاریب سوال کرنے سے انسان کی جہالت دُور ہوتی ہے، تشکیک کا خاتمہ ہوتا ہے اور جاننے کی لیاقت وصلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ سوال کرنے والے کے لیے کسی خاص ذہنی استعداد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ جواب دینے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ جوابِ سوال پر عبور رکھتا ہو۔ مبرہن اور مسکت جواب دینے پر قادر ہو اور سائل کی تشفی وتسلی کر سکے۔

تاریخ شاہد ہے کہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ عصمتؑ کے بہت سے اصحابِ باصفا اور پیروانِ باوفا معارف وعلوم کے ان بحورِ عصمت میں غوطہ زن رہے اور عقل و دانش کے ان بے کراں اور عمیق سمندروں سے متمسک رہ کر اپنی پیاس بجھاتے اور سیرابی کا سامان کرتے رہے۔

اپنے مجیب ونجیب رہبروں کے ان سائلوں اور دریوزہ گروں نے اُن کے فیضانِ علمی کی جان سے بڑھ کر حفاظت کی۔ اس اہتمامِ حفاظت اور حُسنِ نیابت کی غالب وجہ یہ تھی کہ آئمہ اثنا عشر تین سو سال (یعنی غیبتِ صغریٰ) تک جو علمی گتھیاں سلجھاتے رہے، ساتھ ساتھ اپنے اصحاب واحباب کو اُن کی ترتیب وتالیف کی طرف بھی شدت سے مائل کرتے رہے۔ مثلاً صادقِ آلِ عباؑ نے اپنے پیروؤں کو تاکید فرمائی:

"اپنے ورثۂ علمی کی حفاظت کرو، کیوں کہ تمہیں ان کی ضرورت پڑتی رہے گی"۔

چنانچہ ہم پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنے علمی ورثہ کو نسلِ حاضر اور عزیزانِ فردا تک ایک امانت سمجھ کر پہنچائیں، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہر اپنا پرایا اس

سے استفادہ کرے اور ہر کس و ناکس کے دل میں عظمتِ معصومینؑ اور رفعتِ مکتبِ تشیع پیدا ہو۔ علمی ترقی کے اس زمانے میں آئمہ اہلِ بیتؑ کے ورثۂ علمی سے استفادہ اور بھی ضروری ہے۔ ہمیں چاہیے کہ تہذیبِ اسلامی اور فرہنگ اہلِ بیتؑ کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر نہایت احسن طریقے اور عمدہ سلیقے سے پیش کریں۔

ہمارے علمی اثاثوں کا پبلک لائبریریوں اور ملکی و بین الاقوامی کالجوں، یونی ورسٹیوں میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ ان صالح تعلیمات کے ذریعے ہم الیکٹرانک میڈیا پر پھیلائی جانے والی عریاں تہذیب کا سدِ باب کر سکتے ہیں۔ اس مقصدِ رفیع کے لیے علمی، قلمی اور ابلاغی جہاد کی ضرورت ہے۔ مشہور مغربی فلسفی برٹینڈرسل نے کہا تھا:

"اگر آج علیؑ زندہ ہوتے تو کوفہ کی مسجد مغربی محققین اور دانشوروں سے پر ہوتی۔ وہ علی علیہ السلام پر سوالوں کی بارش کرتے مگر آپ انھیں دم لینے کی فرصت نہ دیتے"۔

اثنا عشری امامی حکما، دانش وروں اور محققوں نے جو مذکورہ تین صدیاں آئمہ معصومینؑ سے علمی استفادہ کیا اور اُسے محفوظ کیا، اُسے پڑھ کر آج مشرق و مغرب کے بہت سے عالمی دانش وروں کی زبانوں پر حضرت علیؑ اور امام جعفر صادقؑ کے حکمت و معرفت سے لبریز اقوال وارشادات ہیں۔

ہم خداوند متعال کا لاکھ لاکھ شکر بجالاتے ہیں کہ اُس نے اپنے خصوصی فضل و کرم سے ہمیں یہ توفیق ارزانی فرمائی کہ ہم ایران کے معروف دانش ور حجۃ الاسلام والمسلمین آقائے حاج شیخ احمد قاضی زاہدی گلپایگانی مدظلہ العالی کی کتاب مستطاب أَسْئِلَةُ النَّاس وَأَجْوِبَةُ الْمَعْصُومِين کا اُردو میں ترجمہ کروا کر اسے جزواً جزواً شائع کر رہے ہیں۔

زیرِ نظر جلد سے پیش تر "سوال عوام کے اور جواب امامؑ کے" کے عنوان سے

اوّل رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دو جلدیں)، دوئم: امام علیؑ، سوئم بنت رسولؐ فاطمہ الزہراءؑ، چہارم و پنجم: امام حسن و حسین علیہم السلام، ششم: امام سجادؑ، ہفتم: امام محمد باقرؑ، ہشتم: امام موسیٰ کاظمؑ، دہم: امام علی رضاؑ (دو جلدیں)، یازدہم امام محمد تقیؑ اور دوازدہم: امام علی نقیؑ کے جوابات پر مبنی بارہ جلدیں شائع کر چکے ہیں۔

زیرِ نظر حصہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اس کا ترجمہ ہمارے برادر محترم ثقۃ الاسلام حضرت علامہ الطاف حسین کلاچی نے کیا ہے، جنھوں نے یہ کارِ خیر نہایت جاں فشانی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے۔ علامہ کلاچی ایک کہنہ مشق مترجم ہیں۔ آپ ایک مکتبی، فکری اور نظریاتی عالمِ دین ہیں۔ دنیاوی آلائشوں سے پاک ہیں۔ تضیعِ اوقات سے بچتے ہیں، بروقت تحریر و تحقیق میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ بات ہر وقت اُن کے دل و دماغ میں سمائی رہتی ہے کہ وقت تھوڑا ہے اور کام ابھی بہت کرنا ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ آپ اپنے حصہ کا کام دلجمعی کے ساتھ کرتے رہیں گے۔ خالقِ لوح و قلم اُن کی توفیقاتِ خیر میں مزید اضافہ فرمائے۔

اللہ رب العزت سے محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے توسّل سے التجا ہے کہ ہم سب کو مکتبِ اہلِ بیت علیہم السلام کی کماحقہ خدمت کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور ہر قسم کی بلیاتِ ارضی و سماوی سے محفوظ و مامون رکھے۔ ان شاء اللہ اس کتاب کے بقیہ حصے عنقریب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر قارئین کی خدمتِ عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

آمین بحق طٰہٰ و یٰسین!

والسلام مع الاکرام

محتاجِ دُعا

ریاض حسین جعفری، فاضلِ قُم

حرفِ آغاز

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ والصلوٰة والسلام علی سید الانبیاء

وخاتم المرسلین محمد وعلی آلہ الطیبین الطاہرین

اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ خصوصیات جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین (امامؑ) رکھتے ہیں انھی کی بنا پر علم و دانش چہار سو پھیلا اور لوگوں کی علمی و فکری ضروریات پوری ہوئیں۔ ان کے اذہان میں اُٹھنے والے سوالات کے تسلی بخش جوابات حاصل ہوئے اور خطرناک قسم کے شبہات و ابہامات کا ازالہ ہوا۔

امامؑ کی ذات والاصفات تمام انسانوں کے لیے ملجا و ماویٰ کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ اُمت کے مرجع ہیں۔ انھی عظیم الشان رہبروں کے ذریعے اسلامی معاشرے کی صحیح فکری و عملی رہبری کی کشتی ساحلِ نجات پر لنگر انداز ہوئی اور مصباح الہدیٰ و سفینۃ النجات کی مصداق ٹھہری۔

اس حقیقت سے انکار نہیں ہے کہ قرآن کریم اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملکوتی ارشادات مختلف کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔ بنا برایں اسلامی تعلیمات کا ایک ایک حرف دنیائے انسانیت کے لیے نجات بخش ہے۔

یہ خوش قسمتی ہے کہ اسلامی تاریخ کے حقائق یہ بتاتے ہیں کہ آئمہ معصومین علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلامی اور بشری معاشرے کے

حقیقی رہبر ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے پاس عصمت و طہارت کا گراں بہا گوہر بھی ہے۔ ان کی اور خصوصیات جو پوری کائنات پر بھاری ہیں وہ ان کا علم اور حکمت ہے۔ یہ علم و دانش انھیں اس منبع سے ملا ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔ اس حقیقت کی تجلیوں کو آئمہ معصومین علیہم السلام کی گفتار میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ان ذوات مقدسہ کی خدمت میں جب اور جس وقت بھی سوال ہوا انھوں نے سائل کی تسلی و تشفی کا سامان پیش کردیا۔ کسی زمانے میں کسی نے بھی اسلامی تعلیمات پر اشکال کیا تو آئمہ اہل بیت علیہم السلام نے محکم دلائل کے ساتھ جواب پیش کیا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد تین سو سال کا وہ طویل ترین عرصہ ہے کہ اس عرصے میں آئمہ معصومینؑ نے علمی و روحانی حوالے سے اسلام کا بے پناہ دفاع کیا۔

ہماری یہ کاوش جو آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں جو سوالات آئمہ طاہرینؑ پر ان کے اُدوار میں ہوئے ان کو عوام کے سامنے پیش کرنا ہے۔ ہمیں اپنی علمی کوتاہی سے انکار نہیں ہے۔ یہ ان کے علم کے مقابلے میں اس طرح ہے جیسے ایک قطرہ سمندر کے مقابلے میں ہوتا ہے۔ ہم نے اپنی اس کاوش کا نام رکھا ہے: ''سوال عوام کے، جواب آئمہ اطہارؑ کے''۔ ہم اس سلسلے کو علم وفضائل کے تشنگان کے لیے پیش کر رہے ہیں۔

اس سلسلہ کے تحت ہم نے معصومینؑ کی گوہر بار گفتگو کا ایک عظیم دائرۃ المعارف فراہم کیا ہے۔ یہ سلسلہ ان شاء اللہ جاری و ساری ہے۔ یہ سلسلہ دس ہزار سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ یہ ایک عظیم الشان خزانہ ہے۔ اس کے ذریعے ہمارے زمانے میں اُٹھنے والے بے شمار شبہات کا قلع قمع ہوگا۔ یہ کتاب اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس کا نام ہم نے ''سوال عوام کے، جواب امام حسن عسکریؑ کے'' رکھا ہے جو متلاشیانِ علم و حکمت کے لیے بے کراں خزانہ ثابت ہوگا۔

یہ مجموعہ ان روایات پر مشتمل ہے جو سوالات و جوابات کے طرز پر مصادر اسلامی میں موجود ہیں۔ اس عظیم الشان علمی کام کا ترجمہ برادر بزرگوار فاضل محقق اور ادیب محترم جناب آقا محمد حسین رحیمیان نے کیا ہے۔ ہم ان کی اس سعی و کوشش کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے شکرگزار ہیں۔

آخر میں خداوند تعالیٰ کے حضور عاجزانہ التجا ہے کہ وہ ہمارے اس کام میں نصرت فرمائے اور اس مفید کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور اسے ہمارے لیے ذخیرۂ آخرت قرار دے اور ہمیں جلد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری وصی و جانشین حضرت بقیۃ اللّٰہ الاعظم عجل اللّٰہ فرجہ الشریف کے ظہور کے ساتھ چشمۂ زلال معارف وعلوم اہل بیتؑ سے سیراب فرمائے۔

آمین رب العالمین

احمد قاضی زاہدی گلپایگانی

۸ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

الاهدأ
سیدی یا صاحب الزمان.....

یہ وہ کتاب ہے جس میں

آپؑ کے والد بزرگوار کے احوال وسیرت وتعلیمات ہیں۔

میں آپؑ کے حضور پیش کرتا ہوں،

اور۔۔۔۔۔۔

آپؑ کی بارگاہ سے

قبولیت کی اُمید کرتا ہوں۔

آپ کا ادنیٰ غلام

الطاف حسین کلاچی

mdablib.org

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

دادا بزرگوار: امام محمد الجواد علیہ السلام

والد بزرگوار: الامام علی الہادی علیہ السلام

والدہ گرامی: سلیل (جو حضرت شمعون جناب عیسیٰؑ کے وصی تھے، کی اولاد میں سے تھیں)

برادران: محمد، الحسین، جعفر

ولادت: مدینہ ۸ ربیع الثانی ۲۳۲ھ

شکل و شمائل: گندمی رنگ، خوب صورت آنکھیں، خوش قامت، جمیل الوجہ۔ آپؑ کے مبارک جسم سے ہیبت و جلال ہویدا تھا۔

کنیت: ابو محمد!

القاب: الزکی، الہادی، العسکری، التقی، الخالص، السراج، الصامت، الرفیق، الرضی

نقش انگوٹھی: سبحان من له مقاليد السموات والارض

مقام شہادت: سُرَّ مَن رَأی، اپنے والد گرامی حضرت امام ہادی علیہ السلام کے ساتھ تشریف لائے اور یہاں آپؑ کی شہادت ہوئی۔

زوجہ: جناب نرجس خاتون یا ملیکہ بنت لیشوعا بن قیصر روم

اولاد: حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام

آپ کا شاعر: ابن الرومی

دربان: ① حضرت عثمان بن سعید العمری ② حضرت محمد بن عثمان العمری

بادشاہانِ عصر: ① المعتز ② المہتدی ③ المعتمد

آثار: کتاب التفسیر

شہادت: جمعہ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ

مقامِ شہادت: سُرَّ من رای (سامرا)

حالاتِ زندگی

ایک روایت کے مطابق ابھی آپؑ نے زندگی کی دو بہاریں اپنے جدِ بزرگوار رسول عالمینؐ کے شہر میں دیکھی تھیں کہ آپؑ کے والد بزرگوار کو عباسی خلیفہ نے اپنے ہاں سامرا میں بلالیا تو آپ کو بھی اپنے والد کے ساتھ سامرا جانا پڑا۔ آپؑ کے سامرا جانے کی وجہ یہ تھی کہ بُریحہ عباس اُس وقت حرمین شریفین کا امام جماعت تھا۔ اُس نے متوکل عباسی کو خط لکھا کہ اگر تجھے مکہ و مدینہ کی ضرورت ہے تو امام علیؑ بن محمدؑ کو اس علاقہ سے نکال دے کیونکہ اس علاقہ پر ان کا بہت بڑا اثر ہے۔ لوگ ان کے مطیع و فرماں بردار ہیں اور حکومت کو ان سے خوف و خطرہ ہے۔ اس طرح کے خطوط دوسرے بہت سے لوگوں نے متوکل کو لکھے۔ اس زمانے میں گورنر مدینہ عبداللہ بن محمد بھی آپ کا سخت مخالف تھا۔ وہ آپ کو اکثر وبیشتر تکالیف دیتا رہتا تھا۔ اُس نے بھی آپؑ کے خلاف متوکل کو خطوط روانہ کیے تو اِدھر متوکل کے غصہ کی انتہا نہ رہی لیکن اس سازش کا امام ہادی علیہ السلام کو بھی پتا چل گیا۔ آپ نے بھی متوکل کو خط روانہ کیا اور اُس خط میں آپؑ نے تحریر فرمایا کہ گورنر مدینہ اکثر اُنھیں تکالیف دیتا رہتا ہے۔ اور جو کچھ اُس نے میرے بارے میں تجھے لکھا ہے وہ سب جھوٹ ہے۔ جب آپ کا خط متوکل کے

پاس پہنچا تو اُس نے آپؑ کی طرف ایک مصلحت آمیز مشفقانہ خط لکھا اور اس میں امامؑ کی تعظیم و تکریم کی اور لکھا کہ عبداللہ بن محمد نے آپؑ کی شان میں گستاخیاں کی ہیں۔ لہٰذا اس کا منصب بدل گیا ہے اور اس کی جگہ محمد بن فضل کو مقرر کیا گیا ہے اور اُسے آپ کے اعزاز و اکرام کا حکم دیا گیا ہے۔

اُس نے آپؑ کی طرف یہ بھی لکھا کہ خلیفہ آپؑ کی ملاقات بابرکات کا مشتاق ہے۔ اگر آپؑ کے لیے دشوار نہ ہو تو آپؑ میری طرف تشریف لے آئیں۔ اپنے عزیزان اور خدم حشم میں سے جسے چاہیں انھیں بھی اپنے ساتھ لے آئیں۔ یحییٰ بن ہرثمہ کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ یہ آپ کی خدمت میں رہے گا۔

مسعودی نے روایت کی ہے کہ یحییٰ بن ہرثمہ کا کہنا ہے کہ مجھے متوکل نے مدینہ بھیجا کہ میں امام علی نقی علیہ السلام کو مدینہ سے سامرا لے آؤں۔ جب میں مدینہ وارد ہوا تو اہلِ مدینہ کی فریاد اس قدر بلند ہوئی کہ میں نے ایسی فریاد و آہ و زاری کبھی اپنی زندگی میں نہیں سنی تھی۔ میں نے اُنھیں خاموش کیا اور ان کے سامنے قسم اُٹھائی کہ مجھے حضرتؑ کو تکلیف و آزار پہنچانے کا حکم نہیں ملا۔

اس طرح آپ اپنے والد گرامی کے ساتھ سامرا آئے جب آپ کے والد بزرگوار کو معتز عباسی نے ۲۵۴ھ میں شہید کرایا تو آپؑ نے اپنے فرائض منصبی کو سنبھالا۔ یہ وہ دور تھا کہ عباسی حکومت رُو بہ زوال تھی۔ ہر طرف سازشوں کے جال سے جاری تھے۔ فتنہ و فساد کا بازار گرم تھا۔ ہر طرف بدامنی کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ اس وقت عباسی خلفا ترکوں کے ہاتھ کا کھلونا بنے ہوئے تھے۔ اس وقت کے حالات کو کسی عرب شاعر نے اس شعر میں بند کر کے زمانے کو اس کی تصویر دکھا دی۔

خلیفه فی قفص بین وصیف وبُغا

یقول ما قالا له کما تقول الببغا

"عباسی خلیفہ وصیف اور بغا کے ہاتھوں کچھ اس قدر پھنس چکا تھا
جس طرح کہ ایک پرندہ پنجرے میں بند ہوتا ہے"۔

خلیفہ کی اپنی کوئی رائے نہ تھی جو کچھ وہ دونوں کہتے تھے وہ خلیفہ بھی وہی کہتا تھا، جس طرح قفس میں بند طوطے کو جو کچھ کہا جاتا ہے تو وہ بھی وہی کچھ کہہ دیتا ہے۔

اسلامی سرزمین جنگ وجدال کی آماجگاہ بن چکی تھی۔ اس سے خداوند تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کی تمہید بن جائے کہ جس نے زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھرنا ہے کہ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ اِدھر بصرہ میں صاحب زنج نے جنگ کا آغاز کر دیا تھا اُس نے بصرہ کو اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا تھا۔ یہ وہ وقت تھا کہ مھتدی عباسی نے عنانِ حکومت سنبھالی اور اپنے آپ کو اسلام اور شریعت رسولؐ اللہ کا پابند ظاہر کیا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کی ایک مثال ہیں لیکن اس کی حقیقت اس وقت ظاہر ہو کر رہ گئی جب اُس نے رسولؐ اللہ کے فرزند حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی گرفتاری کا شاہی فرمان جاری کر دیا۔ خلیفۃ اللہ، حجت اللہ اور فرزند رسولؐ اللہ کو قید کر دیا گیا۔

عبادت

اللہ کی زمین پر اس آسمان کے نیچے جس طرح آلِ رسولؐ نے عبادت کی ہے اس طرح کسی اور نے عبادت نہیں کی۔ حضرت امیرالمومنین امام علی بن ابی طالب علیہ السلام شبانہ روز ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں ان کے بارے میں لکھا کہ امام علی علیہ السلام کو اپنے رب کی بندگی سے کچھ اس قدر عشق تھا کہ لیلۃ الھریر میں دونوں لشکروں کے درمیان اپنی نماز شروع کر دی درحالانکہ جنگ کا بازار گرم تھا۔ تیر چل رہے تھے، نیزے پڑ رہے تھے آپ کو کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔

آپ اپنی جگہ سے اُس وقت نہ اُٹھے جب تک آپؑ نے اپنا وظیفہ مکمل نہ کیا۔ اور اُنھی کے فرزند حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے بارے میں تمام مؤرخین اور محدثین نے لکھا ہے کہ آپؑ شبانہ روز ایک ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کی عبادت و بندگی کا یہ حال تھا کہ جب آپؑ نے دعبل بن علی خزاعی رضوان اللہ علیہ کو خز کی قمیص اپنے مبارک بدن سے اُتار کر دی تھی تو آپؑ نے اُس سے فرمایا تھا: احتفظ بهذا القميص قد صليت فيه الف ليلة كل ليلة الف ركعة، وختمت فيه القرآن الف ختمة (اعیان الشیعہ) ''اس قمیص کی بھرپور انداز میں حفاظت کرنا۔ میں نے اسی قمیص میں اپنی زندگی کی ایک ہزار راتوں میں اللہ کی بندگی و عبادت کی ہے اور ہر ہر رات میں ہزار ہزار رکعت پڑھی ہے اور اسی قمیص میں ہزار مرتبہ ختم قرآن مجید کیے ہیں''۔

مؤرخین نے حضرت امام ہادی علیہ السلام کے بارے میں نقل کیا ہے کہ جب متوکل کے سپاہیوں نے رات کے وقت ان کے خانہ اقدس پر ہجوم کیا تھا اور وہ جب آپ کے گھر میں داخل ہوئے تھے تو اُنھوں نے دیکھا کہ آپ اپنے گھر میں ایک کمرے میں تن تنہا ہیں۔ پشم کا ایک جبہ پہن رکھا ہے اور پشم کا عمامہ آپؑ کے مبارک سر پر ہے۔ نہ کوئی قالین ہے اور نہ کوئی چٹائی کنکر، سنگریزوں اور ریت پر عبادت پروردگار میں مصروف ہیں۔ اللہ کا قرآن آپ کی زبانِ اقدس پر جاری و ساری ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اسی سلسلے کی عظیم الشان کڑی ہیں۔ آپ بھی اُسی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں جس صف میں آپ کے آباء واجداد کائنات کو منور کیے ہوئے ہیں۔

کتاب دار الاصداف میں واقعہ موجود ہے جو بہلول کو آپ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ آپؑ کا بچپن کا زمانہ تھا۔ گلی میں آپؑ کے ہم سن بچے کھیل کود میں مصروف تھے

اور آپؑ اُن سے ایک طرف کھڑے ہو کر رو رہے تھے۔ جب بہلول کی آپ پر نظر پڑی تو اس نے خیال کیا کہ شاید یہ بچہ اس لیے رُو رہا ہے کہ جو کچھ دوسرے بچوں کے پاس ہے وہ اس کے پاس نہیں ہے اس لیے وہ رُو رہا ہے۔

اُس نے آپؑ سے کہا کہ میں آپؑ کے لیے یہ خرید کر آ جاؤں تا کہ آپ بھی ان بچوں کے ساتھ کھیلیں۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں ہم کھیل کود کے لیے پیدا نہیں کیے گئے۔

اُس نے پوچھا: آپؑ کس لیے پیدا ہوئے ہیں؟

تو آپؑ نے فرمایا: ہم علم اور عبادت کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔

اُس نے عرض کیا: یہ بات کہاں لکھی ہے؟

آپؑ نے قرآن مجید کی آیت پڑھی: افحسبتم انما خلقنکم عبثاً و انکم الینا لا ترجعون ”کیا تم نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم نے تمھیں فضول پیدا کیا ہے اور تم نے ہماری طرف لوٹ کر نہیں آنا۔

یہ سن کر بہلول نے آپؑ سے عرض کیا: آپؑ اُسے نصیحت کریں۔

آپؑ نے چند ابیات پڑھے پھر آپؑ غش کھا کر زمین پر آ رہے تھے۔ جب آپؑ کو افاقہ ہوا تو اُس نے پوچھا آپؑ کو کیا ہوا ہے۔ آپ تو ابھی چھوٹے سے بچے ہیں آپؑ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

آپؑ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا: اے بہلول! میں اپنی والدہ کو دیکھتا ہوں جب وہ چولھے میں آگ جلاتی ہیں تو موٹی اور لمبی لکڑیاں ڈالتی ہیں۔ جب ان کو آگ نہیں لگتی تو وہ چھوٹی چھوٹی لکڑیاں چولھے میں ڈال دیتی ہیں۔

محمد شاکری سے منقول ہے کہ آنحضرتؑ ساری رات محرابِ عبادت میں رہتے۔ رات کو جب بھی میں نیند سے بیدار ہوتا تو اُنھیں سجدے کی حالت میں پاتا۔

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے کہ آپؑ زندان میں رات کو اللہ کی عبادت کرتے اور دن کو روزہ کے ساتھ ہوتے تھے۔

جب معتمد عباسی اپنے زندان کے افسروں سے امامؑ کے شب و روز کی رپورٹ لیتا تو وہ یہ کہتے کہ وہ دن کو روزہ کے ساتھ ہوتے ہیں اور رات کو بارگاہِ خداوندی میں عبادت کرتے رہتے ہیں۔

جب معتمدی عباسی نے آپؑ کی گرفتاری کا حکم دیا اور آپؑ کو زندان بھیج دیا گیا اور آپؑ پر علیا بن اتاش جیسے بھیڑیے نما انسان کو مامور کیا گیا کہ اس کے لیے جتنا ممکن ہو امامؑ پر سختی کرے حالانکہ ابن اتاش کو اس تاکید کی ضرورت نہ تھی۔ وہ ایک ظالم اور بدترین انسان تھا۔ اُسے اہلِ بیتِ رسولؐ سے سخت عداوت تھی حالانکہ ان حکومتوں کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ آئمہ اہلِ بیت علیہم السلام قید و بند اور زندانوں کو اپنے لیے اجنبی خیال نہیں کرتے تھے۔ وہ اِسے عبادت سمجھ کر قبول کرتے تھے۔

ہمارے چار آئمہؑ کی زندگی بالکل حضرت یوسفؑ کی زندگی کی طرح ہے۔ انھوں نے اپنی زندگی کا ایک حصّہ زندان میں گزارا تھا۔ اس طرح ہمارے ائمہؑ کی زندگیوں میں قید و بند کا خاصا حصّہ ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، حضرت امام ہادیؑ اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اَدوار کے حکمرانوں نے جب چاہا انھیں زندان میں ڈال دیا۔

بات چل رہی تھی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی قید کی کہ آپؑ ایک سفاک انسان کی قید میں تھے۔ اس کی ہر وقت آپؑ پر نظر رہتی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ یہ قیدی کوئی معمولی قیدی نہیں ہے۔ یہ وہ ہے کہ حزبِ اقتدار جس کے نام سے کانپ اُٹھتا تھا۔ حاکمِ وقت اپنے ہزاروں مسلح سپاہیوں کے درمیان رہتے ہوئے اس قیدی کی طاقت سے خوف زدہ رہتا۔ وہ حاکم رات کو رقص و سُرور کی محفلیں لگاتا، شراب کی محفل لگتی،

جام سے جام ٹکراتے، رقاصائیں اپنے سحر آفرین رقص سے شاہی محفل کو گرما رہی ہوتیں۔ موسیقار اور گلوکارائیں محفل کو قوسِ قزحی رنگوں سے رنگینی دے رہی ہوتیں اور سامنے اس کے مقربین اور امراو سفرا اس کے جاہ وجلال کی اُسے داد دے رہے ہوتے تو اُس وقت اس کی نگاہ اس وسیع وعریض سلطنت پر پڑتی۔ جو اس کے قدموں کے نیچے تھی کبھی اس کی نگاہ اپنے عظیم الشان اور طاقت ور مسلح لشکر پر پڑتی جو اس کے اشارہ چشم پر سب کچھ کرنے پر تیار تھا۔ اِدھر شراب کا نشہ اُدھر اقتدار کا نشہ، نشے پر نشہ اُسے بدمست کر دیتا اور اس بدمستی میں اتنا بدمست ہوتا کہ اپنے آپ کو اس قدر طاقتور سمجھتا کہ کسی کو کیا مجال کہ اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر سانس لے۔ ان خیالوں میں اچانک اس کی نگاہ تاریک زندان کے قیدی پر جا پڑتی تو اس کے اعضا میں رعشہ پیدا ہو جاتا۔ اس کے جسم میں کپکپی پیدا ہو جاتی۔ اس کے قدموں تلے اس کا مضبوط تخت ہچکولے کھانے لگ جاتا۔ اس کا تاج زمین پر آجاتا اور اس کا سارا نشہ کافور ہو جاتا اور اپنے آپ کو دنیا کا ذلیل ترین اور کمزور ترین آدمی خیال کرنے لگتا۔ اُس کی ہر خوشی حیرانی و پریشانی میں بدل جاتی۔ اس پر اس کی دنیا تیرہ و تاریک ہو کر رہ جاتی۔ جب وہ اس غم و ہم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے بستر پر جاتا، سونے کی بھرپور کوشش کرتا لیکن اس کی نیند اُس سے کوسوں دُور چلی جاتی اور وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا کہ دولت طاقت نہیں، اقتدار طاقت نہیں، لاؤ لشکر طاقت نہیں، امرا وسفرا کا قرب طاقت نہیں۔ اگر طاقت ہے تو وہ حق ہے، چاہے وہ جھونپڑی میں ہو یا زندان کی کال کوٹھڑی میں ہو۔

جب رات کائنات کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی اور پوری دنیا محوِ استراحت ہو جاتی۔ ہر طرف سناٹا چھا جاتا تو اس کی نگاہیں اس زندان پر مرکوز ہو کر رہ جاتیں کہ یہ قیدی جو سارا دن روزے کے ساتھ تھا۔ جس کا بدن تھکا ماندہ ہے جسے صحیح خوراک

نہیں مل رہی اس کی رات کیسے گزرتی ہے۔ وہ بحرِ حیرت میں ڈوب کر رہ جاتا۔ جب اُس کی نگاہ کبھی اُسے قیام کی حالت میں کبھی رکوع کی حالت اور کبھی سجود کی حالت اور اس کی زبان پر قرآن جاری ہوتا اور وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا۔ یہ انسان کس مٹی سے بنا ہے، اس کی طاقت کا سرچشمہ کیا ہے کہ اس کا رابطہ کسی طاقت سے ہے کہ جب وہ بارگاہِ خداوندی میں گڑگڑا کر دعا مانگتا ہے اور اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں تو زندان کی دیواریں بھی اس کے ساتھ رونے لگتی ہیں۔ ابن اتاش کی چیخیں نکل جاتی اور اس کا ضمیر اُسے ہتھوڑے لگاتا کہ تو نے کسے اپنا قیدی بنا رکھا ہے۔

ایک دن چشمِ فلک نے عجیب منظر دیکھا کہ یہ سنگ دل انسان موم بن کر پگھل کر رہ گیا۔ جس خاک پر فرزندِ رسولؐ کے قدم جاتے وہیں وہ اپنی پیشانی اور رخسارے رگڑنے لگتا اور دھاڑیں مار مار کر روتا۔ جب اس کے ہم منصب لوگوں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو حیران ہو کر کہا: اے ابن اتاش! تجھے کیا ہو گیا ہے؟

اُس نے جواب دیا: جی ہاں! جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ رہے۔ اُنھوں نے پوچھا: وہ کیا چیز ہے جو تم دیکھتے ہو؟

اُس نے کہا کہ میں نے اس عظیم انسان کے مقدس و مبارک جسم سے بے پناہ عجائب و غرائب دیکھے ہیں۔ جب میں ان کے نورانی چہرے پر نگاہ کرتا ہوں تو اُس سے ایک نور ساطع ہوتا ہے جس سے زندان روشن ہو کر رہ جاتا ہے۔ جب وہ قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو زندان کی دیواریں بھی رو پڑتی ہیں۔

خفیہ ایجنسیوں نے اس سرکاری افسر کی کارکردگی کی رپورٹ اپنے طاغوت کے دربار میں پہنچائی تو اُس نے فوراً ایک دوسرے افسر صالح بن وصیف کو اس کی جگہ پر مامور کیا۔ یہ افسر ابن اتاش سے زیادہ سخت تھا۔ دشمن اہلِ بیتؑ میں اُس سے چار قدم آگے بڑھا ہوا تھا۔ روایت کے لفظ ہیں کہ اس نے فرزندِ رسولؐ کو ایک ایسے

زندان میں بند کیا جس میں رات اور دن کا پتا نہ چلتا تھا۔ اس نے آپؑ پر دو بدترین اور سنگ دل سپاہیوں کو مامور کیا اور اُس نے اُنھیں ہدایت کی۔ اس قیدی تک ممکنہ حد تک خورد و نوش کا سامان نہ پہنچنے پائے اور اس پر ہر طرح سے سختی کی جائے۔ دو ہفتوں کے بعد عباسی گورنمنٹ کے آفیسر ابن وصیف کے پاس آئے اور اس ملکوتی قیدی کی رپورٹ کا مطالبہ کیا تو ابن وصیف نے کہا کہ میں نے ان دو سپاہیوں کی اس قیدی پر ڈیوٹی لگائی تھی لیکن ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہو گیا ہے جن کے اندر کسی اچھائی کا نام نہیں تھا۔ جو نماز کے نام سے واقف نہ تھے جنھوں نے قرآن زندگی بھر دیکھا نہیں تھا۔ وہ ہر وقت نمازوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ وہ قرآن کی تلاوت کے بغیر اُنھیں کوئی اور کام نہیں ہے۔ وہ دیکھو ان کے ایمان کی تجلیوں سے منور ہو گئے ہیں۔ بتائیں اب میں اس قیدی کے خلاف اور کیا کر سکتا ہوں؟

اُنھوں نے کہا: جی ہاں، ابن رضا جادوگر ہے۔

ابن وصیف نے کہا لیکن تمھاری اس بات کو کوئی قبول کرنے پر تیار نہیں۔ کل اس قیدی کے جدِ بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو قریشِ مکہ نے جادوگر کہا تھا۔

ان عباسی افسروں نے ان سپاہیوں کو اپنے پاس بلایا اور اُنھیں کہا کہ تم نے اپنے فریضے کو ادا نہیں کیا۔ تم نے کوتاہی برتی ہے۔

یہ سن کر ان سپاہیوں نے کہا: تمھاری بات ٹھیک ہے لیکن تم بتاؤ ہم اس آدمی کے خلاف کیا کر سکتے ہیں جو دن کو روزے کے ساتھ ہوتا ہے اور رات کو اللہ کی بندگی میں مصروف رہتا ہے۔ جب ہم اس کے جسم پر نگاہ کرتے ہیں تو ہمارے ابدان میں لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ اُس کی برکت سے ہمارے قلوب میں نورِ ایمان داخل ہوا ہے اور ہماری بدترین زندگیاں اچھائیوں میں بدل گئی ہیں۔ ایک نور انقلاب ہے جو ہمارے قلوب و اذہان میں برپا ہو چکا ہے۔ اب تمھاری مرضی ہمیں اس زندان پر

مامور رکھیں یا ہٹا دیں۔ وہ ہماری محبتوں کا مرکز بن چکا ہے۔ اب ہم اُس پر اپنی ہر چیز نچھاور کر سکتے ہیں۔

اے برادرانِ ایمانی! اے عزیزان! اے بزرگواران! اے نوجوانان!

ہم پر لازم تھا کہ اپنے آئمہ علیہم السلام کی زندگیوں کے ہر گوشے میں غور وفکر کرتے، ان تاریخی حقائق سے آگاہی حاصل کرتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ان تاریخی حقائق کو اپنانے کے بجائے ضائع کیا ہے۔

آپ کے رہبروں کی زندگیاں آپ کے سامنے ہیں۔ آپ انھیں اچھی طرح سے دیکھ سکتے ہیں اور اُنھیں اچھی طرح سے سن سکتے ہیں۔

اب آپ اپنے گیارھویں امام کو پڑھیے اور ان کی عظیم شخصیت کی معرفت حاصل کیجیے کہ اُنھوں نے تھوڑے سے دنوں میں بدترین لوگوں کو کس طرح منقلب کر کے رکھ دیا۔

اُموی وعباسی حکمران تاج وتخت کے ہوتے ہوئے کمزور تھا۔ لیکن اِدھر زندان کی تاریکیوں میں ایک بند انسان اتنا طاقتور تھا کہ جس کے تصور سے حکمرانوں کے تخت لرزنے لگ جاتے تھے اور اُن کے تاج اُن کے سروں سے اُچھل کر زمین پر آ رہتے تھے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ غاصب وسرکش تھے۔ اِدھر یہ قیدی اللہ کی قیدی پر اس کا نمایندہ تھا جو اس کی زمین کا وارث تھا۔

اُموی وعباسی حکومتوں نے یا تو اُنھیں قتل کرا دیا یا پھر اُنھیں قید وبند میں رکھا تا کہ اُنھیں عوام سے دُور رکھا جائے تا کہ اُمت ان کے فیوضات وبرکات اور علم وحکمت سے مستفید نہ ہو سکے لیکن حق میں طاقت ہے۔ الحق یعلو ولا یعلی علیہ ”حق ہمیشہ سربلند ہے، باطل کو ہمیشہ پسپائی حاصل ہے“۔

آج کائنات دیکھ سکتی ہے کہ وہ عباسی حکمران جب آسمان کی طرف نگاہ کرتا

اور مطلع کو اَبر آلود پاتا لیکن جب بادل اِدھر اُدھر ہونے لگتے تو ان بادلوں سے خطاب کرتا۔ ہاں ٹھیک ہے تم یہاں نہ برسو، آخر کہیں تم نے برسنا ہے۔ جہاں برسو گے وہ جگہ بھی میرے تابع فرمان ہے۔

آج اُس کے آثار ڈھونڈنے سے نہیں ملتے لیکن جس امامؑ کو اُس نے اپنا قیدی بنایا تھا اور شہید کرا دیا تھا اس کا روضہ آج بھی مرکزِ خلائق ہے۔ شبانہ روز کوئی ایسا لمحہ نہیں کہ اس کے روضہ پر لوگوں کا اژدہام نہ ہو۔

آپ اس کتاب میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی زندگی اور ان کی سیرت و تعلیمات کی ایک جھلک دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور فلاسفر ابو اسحاق کندی! جب بھی اغیار نے اسلام پر ضرب لگانے کی کوشش کی اور جب اسلام کے دفاع سے مادی حکمران ناکام ہوگئے اور ان کے درباروں میں بیٹھنے والے نام نہاد علما لاجواب ہوگئے تو وہی حکومتیں چل کر امام معصومؑ کے قدموں میں جھکیں اور کہا: اسلام پر بن آئی ہے اب آپ ہی اسلام کا دفاع کر سکتے ہیں۔

ابو اسحاق کندی امام علیہ السلام کا ہم عصر ہے جو بہت بڑا فلسفی تھا۔ اُس نے اُس دور میں دعویٰ کیا کہ قرآن مجید میں غلطیاں ہیں۔ اس میں تضادات، تناقضات ہیں۔ قرآن کسی مقام پر کچھ کہتا ہے، کیونکہ وہ یونانی فلسفے سے متاثر تھا۔ وہ اس کے علاوہ کچھ اور نہیں سوچ سکتا تھا۔ اُس نے قرآنِ مجید کا مطالعہ اسی فلسفے کی روشنی میں کیا تو اُسے کتاب اللہ میں تناقضات نظر آئے۔ قرآن فہمی کے لیے اُس عقل کی ضرورت ہے جو دوسری فکر سے آزاد ہو اور ایسے قلب کی ضرورت ہے جس میں نورِ ایمان ہو۔ کندی فلسفی کا عقل بھی یونانی فلسفے کا قیدی تھا اور اُس کا دل نورِ ایمان سے بھی خالی تھا۔ اس کی عقل پر قفل پڑے ہوئے تھے اور اس کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے تھے۔

یہ اُس فلسفی کی طرح تھا جسے دریا عبور کرنا تھا۔ وہ دریا کنارے پر آیا اور اُسے ایک نوجوان ملاح کشتی سمیت ملا۔ اُس نے اُسے کہا کہ وہ اُسے دریا عبور کرا دے۔ اُس نے کہا: آیئے کشتی پر تشریف رکھیے۔ فلسفی کشتی پر بیٹھ گیا۔ کشتی اپنی منزل کی طرف چل پڑی۔ ابھی اُس نے تھوڑا فاصلہ طے کیا تھا کہ فلسفی نے اُس نوجوان ملاح سے پوچھا کیا تو نے فلسفہ پڑھا ہے۔ اُس نے جواب دیا: نہیں۔ فلسفی نے فوراً کہا: افسوس ہے تو نے زندگی کا ایک بڑا حصّہ برباد کر کے رکھ دیا۔ ملاح کو یہ سن کر بڑا دکھ ہوا۔ ابھی وہ اس پریشانی میں مبتلا تھا کہ فلسفی نے اس پر ایک اور سوال کر دیا: "اے بیٹے! کیا تو نے منطق پڑھی ہے؟ اُس نے کہا: نہیں۔ فلسفی نے کہا: بس تم نے زندگی کا لمبا حصّہ ضائع کر دیا ہے۔ تیری موت تیری زندگی سے بہتر ہے۔ اس طرح فلسفی نے اس بے چارے ملاح پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ کیا تو الجبرا جانتا ہے۔ کیا تو نے جیومیٹری پڑھی ہے۔ آخر میں ملاح نے فلسفی سے کہا: اے میرے آقا! میں کچھ نہیں جانتا، میں صرف تجھے اس کشتی کے ذریعے دریا عبور کرانا جانتا ہوں۔ اس وقت کشتی بھی دریا کے درمیان پہنچ چکی تھی۔ جونہی وہاں پہنچی دریا میں طوفان آ گیا۔ بپھری ہوئی موجیں کشتی سے کھیلنے لگیں۔ کشتی بری طرح سے ہچکولے کھا رہی تھی۔ کشتی میں پانی بھرنے لگا۔ اس وقت نوجوان ملاح نے فلسفی سے پوچھا: اے میرے آقا! کیا آپ تیرنا جانتے ہیں؟

فلسفی نے جواب دیا: میں تیرنا نہیں جانتا۔

یہ سن کر ملاح نے جواب دیا: پھر تو آپ نے اپنی ساری زندگی برباد کر ڈالی ہے۔

اسی دوران ایک موج آئی جس نے کشتی کو اُلٹ کر رکھ دیا۔ نوجوان ملاح پانی میں تیرنے لگا اور فلاسفر ہمیشہ کے لیے موجوں کی نذر ہو گیا۔

کندی فلسفی یونانی فلسفے کی موجوں کی نذر ہو چکا تھا۔ اس لیے اُس نے کتاب اللہ پر اعتراضات شروع کر دیے تھے۔ جب اس واقعہ کی خبر بارگاہِ امامت میں پہنچی تو

آپؑ نے کندی کے ایک شاگرد سے فرمایا: کیا تم میں کوئی عقل مند آدمی ایسا نہیں ہے جو اُسے اس کام سے منع کر دے۔

اُس نے عرض کیا: وہ ایک علامہ ہے ہم اُس کے سامنے کیا کہہ سکتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: میں تمھیں سوال بتا دیتا ہوں۔ یہ سوال اُس پر کرنا لیکن اس کے لیے پہلے ضروری ہے کہ اس سے قرب پیدا کرو، اس کی خدمت کرو۔ جب وہ تم سے مانوس ہو جائے تو پھر اس پر سوال کرو اور کہو کہ میرے ذہن میں ایک سوال ہے۔ اُس کا جواب چاہیے۔ جب وہ جواب دینے کے لیے تیار ہو جائے تو اس وقت تم اُس سے کہو: ایک مسئلہ میری نظر میں آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے پوچھوں۔ پھر اس سے کہو: اگر آپ کے پاس کوئی قرآن مجید کے متعلق گفتگو و بحث کرنے والا آئے اور کہے کہ کیا یہ جائز و ممکن ہے کہ خداوند عالم نے اس کلام سے جو قرآن میں ہے، اس کے معنی کے علاوہ اور معنی مراد کیا ہو جو تم نے گمان کیا ہے۔ جب وہ جواب میں کہے ہاں یہ جائز ہے کیونکہ وہ ایسا شخص ہے جو اس بات کو جو سنے سمجھ لیتا ہے پس اس سے کہو شاید خداوند تعالیٰ نے قرآن میں اس معنی کے علاوہ کوئی اور معنی مراد لیا ہو جو معنی آپ نے لے رکھا ہے اور اسے اللہ کی مراد و مقصد خیال کیا ہے اور تو اس کی مراد کے علاوہ کچھ اور سمجھ رہا ہے۔

پس وہ شاگرد کندی کے پاس گیا اور اس کی خدمت کرنے لگا۔ جب ان کے درمیان اُس نے ملاطفت و مانوسیت پیدا کر لی تو اس پر امامؑ کا تعلیم کردہ سوال کر دیا۔

کندی نے جب یہ حیران کن سوال سنا تو وہ بھڑک کر رہ گیا اور اُس سے کہا: اپنے سوال کو دہراؤ۔ جب اُس نے سوال دہرایا تو اس سوال میں غور کرنے لگا۔ سوچ بچار کے بعد اُس شاگرد سے کہا: میں تجھے قسم دیتا ہوں اس سوال کی کس نے تعلیم دی ہے؟

اُس نے جواب دیا: ایسے بس میرے دل میں یہ سوال آ گیا تو میں نے آپ

پر پیش کر دیا۔

کندی نے کہا: تم ایسوں کے دل و دماغ میں ایسی باتیں نہیں آسکتیں۔ مجھے یہ بتا یہ سوال کہاں سے حاصل کیا ہے؟

تو اس شاگرد نے کہا کہ مجھے یہ سوال امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہ امامت سے ملا ہے۔

کندی نے کہا: ہاں! یہ ہے بات ایسے مطالب صرف یہی خانوادہ ہی بیان کرسکتا ہے۔

اس نے آگ منگوائی اور اس کتاب کو جلا ڈالا۔

آپؑ نے اپنی مختصر زندگی میں اپنے وظیفہ کے مطابق اسلام اور اُمت مسلمہ کی بھرپور خدمت کی۔ آپ چونکہ ساری زندگی حکومتی نگرانی میں رہے۔ اس لیے آپ اور آپ کے والد بزرگوار کا رابطہ خطوط کے ذریعے ہوتا رہا۔ لوگ آپؑ کی طرف خط روانہ کرتے اور آپؑ ان کے خطوط کے جوابات دیتے یا جب آپؑ کو ضرورت ہوتی تو آپؑ اپنے اصحاب کی طرف خطوط جاری کر دیتے۔

معتمد عباسی نے آپ کو زہر سے شہید کرا دیا۔ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ میں آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

محمد بن حسین نے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے جمعہ کے دن آٹھ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو نماز صبح کے وقت اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ آپؑ نے اس رات اپنے دست مبارک سے اہل مدینہ کی طرف بہت سے خطوط تحریر فرمائے۔ اس وقت آپؑ کے پاس صیقل نامی کنیز تھی۔ ایک غلام جس کا نام عقید تھا اور حضرت صاحب الامر تھے۔ آپؑ کے غلام عقید کا بیان ہے کہ جس وقت امام علیہ السلام نے وہ پانی جس میں مصطکی کو جوش دیا گیا تھا، طلب فرمایا۔ جب آپؑ کو پیش کیا گیا تو آپؑ نے

پانی کے برتن کو اُٹھایا کہ نوش کریں۔ کمزوری کی وجہ سے آپؑ کا ہاتھ کانپنے لگا اور پیالہ آپؑ کے دندانِ مبارک سے ٹکرانے لگا۔ جب آپؑ نے پانی پی لیا تو صیقل کنیز نے وہ پیالہ آپؑ سے لے لیا اور آپؑ کی مقدس روح اس دنیا سے پرواز کرگئی۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

قارئین کرام سے التماس ہے کہ "سوال عوام کے، جواب امامؑ کے" ایک سلسلہ ہے جو جاری ہے۔ بندہ اس کتاب سے قبل حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور حضرت امام ہادی علیہ السلام پر کام کر چکا ہے اور وہ دونوں کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ اب اس سلسلے کی دو کتابیں باقی ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام۔ ان شاء اللہ وہ بھی جلد منظر عام پر آجائیں گی۔

اُردو زبان میں آئمہ طاہرین علیہم السلام کی زندگی اور ان کی سیرت و تعلیمات پر کام موجود تھا لیکن اس قدر نہ تھا جو اَب ادارہ منہاج الصالحین نے کیا ہے۔ یہ سلسلہ اگرچہ سمندر کے مقابلے میں قطرہ ہے لیکن یہ قطرہ اتنی بیکرانی رکھتا ہے جو پوری کائنات پر بھاری ہے۔

خداوند تعالیٰ منہاج الصالحین کے بانی۔ آقای ریاض حسین جعفری قبلہ کی زندگی دراز فرمائے اور ان کی توفیقات میں مزید توسیع فرمائے۔ اس کتاب میں ہم نے کچھ تخفیف سے بھی کام لیا ہے۔ اپنے ماحول کے پیش نظر ایسا کیا ہے۔

آخر میں بارگاہِ خداوندی میں دعا ہے کہ وہ ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اور ہماری آخرت کے لیے توشہ قرار دے۔

والحمد للہ رب العالمین

الطاف حسین کلاچی

مدرسہ باب العلم، تونسہ شریف

فصلِ اوّل

توحید

maablib.org

اے آقائی من! ہمارے اصحاب توحید میں اختلاف نظر رکھتے ہیں

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْعَطَّارُ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام سَنَةَ خَمْسٍ وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ: قَدِ اخْتَلَفَ يَا سَيِّدِي أَصْحَابُنَا فِي التَّوْحِيدِ،

مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: هُوَ جِسْمٌ،

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: هُوَ صُورَةٌ۔

فَإِنْ رَأَيْتَ يَا سَيِّدِي! أَنْ تُعَلِّمَنِي مِنْ ذٰلِكَ مَا أَقِفُ عَلَيْهِ وَلَا أَجُوزُهُ فَعَلْتَ مُتَطَوِّلًا عَلَى عَبْدِكَ۔

فَوَقَّعَ علیہ السلام بِخَطِّهِ: سَأَلْتَ عَنِ التَّوْحِيدِ، وَهٰذَا عَنْكُمْ مَعْزُولٌ۔ اللهُ تَعَالَى وَاحِدٌ أَحَدٌ صَمَدٌ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَحَدٌ، خَالِقٌ وَلَيْسَ بِمَخْلُوقٍ۔ يَخْلُقُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَا يَشَاءُ مِنَ الْأَجْسَامِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ، وَيُصَوِّرُ مَا يَشَاءُ وَلَيْسَ بِمُصَوَّرٍ، جَلَّ ثَنَاؤُهُ وَتَقَدَّسَتْ أَسْمَاؤُهُ وَتَعَالَى عَنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ شَبِيهٌ هُوَ لَا غَيْرُهُ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (التوحید، صدوق، ص ۱۰۲)

سہل بن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے ۲۵۵ھ میں صاحب عسکر علوی حضرت امام حسن علیہ السلام کی بارگاہ عسکریت میں خط لکھا۔ خط کا مضمون یہ تھا:

اے آقائی من! ہمارے اصحاب نظریہ توحید میں اختلاف رکھتے ہیں اُن میں سے کچھ کہتے ہیں کہ خدا جسم ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ خدا صورت ہے۔

آقائی من! اگر آپؑ مناسب سمجھیں تو مجھے تعلیم فرمائیں تاکہ مجھے حقیقت کا پتا چل جائے اور میں اِدھر اُدھر نہ بھٹکتا پھروں۔

امام معصومؑ نے اپنے دستِ مبارک سے میری طرف جو خط روانہ فرمایا اس کی عبارت یہ تھی:

آپ نے توحید کے بارے میں پوچھا ہے تمہیں اس امر سے روک دیا گیا ہے۔ خداوند تعالیٰ واحد ہے، اَحد ہے، صمد ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں ہے۔ وہ خالق ہے مخلوق نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ جب چاہے وہ اجسام اور غیر اجسام کو پیدا کرسکتا ہے۔ وہ خود جسم نہیں ہے۔ وہ جس سے چاہے تصویر کشی کرسکتا ہے۔ وہ مصور ہے وہ اپنی تصویر نہیں رکھتا۔ وہ حمد وثنا میں عظیم سے عظیم تر ہے۔ اس کے اسماء پاک و پاکیزہ ہیں، وہ اس سے بلند تر ہے کہ اس کی کوئی شکل و شبیہ ہو۔ کوئی چیز اس کی مثل نہیں ہے۔ وہ سمیع و بصیر ہے۔

بندہ اپنے اُس رب کی کیسے عبادت کرے کہ جسے اُس نے دیکھا نہیں ہے؟

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الدَّقَّاقُ رحمه الله قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْكُوفِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ أَسْأَلُهُ كَيْفَ يَعْبُدُ الْعَبْدُ رَبَّهُ وَهُوَ لَا يَرَاهُ؟

فَوَقَّعَ عليه السلام: يَا أَبَا يُوسُفَ! جَلَّ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ وَالْمُنْعِمُ عَلَيَّ وَعَلَى آبَائِي أَنْ يُرَى۔

قَالَ: وَسَأَلْتُهُ هَلْ رَأَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله رَبَّهُ۔

فَرَقَّمَ علیہ السلام: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَرَى رَسُولَهُ بِقَلْبِهِ مِنْ نُورِ عَظَمَتِهِ مَا أَحَبَّ۔ (کافی، ج۱،ص ۹۵، التوحید، صدوق، ص ۱۰۸)

یعقوب بن اسحاق کا بیان ہے: میں نے فرزند رسولؐ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہ قدس کی طرف خط لکھا اور اُس خط میں میرا سوال یہ تھا کہ بندہ اپنے اُس رب کی کس طرح عبادت کرے جسے اُس نے دیکھا نہیں ہے؟

امام معصوم علیہ السلام نے میری طرف دیکھا: اے ابو یوسف! میرا آقا و مولا اور منعم جس نے مجھ پر اور میرے آباء و اجداد پر فضل و کرم کیا وہ اس سے بالاتر اور عظیم تر ہے کہ اُسے دیکھا جا سکے۔

یعقوب کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؑ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟

اس سوال کے جواب میں آپؑ نے تحریر فرمایا تھا: خداوند تعالیٰ نے جس قدر پسند فرمایا تھا اپنے رسولؐ کے قلب مبارک کو اپنے نورِ عظمت کی تجلیاں دکھائی تھیں۔

تمام اُمور کا مرکز خداوند تعالیٰ ہے

سَأَلَ مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ الْأَرْمَنِيُّ أَبَا مُحَمَّدٍ علیہ السلام عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ﴾ (سورۃ روم، آیت ۴)

فَقَالَ علیہ السلام: لَهُ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْمُرَ بِهِ وَلَهُ مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْمُرَ بِهِ بِمَا يَشَاءُ۔

فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هَذَا قَوْلُ اللهِ: ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ

تَبَارَكَ اللهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (سورۂ اعراف، آیت ۵۴)

فَأَقْبَلَ عَلَيَّ وَقَالَ: هُوَ كَمَا أَسْرَرْتَ فِي نَفْسِكَ: ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (ایضاً)

قُلْتُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ حُجَّةُ اللهِ وَابْنُ حُجَجِهِ عَلٰى عِبَادِهٖ۔

(الخرائج والجرائح، ج ۲، ص ۶۸۷)

محمد بن صالح ارمنی کا بیان ہے: میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حضور سوال کیا کہ جتنے اُمور قبل و بعد سے مربوط ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (وَلِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ) "پہلے بھی اور بعد میں بھی اختیار کُل اللہ کو حاصل ہے" ان سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے پہلے کہ وہ امر کرے سب کچھ اس کے متعلق ہے اور بعدازیں جو وہ امر کرے جو وہ چاہے اس کا مالک بھی وہ ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق گفتگو فرمائی ہے: (أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ) "آگاہ رہو آفرینش اسی کی ہے اور امر بھی اُسی کا ہے بڑا بابرکت ہے اللہ جو عالمین کا رب ہے"۔

آنحضرتؑ نے میری طرف رُخِ انور کیا اور فرمایا: بالکل اسی طرح ہے وہ جس طرح کہ تیرے دل میں آیا ہے: "آگاہ رہو، آفرینش اُسی کی ہے اور امر بھی اُسی کا ہے بڑا بابرکت ہے اللہ جو عالمین کا رب ہے"۔

یہ سن کر میں نے عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ حجت اللہ ہیں اور اس کی مخلوق پر جو حجتیں ہیں ان کے فرزند ہیں۔

✡✡✡

فصلِ دوم

نبوت و پیغمبری

maablib.org

کیا جنابِ سلیمانؑ جنابِ آصف بن برخیا کے علم کے محتاج تھے؟

فِي تَفْسِيرِ الْعَيَّاشِي عَنِ الْحَسَنِ الْعَسْكَرِي عليه السلام أَنَّهُ سُئِلَ: أَكَانَ سُلَيْمَانُ عليه السلام مُحْتَاجاً إِلَى عِلْمِ آصَفُ بْنِ بَرْخِيَا، يَعْنِيْ حَتَّى أَحْضَرَ لَهُ عَرْشَ بِلْقِيْس؟

فَقَالَ عليه السلام: إِنَّ سُلَيْمَانُ لَمْ يَعْجِزْ عَنْ مَعْرِفَةِ مَا عَرَفَهُ آصِف، لٰكِنَّهُ أَنْ يَعْرِفَ أُمَّتَهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَنَّهُ الْحُجَّةُ مِنْ بَعْدِهِ، وَذٰلِكَ مِنْ عِلْمِ سُلَيْمَانَ عليه السلام أَوْدَعَهُ آصِفَ بِأَمْرِ اللهِ، فَفَهِمَهُ اللهُ ذٰلِكَ لِئَلَّا يَخْتَلِفَ فِيْ إِمَامَتِهِ وَدِلَالَتِهِ كَمَا فَهِمَ سُلَيْمَان عليه السلام فِيْ حَيَاةِ دَاوُدِ عليه السلام لِتَعْرِفَ إِمَامَتَهُ وَنُبُوَّتَهُ مِنْ بَعْدِ لِتَاكِيْدِ الْحُجَّةِ عَلَى الْخَلْقِ۔

(النور المبین فی قصص الانبیاء والمرسلین، ص ۳۷۹)

تفسیر عیاشی میں روایت ہے: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہِ قدس میں سوال کیا گیا: کیا حضرت سلیمانؑ جناب آصف بن برخیا کے علم کے محتاج تھے کہ اُنھوں نے اُن کے لیے ملکہ بلقیس کا تخت ملکِ سبا سے منگوایا تھا؟

اس سوال کے جواب میں امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت سلیمانؑ حضرت آصف کے اس علم کے مقابلے میں عاجز و ناتواں نہ تھے۔ آپؑ کو بھی یہ علم حاصل تھا لیکن آپؑ چاہتے تھے کہ ان کی اُمت میں جو جن و انس ہیں اُنھیں معلوم ہو جائے کہ ان کے بعد حجتِ خدا وہ ہیں۔ آپؑ نے امر اللہ کے حکم سے یہی علم جناب آصف کے حوالے کیا تھا۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ جناب سلیمانؑ کی وفات کے بعد آصف بن برخیا کی

امامت کی کوئی نفی نہ کرے کہ جس طرح حضرت سلیمانؑ کی نبوت و امامت جناب داؤد علیہ السلام کے زمانے میں اُمت پر ثابت ہوگئی تھی اور لوگوں کو بتادیا گیا تھا کہ جناب داؤدؑ کے بعد حجت خدا جناب سلیمانؑ ہیں۔

کیا جناب یوسفؑ نے چوری کی تھی؟

سَعْدُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَمُّونٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ:

سَأَلَ أَبَا مُحَمَّدٍ علیہ السلام عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ﴾ (سورۂ یوسف، آیت ۷۷) رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ قُمَّ وَأَنَا عِنْدَهُ حَاضِرٌ۔

فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيُّ علیہ السلام: مَا سَرَقَ يُوسُفُ إِنَّمَا كَانَ لِيَعْقُوبَ علیہ السلام مِنْطَقَةٌ وَرِثَهَا مِنْ إِبْرَاهِيمَ علیہ السلام وَكَانَتْ تِلْكَ الْمِنْطَقَةُ لَا يَسْرِقُهَا أَحَدٌ إِلَّا اسْتُعْبِدَ، وَكَانَتْ إِذَا سَرَقَهَا إِنْسَانٌ نَزَلَ جِبْرَئِيلُ علیہ السلام وَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَأُخِذَتْ مِنْهُ وَأُخِذَ عَبْدًا۔

وَإِنَّ الْمِنْطَقَةَ كَانَتْ عِنْدَ سَارَةَ بِنْتِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، وَكَانَتْ سُمِّيَتْ أُمَّ إِسْحَاقَ وَإِنَّ سَارَةَ هٰذِهِ أَحَبَّتْ يُوسُفَ وَأَرَادَتْ أَنْ تَتَّخِذَهُ وَلَدًا لِنَفْسِهَا، وَإِنَّهَا أَخَذَتِ الْمِنْطَقَةَ فَرَبَطَتْهَا عَلَى وَسَطِهِ ثُمَّ سَدَلَتْ عَلَيْهِ سِرْبَالَهُ ثُمَّ قَالَتْ لِيَعْقُوبَ: إِنَّ الْمِنْطَقَةَ قَدْ سُرِقَتْ۔

فَأَتَاهُ جِبْرَئِيلُ علیہ السلام فَقَالَ: يَا يَعْقُوبُ! إِنَّ الْمِنْطَقَةَ مَعَ

يُوسُفَ وَلَمْ يُخْبِرْهُ بِخَبَرِ مَا صَنَعَتْ سَارَةُ لِمَا أَرَادَ اللهُ۔
فَقَامَ يَعْقُوبُ إِلَى يُوسُفَ، فَفَتَّشَهُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ يَافِعٌ وَاسْتَخْرَجَ الْمِنْطَقَةَ۔
فَقَالَتْ سَارَةُ ابْنَةُ إِسْحَاقَ: مِنِّي سَرَقَهَا يُوسُفُ، فَأَنَا أَحَقُّ بِهِ۔ فَقَالَ لَهَا يَعْقُوبُ: فَإِنَّهُ عَبْدُكِ عَلَى أَنْ لَا تَبِيعِيهِ وَلَا تَهَبِيهِ۔
قَالَتْ: فَأَنَا أَقْبَلُهُ عَلَى أَلَّا تَأْخُذَهُ مِنِّي وَأُعْتِقُهُ السَّاعَةَ۔
فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ فَأَعْتَقَتْهُ فَلِذٰلِكَ قَالَ إِخْوَةُ يُوسُفَ: ﴿إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ﴾۔
قَالَ أَبُوهَاشِمٍ: فَجَعَلْتُ أُجِيلُ هٰذَا فِي نَفْسِي وَأُفَكِّرُ فِيهِ وَأَتَعَجَّبُ مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ مَعَ قُرْبِ يَعْقُوبَ مِنْ يُوسُفَ وَحُزْنِ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ حَتَّى ابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ وَالْمَسَافَةُ قَرِيبَةٌ۔
فَأَقْبَلَ عَلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام فَقَالَ: يَا أَبَا هَاشِمٍ! تَعَوَّذْ بِاللهِ مِمَّا جَرَى فِي نَفْسِكَ مِنْ ذٰلِكَ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى لَوْ شَاءَ أَنْ يَرْفَعَ السَّاتِرَ بَيْنَ يَعْقُوبَ وَيُوسُفَ حَتَّى كَانَا يَتَرَاءَيَانِ فَعَلَ، وَلٰكِنْ لَهُ أَجَلٌ هُوَ بَالِغُهُ وَمَعْلُومٌ يَنْتَهِي إِلَيْهِ كُلُّ مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ فَالْخِيَارُ مِنَ اللهِ لِأَوْلِيَائِهِ۔ (الخرائج والجرائح، ج ۲، ص ۷۳۹)

داؤد بن قاسم جعفری کہتے ہیں: میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہِ امامت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی جس کا تعلق قُم سے تھا اس نے آپؑ کے حضور یہ

آیت پڑھی اور اس کی تفسیر معلوم کی: "(مگر اس (بنیامین) نے چوری کی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے) اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: جناب یوسفؑ نے چوری نہیں کی تھی۔ یہ ازار بند حضرت یعقوبؑ کو حضرت ابراہیمؑ کی میراث میں سے ملا تھا۔ اُس کمربند کو جو چوری کرتا وہ غلام بن جاتا تھا۔ جب بھی وہ کمربند کوئی چوری کرتا جناب جبرئیلؑ نازل ہوتے اور اس کی خبر دیتے تھے اور چوری کرنے والا چوری کے عوض غلام بن جاتا تھا۔ یہ کمربند حضرت اسحاقؑ بن ابراہیمؑ کی بیوی سارہ کے پاس تھا۔ جناب سارہؑ کو جناب یوسفؑ سے بہت پیار تھا۔ آپؑ جناب یوسفؑ کو اپنا بیٹا بنانا چاہتی تھیں اس لیے آپؑ نے وہ کمربند اُٹھایا اور جناب یوسفؑ کی کمر سے باندھ دیا اور اُن کا پیراہن اس کمربند کے اُوپر کر دیا۔ اس طرح کمربند چھپ گیا۔ اُس نے جناب یعقوبؑ سے کہا کہ کمربند چوری ہو گیا ہے۔ اس وقت جناب جبرئیلؑ نازل ہوئے اور جناب یعقوبؑ سے کہا: کمربند جناب یوسفؑ کے پاس ہے لیکن جناب سارہ کے اس منصوبے کی خبر نہ دی کیونکہ خداوند تعالیٰ کی رضا اس میں تھی۔ جناب یعقوبؑ اُٹھے اور جناب یوسفؑ کے پاس گئے اور اُن سے وہ کمربند مل گیا۔

جناب سارہ دختر جناب اسحاقؑ نے کہا: جناب یوسفؑ نے میری چوری کی ہے اب میرا ان پر حق زیادہ ہے۔

جناب یعقوبؑ نے فرمایا: یوسفؑ اب آپ کے غلام ہیں لیکن خیال کرنا نہ انھیں فروخت کرنا اور نہ کسی اور کو ہبہ کرنا۔

جناب سارہ نے کہا: میں نے انھیں قبول کر لیا ہے لیکن آپؑ اُسے مجھ سے واپس نہیں لیں گے۔ میں اب اسی وقت اُنھیں آزاد کرتی ہوں۔

جناب یعقوبؑ نے انھیں جناب سارہ کے حوالے کیا اور اُس نے انھیں آزاد

کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ برادرانِ یوسفؑ نے کہا: ''اگر اس (بنیامین) نے اب چوری کی ہے اس سے قبل ان کے بھائی نے بھی چوری کی تھی''۔

راوی ابوہاشم کہتا ہے کہ یہ سن کر میں اپنے دل میں اس بات کو سوچنے لگا اور تعجب کرنے لگا کہ جناب یعقوبؑ جناب یوسفؑ کے بہت زیادہ قریب تھے اور آپؑ ان کے فراق میں سخت حیران و پریشان تھے۔ آپؑ ان کی یاد میں اتنا روئے کہ آپؑ کی بینائی جاتی رہی حالانکہ دونوں کے درمیان فاصلہ کچھ زیادہ نہ تھا۔ اس دوران امامؑ نے میری طرف رُخِ انور کیا اور فرمایا:

اے ابوہاشم! تو کیا سوچنے لگا ہے، اللہ سے پناہ طلب کر۔ اگر خداوند تعالیٰ چاہتا تو جناب یعقوبؑ اور جناب یوسفؑ کے درمیان سے پردہ اُٹھا دیتا کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے لیکن یہ ایک ہدف جس کے لیے یہ سب کچھ ضروری تھا اور اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے لیے جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

☼☼☼

maablib.org

فصلِ سوم

امامت وولایت

maablib.org

آپؑ کے بعد امام وخلیفہ کون ہے؟

عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَرَّاقُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہ السلام وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنِ الْخَلَفِ بَعْدَهُ فَقَالَ لِي مُبْتَدِئًا:

يَا أَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ! إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يُخْلِ الْأَرْضَ مُنْذُ خَلَقَ آدَمَ وَلَا تَخْلُو إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِنْ حُجَّةِ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ بِهِ يَدْفَعُ الْبَلَاءَ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَبِهِ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَبِهِ يُخْرِجُ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ۔

قَالَ: فَقُلْتُ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! فَمَنِ الْإِمَامُ وَالْخَلِيفَةُ بَعْدَكَ؟

فَنَهَضَ علیہ السلام فَدَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ خَرَجَ وَعَلَى عَاتِقِهِ غُلَامٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ الْقَمَرُ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مِنْ أَبْنَاءِ ثَلَاثِ سِنِينَ فَقَالَ:

يَا أَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ! لَوْلَا كَرَامَتُكَ عَلَى اللهِ وَعَلَى حُجَجِهِ مَا عَرَضْتُ عَلَيْكَ ابْنِي هَذَا۔

إِنَّهُ سَمِيُّ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَكَنِيُّهُ الَّذِي يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا۔

يَا أَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ! مَثَلُهُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ مَثَلُ الْخَضِرِ علیہ السلام وَمَثَلُهُ كَمَثَلِ ذِي الْقَرْنَيْنِ۔ وَاللهِ لَيَغِيبَنَّ غَيْبَةً لَا يَنْجُو فِيهَا مِنَ التَّهْلُكَةِ إِلَّا مَنْ يُثَبِّتُهُ اللهُ عَلَى

الْقَوْلِ بِإِمَامَتِهِ وَ وَفَّقَهُ لِلدُّعَاءِ بِتَعْجِيلِ فَرَجِهِ۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ: فَقُلْتُ لَهُ: يَامَوْلَايَ! هَلْ مِنْ عَلَامَةٍ يَطْمَئِنُّ إِلَيْهَا قَلْبِي؟

فَنَطَقَ الْغُلَامُ عليه السلام بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ فَصِيحٍ فَقَالَ: أَنَا بَقِيَّةُ اللهِ فِي أَرْضِهِ وَالْمُنْتَقِمُ مِنْ أَعْدَائِهِ فَلَا تَطْلُبْ أَثَراً بَعْدَ عَيْنٍ يَا أَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ!

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ: فَخَرَجْتُ مَسْرُوْرًا فَرِحًا۔ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ عُدْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! لَقَدْ عَظُمَ سُرُورِي بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ، فَمَا السُّنَّةُ الْجَارِيَةُ فِيهِ مِنَ الْخَضِرِ وَذِي الْقَرْنَيْنِ؟

فَقَالَ: طُولُ الْغَيْبَةِ يَا أَحْمَدُ!

فَقُلْتُ لَهُ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! وَإِنَّ غَيْبَتَهُ لَتَطُولُ؟

قَالَ: إِيْ وَرَبِّي حَتَّى يَرْجِعَ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ أَكْثَرُ الْقَائِلِينَ بِهِ فَلَا يَبْقَى إِلَّا مَنْ أَخَذَ اللهُ عَهْدَهُ بِوَلَايَتِنَا، وَكَتَبَ فِي قَلْبِهِ الْإِيْمَانَ، وَأَيَّدَهُ بِرُوحٍ مِنْهُ۔

يَا أَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ! هَذَا أَمْرٌ مِنْ أَمْرِ اللهِ وَسِرٌّ مِنْ سِرِّ اللهِ وَغَيْبٌ مِنْ غَيْبِ اللهِ۔ فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَاكْتُمْهُ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ تَكُنْ غَداً فِي عِلِّيِّينَ۔

قَالَ الصَّدُوقُ رحمه الله: لَمْ أَسْمَعْ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْوَرَّاقِ وَجَدْتُهُ مُثْبَتًا بِخَطِّهِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَرَوَاهُ لِي قِرَاءَةً عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ

إِسْحَاقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَمَا ذَكَرْتَهُ ۔ (بحارالانوار، ج ۵۲،
ص ۲۳)

احمد بن اسحاق کہتے ہیں: میں ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہ میں شرف یاب ہوا کہ آپؑ سے آپؑ کے جانشین کے بارے میں دریافت کروں۔

آپؑ نے گفتگو کا آغاز فرمایا: اے احمد بن اسحاق! اللہ تعالیٰ نے جب سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا: اس وقت سے لے کر اپنی زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں چھوڑا اور اس طرح قیامت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ وجودِ حجت سے اہلِ زمین کی بلائیں دُور ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ سے بارشیں ہوتی ہیں اور زمین سے برکات باہر آتی ہیں۔

میں نے عرض کیا: آپؑ کے بعد آپؑ کا خلیفہ اور امام کون ہے؟

پس آپؑ اُٹھے اور اپنے خانۂ اقدس میں تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد آپؑ واپس تشریف لائے اور آپؑ کے دوشِ اقدس پر ایک بچہ تھا جس کا چہرۂ اقدس چودھویں کے چاند کی طرح ضوفشاں تھا جس کی عمر تین سال تھی۔

آپؑ نے فرمایا: اے احمد بن اسحاق! اگر تو اللہ اور اس کی حجتوں کے نزدیک مکرم و محترم نہ ہوتا تو میں یہ بچہ تمھیں نہ دکھلاتا۔ یہ بچہ پیغمبر گرامیؐ کا ہم نام و ہم کنیت ہے جو اللہ کی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

اے احمد بن اسحاق! یہ اس اُمت کے خضر و ذوالقرنین ہیں۔ بخدا! انھوں نے غیب ہونا ہے۔ اس زمانہ میں صرف وہ آدمی ہلاکت سے دوچار نہیں ہوگا جسے خداوند تعالیٰ اس کی امامت کے عقیدے پر ثابت قدم رکھے گا اور اُسے دعائے تعجیل ظہور کی توفیق عطا فرمائے گا۔

احمد ابن اسحاق نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے میرے آقا! اس کی کوئی علامت ونشانی ہے کہ جس سے میں مطمئن ہوجاؤں؟

ابن اسحاق کا بیان ہے: جب میں نے یہ بات کی تو اس بچے نے فصیح عربی زبان میں گفتگو کی۔ فرمایا: میں ہی زمین پر اللہ کی آخری حجت ہوں۔ میں ہی اُس کے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہوں۔ اے احمد بن اسحاق! اب تو نے اپنی آنکھوں کے سامنے اس حقیقت کا نظارہ کرلیا ہے۔ اب کوئی اور دلیل نہ مانگنا۔

احمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ میری خوشی ومسرت کی انتہا نہ رہی اور اس حال میں میں نے اپنے امامؑ کو وداع کیا اور واپس چلا آیا۔

جب دوسرا دن ہوا تو پھر میں نے اپنے امامؑ کے حضور حاضری دی اور آپؑ کے حضور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کل جو آپؑ نے مجھ پر لطف کیا تھا اس سے مجھے بے پایاں خوشی ومسرت حاصل ہوئی لیکن آپؑ نے اس بات کی وضاحت نہیں فرمائی کہ آپؑ نے انھیں اسی اُمت کا خضر اور ذوالقرنین ٹھہرایا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ان میں خضر وذوالقرنین کی کون سی علامات ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ان کی طولانی غیبت ہے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! ان کی غیبت طولانی ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں! بخدا! ان کی غیبت اتنی طولانی ہوگی کہ اکثر ان کے عقیدت مند اِس امر سے کنارہ کش ہوجائیں گے۔ صرف وہ لوگ باقی رہیں گے کہ جن کے قلوب میں ایمان رچ بس چکا ہوگا اور جن کی تائید خدا نے کی ہوگی۔

اے احمد بن اسحاق! یہ امر، امرُ اللہ ہے۔ یہ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور خدا کی طرف سے امرِ غیبت ہے۔ جو کچھ اس بارے میں تم سے کہوں اُسے قبول کر جو اِس امر کی اہلیت نہیں رکھتے ان سے پنہاں رکھ اور اس پر اللہ کا شکر ادا کر۔

کل قیامت کے دن بہشت میں ہمارے بالاترین درجات میں تم ہمارے ساتھ ہو گے۔

شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث علی بن عبداللہ وراق سے سنی۔ انھوں نے اس حدیث کو اپنے ہاتھ سے اپنے پاس لکھ رکھا تھا۔ میں نے ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے اس حدیث کو سعد بن عبداللہ سے سنا اور اُس نے احمد بن اسحاق سے سنا۔ انھوں نے اُسے یہ حدیث اس طرح بیان کی کہ جس طرح میں نے اُسے ذکر کیا ہے۔

آپؑ کے آبا سے منقول ہے کہ "زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہتی!"

عَنْ أَبِي عَلِيِّ بْنِ هَمَّامٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ الْعَمْرِيَّ قَدَّسَ اللهُ رُوحَهُ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ:

سُئِلَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام وَأَنَا عِنْدَهُ عَنِ الْخَبَرِ الَّذِي رُوِيَ عَنْ آبَائِهِ علیہم السلام: ﴿أَنَّ الْأَرْضَ لَا تَخْلُو مِنْ حُجَّةِ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ أَنَّ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً﴾۔

فَقَالَ علیہ السلام: إِنَّ هَذَا حَقٌّ كَمَا أَنَّ النَّهَارَ حَقٌّ۔

فَقِيلَ لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ! فَمَنِ الْحُجَّةُ وَ الْإِمَامُ بَعْدَكَ؟

فَقَالَ: ابْنِي مُحَمَّدٌ، وَهُوَ الْإِمَامُ وَالْحُجَّةُ بَعْدِي، مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْهُ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔

أَمَا إِنَّ لَهُ غَيْبَةً يَحَارُ فِيهَا الْجَاهِلُونَ، وَيَهْلِكُ فِيهَا الْمُبْطِلُونَ، وَيَكْذِبُ فِيهَا الْوَقَّاتُونَ۔ ثُمَّ يَخْرُجُ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْأَعْلَامِ الْبِيضِ تَخْفِقُ فَوْقَ رَأْسِهِ بِنَجَفِ الْكُوفَةِ۔

(بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۱۶۰)

ابو علی بن ھمام کہتے ہیں کہ میں نے امام زمان علیہ السلام کے دوسرے نائب محمد بن عثمان عمری سے سنا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد بزرگوار (عثمان بن سعید اول نائب) سے سنا، انھوں نے فرمایا کہ ایک دن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ آپؑ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا کہ "زمین قیامت تک حجتِ خدا سے خالی نہیں رہے گی، حجتِ خدا ہر دور میں اس کے بندوں پر باقی رہے گی۔ اس دوران کسی آدمی پر موت آجائے اور اُس نے اپنے زمانے کے امامؑ کی معرفت حاصل نہ کی ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا" کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ اس طرح حق اور سچ ہے جس طرح یہ دن روشن ہے۔

آپؑ کے حضور کہا گیا: آپؑ کے بعد حجت اور امام کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: میرے بیٹے محمد ہیں۔ وہ میرے بعد امام اور حجت ہیں جس آدمی پر موت آجائے اور اس نے اپنے امامؑ کی معرفت حاصل نہ کی ہو تو وہ جاہل مرا۔

جی ہاں! یہ غیب ہو جائیں گے، ان کی غیبت کے دوران نادان لوگ حیران و پریشان ہو جائیں گے۔ باطل پرست نابود ہو جائیں گے۔ جنھوں نے ان کے ظہور کا وقت معین کیا وہ جھوٹے ہیں۔ یہ اس وقت ظہور کریں گے کہ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں۔ سفید پرچم اس کے سر پر نجف و کوفہ کی فضاؤں میں لہرا رہے ہیں۔

کیا آپؑ کا کوئی فرزند ہے؟

أَبُوْ هَاشِمِ الْجَعْفَرِيُّ قَالَ:

قُلْتُ لِأَبِيْ جَعْفَرٍ علیہ السلام جَلَالَتُكَ تَمْنَعُنِيْ عَنْ مَسْأَلَتِكَ فَتَأْذَنُ لِيْ فِيْ أَنْ أَسْأَلَكَ۔

قَالَ: سَلْ۔

قُلْتُ: یَا سَیِّدِیْ! هَلْ لَكَ وَلَدٌ؟

قَالَ: نَعَمْ۔

قُلْتُ: فَإِنْ حَدَثَ حَدَثٌ فَأَيْنَ أَسْأَلُ عَنْهُ؟

فَقَالَ: بِالْمَدِیْنَةِ۔

ابوہاشم جعفری کا کہنا ہے کہ میں نے ابوجعفرؑ کے حضور عرض کیا: آپؑ کی جلالت وہیبت اجازت نہیں دیتی کہ آپؑ کے حضور کچھ عرض کروں۔ اگر اجازت ہو تو کچھ دریافت کروں؟

آپؑ نے فرمایا: پوچھیے!

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کیا آپؑ کا کوئی بیٹا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

میں نے عرض کیا: اگر کچھ ہو جائے تو میں انھیں کہاں تلاش کروں؟

آپؑ نے فرمایا: مدینہ میں انھیں تلاش کرنا۔

امامؑ قید خانہ میں

رُوِیَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِیْمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عِیْسَی بْنِ صَبِیْحٍ قَالَ:

دَخَلَ الْحَسَنُ الْعَسْكَرِيُّ علیہ السلام عَلَیْنَا الْحَبْسَ وَكُنْتُ بِهٖ عَارِفاً وَقَالَ: لَكَ خَمْسٌ وَسِتُّوْنَ سَنَةً وَأَشْهُراً وَیَوْماً وَكَانَ مَعِیْ كِتَابُ دُعَاءٍ وَعَلَیْهِ تَارِیْخُ مَوْلِدِیْ، وَ إِنَّنِیْ نَظَرْتُ فِیْهِ فَكَانَ كَمَا قَالَ وَقَالَ: هَلْ رُزِقْتَ مِنْ وَلَدٍ؟

قُلْتُ: لَا۔

قَالَ: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْهُ وَلَدًا يَكُونُ لَهُ عَضُدًا، فَنِعْمَ الْعَضُدُ الْوَلَدُ، ثُمَّ تَمَثَّلَ:

مَنْ كَانَ ذَا عَضُدٍ يُدْرِكْ ظُلَامَتَهُ
إِنَّ الذَّلِيلَ الَّذِي لَيْسَتْ لَهُ عَضُدٌ

قُلْتُ أَلَكَ وَلَدٌ؟

قَالَ: إِيْ وَاللهِ، سَيَكُونُ لِيْ وَلَدٌ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا، فَأَمَّا الْآنَ فَلَا، ثُمَّ تَمَثَّلَ:

لَعَلَّكَ يَوْماً أَنْ تَرَانِيْ كَأَنَّمَا
بَنِيَّ حَوَالَيَّ الْأُسُودُ اللَّوَابِدُ
فَإِنَّ تَمِيْمًا قَبْلَ أَنْ يَلِدَ الْحَصٰى
أَقَامَ زَمَانًا وَهُوَ فِي النَّاسِ وَاحِدٌ

عیسیٰ بن صبیح کہتے ہیں: یہ اُس زمانے کی بات ہے کہ میں زندان میں بند تھا۔ اُسی زندان میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ میں ان کی امامت کا عقیدہ رکھنے والا تھا جب ان کی مجھ پر نگاہ پڑی تو فرمایا: اس وقت تیری عمر ۶۵ سال چند ماہ اور ایک دن ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میرے پاس دعاؤں کی کتاب تھی جس میں میری تاریخ ولادت درج تھی۔ جس وقت میں نے حساب کیا تو واقعی وہی بات تھی جو امامؑ نے فرمائی تھی۔

آپؑ نے مجھے فرمایا: کیا تیرا بیٹا ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے میرے حق میں دعا فرمائی: خدایا! انھیں بیٹا عطا فرما تاکہ وہ اس کا زور بازو بنے اور بیٹا کس قدر زور بازو و یاور اور ناصر ہوتا ہے۔ پھر آپؑ نے یہ شعر پڑھا: ”جس کسی کا ناصر و یاور و مددگار ہوتا ہے تو وہ اس کا انتقام لیتا ہے۔ حقیقت ہے کہ جس کسی کا کوئی یار و مددگار نہیں وہ ذلیل و خوار ہے“۔

اس وقت میں نے عرض کیا: کیا آپؑ کا بیٹا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں! بخدا! عنقریب میرا بیٹا پیدا ہونے والا ہے، جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا لیکن ابھی وہ پیدا نہیں ہوئے۔ پھر آپؑ نے یہ دو اشعار زبان پر جاری فرمائے، ان کا ترجمہ یہ ہے: شاید تو مجھے ایک دن دیکھے کہ میرے بیٹے کے اردگرد ببر شیر ہیں اور تیم حصی کے پیدا ہونے سے قبل ایک زمانے تک لوگوں میں اکیلا رہا۔ (بحارالانوار، ج۵۰، ص۲۷۶)

”جس کا میں مولا و آقا ہوں علیؑ اُس کے مولا و آقا ہیں“ کا معنی کیا ہے؟

حَدَّثَنِیْ الْحَسَنُ بْنُ طَرِیْفٍ قَالَ:

كَتَبْتُ اِلٰى أَبِیْ مُحَمَّدٍ علیہ السلام: أَسْأَلُهُ مَا مَعْنٰى قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ: ﴿مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ﴾؟

قَالَ: أَرَادَ بِذٰلِكَ أَنْ جَعَلَهُ عَلَمًا يُعْرَفُ بِهِ حِزْبُ اللّٰهِ عِنْدَ الْفُرْقَةِ۔

حسن بن طریف کہتے ہیں: میں نے امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا جس میں میرا سوال یہ تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ”جس کا میں مولا ہوں علیؑ اُس کے آقا و مولا ہیں“ اس حدیث کی تشریح فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے حضرت امام علی علیہ السلام کو اس امر کی علامت قرار دیا جب اُمت میں انتشار پیدا ہو تو اُس وقت حزب اللہ کو متعین کیا جاسکے۔ (بحار الانوار: ۵۰، ص ۲۹۰)

کیا امامؑ کو احتلام ہوتا ہے؟

حَدَّثَ مُحَمَّدُ بْنُ الْاَقْرَعِ قَالَ:

كَتَبْتُ اِلَى اَبِیْ مُحَمَّدٍ علیہ السلام: أَسَأَلُهُ عَنِ الْاِمَامِ هَلْ يَحْتَلِمُ، وَقُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ بَعْدَ مَا فَصَلَ الْكِتَابُ: الْاِحْتِلَامُ شَيْطَنَةٌ وَقَدْ أَعَاذَ اللهُ أَوْلِيَاءَهُ مِنْ ذٰلِكَ۔

فَرَدَّ الْجَوَابُ: الْاَئِمَّةُ حَالُهُمْ فِی الْمَنَامِ حَالُهُمْ فِی الْيَقَظَةِ لَا يُغَيِّرُ النَّوْمُ مِنْهُمْ شَيْئًا قَدْ أَعَاذَ اللهُ أَوْلِيَاءَهُ مِنْ لَمَّةِ الشَّيْطَانِ، كَمَا حَدَّثَتْكَ نَفْسُكَ۔

محمد بن اقرع کہتے ہیں: میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف ایک خط لکھا کہ کیا امام معصومؑ کو احتلام ہوتا ہے؟ جب میں نے یہ خط لکھا تو اپنے دل میں خیال کیا کہ احتلام تو شیطانی کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آئمہؑ کو شیطانی تسلط سے محفوظ رکھا ہے۔ مجھے جو اپنے امامؑ کی طرف سے جواب نامہ ملا وہ یہ تھا:

"آئمہؑ جس طرح بیداری میں ہوتے ہیں اس طرح وہ خواب میں ہوتے ہیں۔ نیند اُن میں کوئی تبدیلی نہیں لاتی۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے اولیا کو شیطانی وسوسوں سے پاک رکھا ہے۔ میرا جواب وہی ہے جو تیرے دل میں آیا تھا"۔ (ایضاً)

واقفی مذہب

رُوِیَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَهَّرٍ قَالَ:

كَتَبَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام مِنْ أَهْلِ الْجَبَلِ يَسْأَلُهُ عَمَّنْ وَقَفَ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام: أَتَوَلَّاهُمْ أَمْ أَتَبَرَّأُ مِنْهُمْ؟

فَكَتَبَ: أَتَتَرَحَّمُ عَلَى عَمِّكَ؟ لَا رَحِمَ اللهُ عَمَّكَ وَتَبَرَّأْ مِنْهُ. أَنَا إِلَى اللهِ مِنْهُمْ بَرِيءٌ، فَلَا تَتَوَلَّاهُمْ، وَلَا تَعُدْ مَرْضَاهُمْ، وَلَا تَشْهَدْ جَنَائِزَهُمْ، وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا سَوَاءٌ مَنْ جَحَدَ إِمَامًا مِنَ اللهِ أَوْ زَادَ إِمَامًا لَيْسَتْ إِمَامَتُهُ مِنَ اللهِ وَجَحَدَ. أَوْ قَالَ: ﴿ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ﴾. إِنَّ الْجَاحِدَ أَمْرَ آخِرِنَا جَاحِدٌ أَمْرَ أَوَّلِنَا، وَالزَّائِدَ فِينَا كَالنَّاقِصِ الْجَاحِدِ أَمْرَنَا.

وَكَانَ هَذَا السَّائِلُ لَمْ يَعْلَمْ أَنَّ عَمَّهُ كَانَ مِنْهُمْ فَأَعْلَمَهُ ذَلِكَ. (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۷۵)

احمد بن محمد بن مطہر کہتے ہیں: ہمارے کسی دوست نے پہاڑ (ہمدان) سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت اقدس میں خط بھیجا: "اس کے خط میں جو سوال تھا وہ واقفی مذہب کے بارے میں تھا: اس نے لکھا تھا کہ کیا وہ واقفی مذہب اختیار کرلے یا اُس سے بیزاری اختیار کرے؟ (جن لوگوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت پر توقف اختیار کیا تھا تو انھیں واقفی کہا جانے لگا)۔

امامؑ نے اس کے خط کے جواب میں لکھا: کیا تیرے دل میں اپنے چچا کے لیے رحم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں؟ اللہ تیرے چچا پر رحم نہ کرے۔ خداوند تعالیٰ اُس سے بیزار ہے اور میں بھی اُس سے بیزار ہوں اور تو بھی اُس سے کنارہ کشی اختیار کرلے۔ ایسے لوگوں کی عیادت نہ کرو اور ان کے جنازوں میں شرکت نہ کرو۔ ان

کے مُردوں کے لیے نمازیں نہ پڑھو۔ اگر کسی نے اُسے اپنا امام بنایا جو امام ہے ہی نہیں یا جس نے اُس امام کا انکار کیا جسے اللہ نے امام بنایا تو وہ ایسے ہے جیسے کسی نے امامت کا انکار کیا ہو یا وہ اس طرح ہے کہ جس طرح کسی نے اللہ کا شریک ٹھہرایا ہو اور تین خداؤں کا قائل ہو چکا ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ جس نے آخری امام کا انکار کیا تو اس نے پہلے امام کا انکار کیا۔ یا کسی نے امامت میں اپنی طرف سے اضافہ کیا تو ایسے ہے جیسے اُس نے آئمہ برحق میں سے کسی ایک کا انکار کیا۔

(سوال کرنے والے کو معلوم نہ تھا کہ خود اس کا اپنا چچا واقفی مذہب کا معتقد ہے اس لیے امامؑ نے اُسے آگاہ کیا کہ اس کا چچا واقفی ہے)۔

آپؑ کے دوست آپؑ کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں

حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ الْهَرَوِيُّ قَالَ:

خَرَجَ تَوْقِيعٌ مِنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام: إِلَى بَعْضِ بَنِي أَسْبَاطٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَيْهِ أُخْبِرُهُ عَنِ اخْتِلَافِ الْمَوَالِي وَأَسْأَلُهُ إِظْهَارَ دَلِيلٍ۔

فَكَتَبَ إِلَيَّ: وَإِنَّمَا خَاطَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْعَاقِلَ، لَيْسَ أَحَدٌ يَأْتِي بِآيَةٍ أَوْ يُظْهِرَ دَلِيلًا أَكْثَرَ مِمَّا جَاءَ بِهِ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَسَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالُوا: سَاحِرٌ وَكَاهِنٌ وَكَذَّابٌ۔

وَهَدَى اللهُ مَنِ اهْتَدَى غَيْرَ أَنَّ الْأَدِلَّةَ يَسْكُنُ إِلَيْهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، وَذَلِكَ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْذَنُ لَنَا فَنَتَكَلَّمُ وَيَمْنَعُ فَنَصْمُتُ۔

وَلَوْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُظْهِرَ حَقًّا مَا بَعَثَ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ

وَمُنْذِرِينَ فَصَدَعُوا بِالْحَقِّ فِي حَالِ الضَّعْفِ وَالْقُوَّةِ وَيَنْطِقُونَ فِي أَوْقَاتٍ لِيَقْضِيَ اللهُ أَمْرَهُ وَيُنْفِذَ حُكْمَهُ۔

النَّاسُ فِي طَبَقَاتٍ شَتَّى:

وَالْمُسْتَبْصِرُ عَلَى سَبِيلِ نَجَاةٍ، مُتَمَسِّكٌ بِالْحَقِّ، مُتَعَلِّقٌ بِفَرْعٍ أَصِيلٍ غَيْرُ شَاكٍّ وَلَا مُرْتَابٍ لَا يَجِدُ عَنْهُ مَلْجَأً۔

وَطَبَقَةٌ لَمْ تَأْخُذِ الْحَقَّ مِنْ أَهْلِهِ، فَهُمْ كَرَاكِبِ الْبَحْرِ يَمُوجُ عِنْدَ مَوْجِهِ وَيَسْكُنُ عِنْدَ سُكُونِهِ۔

وَطَبَقَةٌ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ شَأْنُهُمُ الرَّدُّ عَلَى أَهْلِ الْحَقِّ وَدَفْعُ الْحَقِّ بِالْبَاطِلِ حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ۔

فَدَعْ مَنْ ذَهَبَ يَمِينًا وَ شِمَالًا ، فَالرَّاعِيْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَجْمَعَ غَنَمَهُ جَمَعَهَا فِي أَهْوَنِ السَّعْيِ۔

ذَكَرْتَ مَا اخْتَلَفَ فِيهِ مَوَالِيَّ، فَإِذَا كَانَتِ الْوَصِيَّةُ وَالْكِبَرُ فَلَا رَيْبَ، وَمَنْ جَلَسَ مَجَالِسَ الْحُكْمِ فَهُوَ أَوْلَى بِالْحُكْمِ۔

أَحْسِنْ رِعَايَةَ مَنِ اسْتَرْعَيْتَ ـ وَ إِيَّاكَ وَالْإِذَاعَةَ وَطَلَبَ الرِّئَاسَةِ، فَإِنَّهُمَا يَدْعُوَانِ إِلَى الْهَلَكَةِ۔

ذَكَرْتَ شُخُوصَكَ إِلَى فَارِسٍ، فَاشْخَصْ خَارَ اللهُ لَكَ وَتَدْخُلُ مِصْرَ ـ إِنْ شَاءَ اللهُ ـ آمِنًا ، وَأَقْرِئْ مَنْ تَثِقُ بِهِ مِنْ مَوَالِيَّ السَّلَامَ، وَمُرْهُمْ بِتَقْوَى اللهِ الْعَظِيمِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ وَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ الْمُذِيعَ عَلَيْنَا ﴿مِنَّا﴾ حَرْبٌ لَنَا۔

قَالَ : فَلَمَّا قَرَأْتُ: ﴿وَتَدْخُلُ مِصْرَ ـ إِنْ شَاءَ اللهُ﴾ لَمْ

أَعْرِفُ مَعْنٰى ذٰلِكَ۔

فَقَدِمْتُ إِلَى بَغْدَادَ وَعَزِيْمَتِيَ الْخُرُوْجُ إِلَى فَارِسَ، فَلَمْ يَتَهَيَّأْ ذٰلِكَ فَخَرَجْتُ إِلَى مِصْرَ﴿فَعَرَفْتُ أَنَّ الْإِمَامَ عَرَفَ أَنِّي لَا أَخْرُجُ إِلَى فَارِسَ﴾۔ (الخرائج والجرائح، ج۱،ص ۴۳۹، حدیث ۳۵ وبحارالانوار، ج۵۰،ص ۲۹۶)

قاسم ہروی کہتے ہیں: بنواسباط میں سے کسی ایک آدمی کی طرف حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف سے توقیع صادر ہوئی۔ اسی شخص کا بیان ہے کہ میں نے آنحضرتؑ کی طرف خط روانہ کیا جس میں میں نے آپؑ کی طرف لکھا تھا کہ آپؑ کے دوست آپؑ کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اس مسئلے کے لیے ہماری رہبری کے لیے کوئی معجزہ صادر فرمایئے۔

امام علیہ السلام نے میری طرف یہ خط روانہ کیا:

"اللہ تعالیٰ نے صاحبانِ عقل کو خطاب فرمایا ہے کہ کسی کے لیے بھی ممکن نہیں ہے کہ جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیات ومعجزات لائے اسی قدر وہ لاسکے لیکن اس کے باوجود لوگوں نے آپؐ کو کہا کہ یہ ساحر ہے، کاہن ہے اور جھوٹا ہے۔

خداوند تعالیٰ نے ہر اس شخص کو ہدایت دی جو ہدایت کے قابل تھا۔ رہی بات معجزہ ودلیل کی۔ اس سے لوگوں کے دلوں کو سکون ملتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جہاں خداوند تعالیٰ ہمیں بات کرنے کی اجازت دیتے ہے وہاں ہم بات کرتے ہیں اور جہاں روک دیتا ہے ہم رُک جاتے ہیں۔

اگر خداوند تعالیٰ حق کو ظاہر نہ کرنا چاہتا تو اپنے انبیاءؑ کو اِبشار و اِنذار کے ساتھ نہ بھیجتا۔ انھوں نے ہرحال میں حق کو آشکار کیا چاہے وہ کمزور تھے یا طاقتور تھے اور انھوں نے معین زمانوں میں لوگوں کی رہنمائی کی تاکہ اللہ اپنے امر کو پورا کرے اور

اپنے حکم کو نافذ کرے۔

لوگوں کے مختلف گروہ ہیں۔ کچھ لوگ وہ ہیں جو حقیقت کے متلاشی ہیں۔ یہ لوگ نجات کے راستے پر ہیں۔ حق سے تمسک رکھنے والے ہیں۔ وہ کسی قسم کے شک میں مبتلا نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ کسی اور طرف نہیں جاتے۔

دوسرا گروہ وہ ہے جو حق کو حق والوں سے نہیں لیتے۔ ان لوگوں کی مثل ہیں جو دریا میں کشتی پر سوار ہیں اور دریا کی موجیں انھیں کبھی اِدھر لے جاتی ہیں اور کبھی اُدھر۔ جب موج ساکن ہوجاتی ہے تو وہ بھی ساکن ہوجاتے ہیں انھیں آرام ملتا ہے۔

تیسرا طبقہ وہ ہے کہ جن پر شیطان مسلط ہوچکا ہے۔ انھوں نے اہلِ حق کو رد کردیا ہے۔ رشک وحسد کی وجہ سے انھوں نے حق کے عوض باطل کو اختیار کرلیا ہے۔ پس ایسے لوگوں کو جن کی اپنی کوئی رائے نہیں ہے کبھی دائیں جاتے ہیں اور کبھی بائیں، انھیں چھوڑ دو۔ جس وقت چرواہا اپنی بھیڑوں کو جمع کرنا چاہتا ہے وہ معمولی سی کوشش کے ساتھ جمع کرلیتا ہے۔

تم نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا کہ ہمارے دوست میرے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں۔ جس وقت امام کو وصیت کے لیے معین کیا جائے اور اُسے بطور فرزند بزرگ شخص قرار دیا جائے تو اس صورت میں شک وریب کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اور جو آدمی حکم واحکام کے مقام پر بیٹھ جائے تو وہی حکم کے لحاظ سے اُولویت رکھتا ہے۔[1]

ہمارے رازوں کے انکشاف اور طلبِ حکومت سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا،

---

(1) علامہ مجلسی اس امر کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں آپؑ نے فرمایا کہ میرے والد نے میری امامت کی وصیت فرمائی اور میں اپنے والد کا بڑا بیٹا ہوں۔ ان اُمور سے میری امامت میں اب کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی۔

کیونکہ یہ دونوں ہلاکت کی طرف بلاتے ہیں۔

تم نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ فارس جانے کا ارادہ ہے تو اپنے ارادے پر عمل کر۔ خداوند تعالیٰ تیرے لیے بہتری پیدا کرے گا۔ ان شاء اللہ تو اپنے شہر سلامتی کے ساتھ واپس گھر آئے گا اور جو ہمارے دوست ہیں انھیں میرا اسلام کہنا اور اُن سے کہنا کہ وہ تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنائے رکھیں اور امانت میں خیانت نہ کریں۔ اُن سے یہ بھی کہنا کہ جس نے ہماری امامت کے رازوں سے پردہ اُٹھایا تو اُس نے ہمارے ساتھ جنگ کی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جب میں نے امام علیہ السلام کا خط پڑھا کہ جس میں آپؑ نے لکھا تھا کہ تو اپنے شہر میں داخل ہوگا ان شاء اللہ میں نے امامؑ کی اس عبارت کو اُس وقت نہیں سمجھا تھا۔

پس جب میں نے اپنے سفر کا آغاز کیا اور میں بغداد چلا آیا وہاں میں نے فارس جانے کا ارادہ کیا، لیکن میں اُدھر نہ جاسکا اور اپنے وطن واپس چلا آیا اور مجھے معلوم ہوگیا کہ امامؑ یہ فرمارہے تھے کہ میں فارس نہیں جاسکوں گا۔ (الخرائج والجرائح، ج ۱، ص ۴۳۹، بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۹۳)

اے کاش! اپنی موت تک آپؑ کے حضور ہی رہتا!

أَقُولُ: رُوِيَ فِي بَعْضِ مُؤَلَّفَاتِ أَصْحَابِنَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ الْكُوفِيِّ الْأَعْمَى قَالَ:

دَخَلْتُ عَلَى سَيِّدِي الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ علیہ السلام: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ وَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ يَابْنَ عَاصِمٍ! اِجْلِسْ هَنِيئًا لَكَ يَا ابْنَ عَاصِمٍ! أَتَدْرِي مَا تَحْتَ قَدَمَيْكَ؟

فَقُلْتُ: یَا مَوْلَایَ! إِنِّی أَرٰی تَحْتَ قَدَمَیَّ هٰذَا الْبِسَاطَ، كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَ صَاحِبِهٖ۔

فَقَالَ لِیْ: یَا ابْنَ عَاصِمٍ! إِعْلَمْ أَنَّكَ عَلٰی بِسَاطٍ جَلَسَ عَلَیْهِ كَثِیْرٌ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔

فَقُلْتُ: یَا سَیِّدِیْ! لَیْتَنِیْ كُنْتُ لَا أُفَارِقُكَ مَا دُمْتُ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا۔

ثُمَّ قُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ: لَیْتَنِیْ كُنْتُ أَرٰی هٰذَا الْبِسَاطَ۔

فَعَلِمَ الْإِمَامُ علیه السلام: مَا فِیْ ضَمِیْرِیْ فَقَالَ: اُدْنُ مِنِّیْ۔

فَدَنَوْتُ مِنْهُ، فَمَسَحَ یَدَهٗ عَلٰی وَجْهِیْ، فَصِرْتُ بَصِیْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ۔

ثُمَّ قَالَ: هٰذَا قَدَمُ أَبِیْنَا آدَمَ، وَهٰذَا أَثَرُ هَابِیْلَ، وَهٰذَا أَثَرُ شَیْثٍ، وَهٰذَا أَثَرُ إِدْرِیْسَ، وَهٰذَا أَثَرُ هُوْدٍ، وَهٰذَا أَثَرُ صَالِحٍ، وَهٰذَا أَثَرُ لُقْمَانَ، وَهٰذَا أَثَرُ إِبْرَاهِیْمَ، وَهٰذَا أَثَرُ لُوْطٍ، وَهٰذَا أَثَرُ شُعَیْبٍ، وَهٰذَا أَثَرُ مُوْسٰی، وَهٰذَا أَثَرُ دَاوُدَ، وَهٰذَا أَثَرُ سُلَیْمَانَ، وَهٰذَا أَثَرُ الْخِضْرِ، وَهٰذَا أَثَرُ دَانِیَالَ، وَهٰذَا أَثَرُ ذِی الْقَرْنَیْنِ، وَهٰذَا أَثَرُ عَدْنَانَ، وَهٰذَا أَثَرُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَهٰذَا أَثَرُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَهٰذَا أَثَرُ عَبْدِ مَنَافٍ، وَهٰذَا أَثَرُ جَدِّیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَهٰذَا أَثَرُ جَدِّیْ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ علیه السلام۔

قَالَ عَلِیُّ بْنُ عَاصِمٍ: فَأَهْوَیْتُ عَلَی الْأَقْدَامِ كُلِّهَا، فَقَبَّلْتُهَا وَقَبَّلْتُ یَدَ الْإِمَامِ علیه السلام وَقُلْتُ لَهٗ: إِنِّیْ عَاجِزٌ عَنْ نُصْرَتِكُمْ

بِيَدِى وَلَيْسَ أَمْلِكُ غَيْرَ مُوَالاتِكُمْ وَالْبَرَاءَةِ مِنْ أَعْدَائِكُمْ وَاللَّعْنِ لَهُمْ فِي خَلَوَاتِي فَكَيْفَ حَالِي يَاسَيِّدِى؟!

فَقَالَ علیہ السلام: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: مَنْ ضَعُفَ عَلَى نُصْرَتِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ وَلَعَنَ فِي خَلَوَاتِهِ أَعْدَاءَنَا، بَلَّغَ اللهُ صَوْتَهُ إِلَى جَمِيعِ الْمَلَائِكَةِ، فَكُلَّمَا لَعَنَ أَحَدُكُمْ أَعْدَاءَنَا صَاعَدَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَلَعَنُوا مَنْ لَا يَلْعَنُهُمْ۔ فَإِذَا بَلَغَ صَوْتُهُ إِلَى الْمَلَائِكَةِ اسْتَغْفَرُوا لَهُ وَأَثْنَوْا عَلَيْهِ وَقَالُوا: اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى رُوحِ عَبْدِكَ هَذَا الَّذِى بَذَلَ فِي نُصْرَةِ أَوْلِيَائِهِ جُهْدَهُ وَلَوْ قَدَرَ عَلَى أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ لَفَعَلَ۔

فَإِذَا النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللهِ تَعَالَى يَقُولُ: يَا مَلَائِكَتِي! إِنِّي قَدْ أَجَبْتُ دُعَاءَكُمْ فِي عَبْدِى هَذَا وَسَمِعْتُ نِدَاءَكُمْ وَصَلَّيْتُ عَلَى رُوحِهِ مَعَ أَرْوَاحِ الْأَبْرَارِ وَجَعَلْتُهُ مِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۳۱۷)

علی بن عاصم کوفی نابینا کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہِ قدس میں حاضر ہوا اور انھیں سلام کیا۔ آپؑ نے میرے سلام کا جواب دیا۔ مجھے خوش آمدید کہا۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابن عاصم! بیٹھیے! تجھے مبارک ہو تجھے معلوم ہے تیرے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا و مولا! مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے قدموں کے نیچے قالین ہے۔ اس کے مالک کے چہرے پر اللہ نے کرم کیا ہے!

آپؑ نے فرمایا: اے ابن عاصم! جس قالین پر تو بیٹھا ہے اس پر کثرت کے

ساتھ انبیاءؑ ومرسلینؑ اپنے اپنے دور میں بیٹھتے رہے ہیں۔

میں نے آپؑ کے حضور عرض کیا: اے کاش کہ میں آپؑ سے اپنی موت تک جدا نہ ہوتا۔

راوی چونکہ نابینا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اے کاش! میری آنکھیں ہوتیں تو اس قالین کی زیارت کرتا۔

میں اسی کیفیت میں حیران و پریشان تھا کہ میرے آقا کو میری اس کیفیت کا علم ہو گیا۔

آپؑ نے فرمایا: میرے قریب آیئے۔

میں اُن کے قریب گیا۔ آپؑ نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو میں اللہ کے حکم کے ساتھ بینا ہو گیا۔

آپؑ نے فرمایا: اِدھر دیکھیے یہ قدم ہمارے بابا جناب آدمؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب ہابیلؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب شیثؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب ادریسؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب صالحؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب لقمانؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب ابراہیمؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب لوطؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب شعیبؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب موسیٰؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب داؤدؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب سلیمانؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب خضرؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب دانیالؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب ذوالقرنینؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب عدنانؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب عبدالمطلبؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب عبداللہؑ کا ہے۔ یہ نشانِ قدم جناب عبد مناف کا ہے۔ یہ نشانِ قدم میرے نانا بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے اور یہ نشانِ قدم میرے دادا بزرگوار حضرت امام علی علیہ السلام کا ہے۔

راوی علی بن عاصم کہتے ہیں کہ میں اُٹھا اور ان تمام قدموں کے نشانوں کے

بوسے لیے اور پھر اپنے امامؑ کے ہاتھوں کے بوسے لیے اور عرض کیا: میں آپؑ کی نصرت سے عاجز ہوں کیونکہ معذور ہوں۔ بس میں اتنا کرسکتا ہوں کہ خلوت میں تمہارے دشمنوں پر لعنت کرتا رہتا ہوں۔ اے میرے سردار! اس صورت میں مَیں اپنا حق ادا کر رہا ہوں یا نہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد نے مجھے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سنائی، آپؐ نے فرمایا:

جو آدمی اہلِ بیت رسولؐ اللہ کی نصرت سے عاجز ہو اور وہ خلوت میں ہمارے اعداء پر لعنت بھیجے اللہ تعالیٰ اس کی آواز کو تمام ملائکہ تک پہنچاتا ہے، اور جو لوگ لعنت نہیں کرتے تو ملائکہ ان پر لعنت کرتے ہیں۔ جب لعنت کرنے والوں کی آواز فرشتوں تک پہنچتی ہے تو وہ ان کے لیے استغفار کرتے ہیں اور ان کی تعریف کرتے ہیں۔ اور بارگاہِ ربوبیت میں عرض گزار ہوتے ہیں کہ خدایا! اپنے اس بندے کی رُوح پر رحمت بھیج۔ کیونکہ یہ اپنی تمام توانائیوں کے ساتھ تیرے اولیاؤں کی نصرت کر رہا ہے۔ اگر اس کے پاس اس سے زیادہ طاقت ہوتی تو ضرور صَرف کرتا۔ تو اچانک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے: میں نے اس بندے کے حق میں تمہاری دعا کو قبول کرلیا ہے، اور میں نے نیک لوگوں کی اَرواح کے ساتھ اس کی روح پر رحمت نازل کردی ہے اور میں نے اُسے برگزیدہ لوگوں میں قرار دیا ہے۔

اے میرے سرور وسردار! ایسا اتفاق ہوجائے تو امام کون ہوں گے؟

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حُبَابٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَدْيَانِ قَالَ:

كُنْتُ أَخْدُمُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ

مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَحْمِلُ كُتُبَهُ إِلَى الْأَمْصَارِ۔ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ فِي عِلَّتِهِ تُوُفِّيَ فِيهَا صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ۔

فَكَتَبَ مَعِي كُتُبًا وَقَالَ: تَمْضِي بِهَا إِلَى الْمَدَائِنِ، فَإِنَّكَ سَتَغِيبُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْماً فَتَدْخُلُ إِلَى سُرَّ مَنْ رَأَى يَوْمَ الْخَامِسَ عَشَرَ وَتَسْمَعُ الْوَاعِيَةَ فِي دَارِي وَتَجِدُنِي عَلَى الْمُغْتَسَلِ۔

قَالَ أَبُو الْأَدْيَانِ: فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي! فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَمَنْ؟

قَالَ: مَنْ طَالَبَكَ بِجَوَابَاتِ كُتُبِي فَهُوَ الْقَائِمُ بَعْدِي۔

فَقُلْتُ: زِدْنِي۔

فَقَالَ: مَنْ يُصَلِّي عَلَيَّ فَهُوَ الْقَائِمُ بَعْدِي۔

فَقُلْتُ: زِدْنِي۔

فَقَالَ: مَنْ أَخْبَرَ بِمَا فِي الْهِمْيَانِ، فَهُوَ الْقَائِمُ بَعْدِي ثُمَّ بَعْدِي ثُمَّ مَنَعَتْنِي هَيْبَتُهُ أَنْ أَسْأَلَهُ مَا فِي الْهِمْيَانِ، وَخَرَجْتُ بِالْكُتُبِ إِلَى الْمَدَائِنِ وَأَخَذْتُ جَوَابَاتِهَا وَدَخَلْتُ سُرَّ مَنْ رَأَى يَوْمَ الْخَامِسَ عَشَرَ كَمَا قَالَ لِي علیہ السلام، فَإِذَا أَنَا بِالْوَاعِيَةِ فِي دَارِهِ..... (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۳۳۳)

ابوالادیان کا بیان ہے کہ میں سرکار حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا خدمت گزار تھا۔ میں آپؑ کے خطوط مختلف شہروں میں پہنچاتا تھا۔ جن دنوں آپؑ بستر بیماری

پڑھتے اور اسی سے آپؑ کی شہادت ہوئی میں آپؑ کے حضور حاضر ہوا۔ آپؑ نے چند خطوط لکھے اور فرمایا کہ یہ خطوط مدائن لے جاؤ۔ اس کام پر تمہارے پندرہ دن لگیں گے۔ تم پندرھویں روز سامرہ پہنچو گے۔ میرے گھر میں صدائے نالہ وگریہ سنو گے۔ اس وقت مجھے غسل دیا جارہا ہوگا۔

ابوالادیان کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے عرض کیا: اے سرورِ من! اگر بات یہ ہے تو مجھے بتایئے آپؑ کے بعد میرا امام کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تیرا امام وہ ہے جو میرے خطوط کے جوابات کا تم سے مطالبہ کرے۔

میں نے آپؑ کے حضور عرض کیا: مزید وضاحت فرمایئے؟

آپؑ نے فرمایا: جو مجھ پر نمازِ جنازہ پڑھے وہی میرے بعد قائمؑ ہے۔

میں نے عرض کیا: مزید وضاحت فرمایئے؟

آپؑ نے فرمایا: تھیلی کے اندر کی رقم کی جو خبر دے وہ میرے بعد قائمؑ ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ مزید سوال کرنے سے آپؑ کی ہیبت وجلالت مانع ہوئی کہ میں آپ سے پوچھ لوں کہ تھیلیوں میں کتنی رقم ہے؟ میں خط لے کر مدائن کی طرف روانہ ہوگیا۔ پھر جوابات حاصل کر کے پندرھویں دن (سرَّ مَن رای) سامرہ داخل ہوا۔ جس طرح کہ آپؑ نے فرمایا تھا: واقعی میں پندرھویں دن وہاں پہنچا۔ جب میں آپؑ کے گھر پہنچا واقعی صدائے گریہ آپؑ کے گھر سے بلند ہو رہی تھی۔

یہی سوالات ابن ابی العوجاء نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھے تھے

قَالَ أَبُوْ هَاشِمٍ: سَأَلَهُ الْفَهْفَكِيُّ مَا بَالُ الْمَرْأَةِ الْمِسْكِينَةِ الضَّعِيفَةِ تَأْخُذُ سَهْمًا وَاحِدًا وَيَأْخُذُ الرَّجُلُ سَهْمَيْنِ.....

فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: قَدْ كَانَ قِيلَ لِي إِنَّ ابْنَ أَبِي الْعَوْجَاءِ: سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللهِ علیه السلام عَنْ هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ فَأَجَابَهُ بِمِثْلِ هٰذَا الْجَوَابِ۔

فَأَقْبَلَ علیه السلام عَلَيَّ فَقَالَ: نَعَمْ هٰذِهِ مَسْأَلَةُ ابْنِ أَبِي الْعَوْجَاءِ، وَالْجَوَابُ مِنَّا وَاحِدٌ إِذَا كَانَ مَعْنَى الْمَسْأَلَةِ وَاحِدًا، جَرَى لِأٰخِرِنَا مَا جَرَى لِأَوَّلِنَا، وَأَوَّلُنَا وَاٰخِرُنَا فِي الْعِلْمِ وَالْأَمْرِ سَوَاءٌ وَلِرَسُولِ اللهِ وَأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَضْلُهُمَا۔

ابوہاشم کا بیان ہے: فھفکی نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حضور یہ سوال کیا کہ میراث میں عورت کا ایک حصّہ اور مرد کے دو حصّے کیوں ہیں؟

ابوہاشم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا: ابن ابی العوجاء نے یہی سوال حضرت امام صادق علیہ السلام پر کیا تھا اور آپؑ نے بھی وہی جواب دیا ہے جو امام صادق علیہ السلام نے ابن ابی العوجاء کو دیا تھا۔

امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

واقعی ابن ابی العوجاء نے یہی مسئلہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تھا۔ ہم سب کا جواب ایک ہوتا ہے۔ جہاں سوال ایک ہو تو ہر امامؑ کا جواب بھی وہی ایک ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ کسی امام نے جو جواب دیا ہو اور دوسرے نے کوئی اور جواب دیا ہو۔ ہمارا آخری وہی کہتا ہے جو ہمارا اوّل کہتا ہے۔ علم میں ہمارے اوّل و آخر کی ایک ہی روش ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو امتیازی شان حاصل ہے۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۵۶)[1]

☼☼☼

---

① یہ حدیث مکمل طور پر گیارھویں فصل "احکامِ الٰہی" میں موجود ہے۔

فصلِ چہارم

فضائلِ امام حسن عسکری علیہ السلام

کیا میں مھتدی عباسی کے پاس اپنے اوپر ہونے والے مظالم کی فریاد لے جاؤں؟

عُمَرُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا بِسُرَّ مَنْ رَأَى رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ يُقَالُ لَهُ: سَيْفُ بْنُ اللَّيْثِ، يَتَظَلَّمُ إِلَى الْمُهْتَدِي فِي ضَيْعَةٍ لَهُ غَصَبَهَا شَفِيعٌ الْخَادِمُ وَأَخْرَجَهُ مِنْهَا۔

فَأَشَرْنَا إِلَيْهِ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام، يَسْأَلُهُ تَسْهِيلَ أَمْرِهَا۔

فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام: لَا بَأْسَ عَلَيْكَ ضَيْعَتُكَ تُرَدُّ عَلَيْكَ فَلَا تَتَقَدَّمْ إِلَى السُّلْطَانِ وَأْتِ الْوَكِيلَ الَّذِي فِي يَدِهِ الضَّيْعَةُ وَخَوِّفْهُ بِالسُّلْطَانِ الْأَعْظَمِ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

فَلَقِيَهُ فَقَالَ لَهُ الْوَكِيلُ الَّذِي فِي يَدِهِ الضَّيْعَةُ: قَدْ كُتِبَ إِلَيَّ عِنْدَ خُرُوجِكَ أَنْ أَطْلُبَكَ وَأَنْ أَرُدَّ الضَّيْعَةَ عَلَيْكَ۔

فَرَدَّهَا عَلَيْهِ بِحُكْمِ الْقَاضِي ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ وَشَهَادَةِ الشُّهُودِ، وَلَمْ يَحْتَجْ أَنْ يَتَقَدَّمَ إِلَى الْمُهْتَدِي، فَصَارَتِ الضَّيْعَةُ لَهُ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۸۶)

عمر بن ابی مسلم کا بیان ہے: ایک دن ایک شہر سے سیف بن لیث نامی آدمی ہمارے پاس سامرہ آیا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ مھتدی عباسی کے دربار میں شفیع خادم کے خلاف درخواست دے کہ اس نے اس کے باغ پر قبضہ کرلیا ہے اور اُسے نکال باہر کیا

ہے۔ لیکن ہم نے اس کی رہبری کی کہ وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط روانہ کرے اور اس میں لکھے کہ اُن کا یہ کام کرا دیں (اُس آدمی نے امامؑ کی طرف خط روانہ کیا)۔

امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں لکھا: کوئی ایسی مشکل نہیں ہے۔ تجھے تیرا باغ مل جائے گا تو بادشاہ کے پاس نہ جا۔ تم اس حکومتی آدمی کے پاس جاؤ جس کے پاس اس وقت تیرا باغ ہے اور اُسے حقیقی بادشاہ کا خوف دلاؤ (یعنی خداوند تعالیٰ کا خوف دلاؤ)۔

وہ آدمی اس شخص کے پاس گیا جس کے حوالے اس کا باغ کیا گیا تھا۔ جونہی اس نے اِسے دیکھا تو اُس نے کہا: جس وقت تو وہاں سے نکلا تھا کہ میری طرف آئے تو اس وقت میری طرف خط لکھ دیا گیا تھا کہ میں تجھے تلاش کروں اور تیرا باغ تیرے حوالے کر دوں۔ اُس آدمی نے قاضی ابوالشوارب کے حکم سے گواہوں کی گواہی کے بعد اُسے باغ واپس کر دیا اور اُس آدمی کو معتمد عباسی کے پاس نہ جانا پڑا اور اس کا اس طرح کام ہو گیا۔

جس قلم کے ساتھ اُنھوں نے لکھا وہ مجھے ھبہ کر دیا جائے

أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: دَخَلْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِأَنْظُرَ إِلَى خَطِّهِ فَأَعْرِفَهُ إِذَا وَرَدَ۔ فَقَالَ: نَعَمْ۔
ثُمَّ قَالَ: يَا أَحْمَدُ! إِنَّ الْخَطَّ سَيَخْتَلِفُ عَلَيْكَ مَا بَيْنَ الْقَلَمِ الْغَلِيظِ وَالْقَلَمِ الدَّقِيقِ، فَلَا تَشُكَّنَّ۔
ثُمَّ دَعَا بِالدَّوَاةِ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: أَسْتَوْهِبُهُ الْقَلَمَ الَّذِي كَتَبَ بِهِ!

فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْكِتَابَةِ أَقْبَلَ يُحَدِّثُنِيْ وَهُوَ يَمْسَحُ الْقَلَمَ بِمِنْدِيْلِ الدَّوَاةِ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: هَاكَ يَا أَحْمَدُ! فَنَاوَلَنِيْهِ. فَتَنَاوَلْتُهُ..... (مناقب ابن شہرآشوب، ج ۳، ص ۵۳۳، بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۸۶، مدینۃ المعاجز، ج ۷، ص ۵۶۳)

احمد بن اسحاق کہتے ہیں: میں ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچا اور میں نے آپ کے حضور درخواست کی کہ آپ تحریر فرمائیں تا کہ آپؑ کے خط کو پہچان لوں۔ اگر میرے پاس آپؑ کا کوئی خط آئے تو اُسے پہچان لوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں لکھ دیتا ہوں۔ پھر آپؑ نے فرمایا: بعض اوقات تحریر مختلف ہوسکتی ہے۔ کبھی قلم موٹا ہوتا ہے اور کبھی باریک ہوتا ہے۔ اس امر میں شک میں مبتلا نہ ہونا۔ پھر امامؑ نے قلم دوات منگوائی۔ آپؑ نے تحریر فرمایا۔

اس دوران میں نے اپنے دل میں سوچا کہ جس قلم کے ساتھ امامؑ نے تحریر کیا ہے۔ یہ قلم مجھے مل جائے۔ جب آپؑ تحریر سے فارغ ہوئے تو میری طرف رُخ انور کیا اور مجھ سے باتیں کرنے لگے۔ اِدھر قلم کو کپڑے کے ٹکڑے سے صاف کرنے لگے۔ بعدازیں آپؑ نے میری طرف رُخ کیا اور فرمایا: اے احمد! یہ قلم اپنے پاس رکھو۔ میں نے وہ قلم آپؑ سے لے لیا۔ (فصل دوم میں یہ حدیث موجود ہے)۔

کیا یہ سارے کا سارا لے جاؤں؟

جَمَاعَةٌ عَنِ التَّلَعُكْبَرِيِّ رحمہ اللہ قَالَ:

كُنْتُ فِيْ دِهْلِيْزِ أَبِيْ عَلِيٍّ مُحَمَّدِ بْنِ هَمَّامٍ رحمہ اللہ عَلٰى دَكَّةٍ۔ إِذْ مَرَّ بِنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ عَلَيْهِ دُرَّاعَةٌ، فَسَلَّمَ عَلٰى أَبِيْ عَلِيِّ بْنِ هَمَّامٍ۔ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمَضٰى فَقَالَ لِيْ: أَتَدْرِيْ مَنْ هُوَ هٰذَا؟

فَقُلْتُ: لَا۔

فَقَالَ لِيْ: هٰذَا شَاكِرِيٌّ لِسَيِّدِنَا أَبِيْ مُحَمَّدٍ علیہ السلام، أَفَتَشْتَهِيْ أَنْ تَسْمَعَ مِنْ أَحَادِيْثِهِ عَنْهُ شَيْئًا؟

قُلْتُ: نَعَمْ۔

فَقَالَ لِيْ: مَعَكَ شَيْءٌ تُعْطِيهِ؟

فَقُلْتُ لَهُ: مَعِيَ دِرْهَمَانِ صَحِيْحَانِ۔

فَقَالَ: هُمَا يَكْفِيَانِهِ۔

فَمَضَيْتُ خَلْفَهُ فَلَحِقْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: أَبُوْ عَلِيٍّ يَقُوْلُ لَكَ: تَنْشَطُ لِلْمَصِيْرِ إِلَيْنَا؟

فَقَالَ: نَعَمْ۔

فَجِئْنَا إِلَىٰ أَبِيْ عَلِيِّ بْنِ هَمَّامٍ، فَجَلَسَ إِلَيْهِ، فَغَمَزَنِيْ أَبُوْ عَلِيٍّ أَنْ أُسَلِّمَ إِلَيْهِ الدِّرْهَمَيْنِ۔

فَقَالَ لِيْ: مَا يَحْتَاجُ إِلَىٰ هٰذَا، ثُمَّ أَخَذَهُمَا۔

فَقَالَ لَهُ أَبُوْ عَلِيِّ بْنُ هَمَّامٍ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ! حَدِّثْنَا عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ علیہ السلام، بِمَا رَأَيْتَ!

فَقَالَ: كَانَ أُسْتَاذِيْ صَالِحًا مِنْ بَيْنِ الْعَلَوِيِّيْنَ لَمْ أَرَ قَطُّ مِثْلَهُ وَكَانَ يَرْكَبُ بِسَرْجٍ صُفَّتُهُ بَزْيُوْنٌ مِسْكِيٌّ وَأَزْرَقُ۔

قَالَ: وَكَانَ يَرْكَبُ إِلَىٰ دَارِ الْخِلَافَةِ بِسُرَّ مَنْ رَأَىٰ فِيْ كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمِيْسٍ۔

قَالَ: وَكَانَ يَوْمَ النَّوْبَةِ يَحْضُرُ مِنَ النَّاسِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ وَيَغَصُّ الشَّارِعُ بِالدَّوَابِّ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ وَالضَّجَّةِ،

فَلَا يَكُونُ لِأَحَدٍ مَوْضِعٌ يَمْشِي وَلَا يَدْخُلُ بَيْنَهُمْ۔

قَالَ: فَإِذَا جَاءَ أُسْتَاذِي سَكَنَتِ الضَّجَّةُ وَهَدَأَ صَهِيلُ الْخَيْلِ وَنُهَاقُ الْحَمِيرِ۔

قَالَ: وَتَفَرَّقَتِ الْبَهَائِمُ حَتَّى يَصِيرَ الطَّرِيقُ وَاسِعًا لَا يَحْتَاجُ أَنْ يُتَوَقَّى مِنَ الدَّوَابِّ نَحُفَّهُ لِيَزْحَمَهَا، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيَجْلِسُ فِي مَرْتَبَتِهِ الَّتِي جُعِلَتْ لَهُ فَإِذَا أَرَادَ الْخُرُوجَ وَصَاحَ الْبَوَّابُونَ: هَاتُوا دَابَّةَ أَبِي مُحَمَّدٍ!

سَكَنَ صِيَاحُ النَّاسِ وَصَهِيلُ الْخَيْلِ وَتَفَرَّقَتِ الدَّوَابُّ حَتَّى يَرْكَبَ وَيَمْضِيَ۔

وَقَالَ الشَّاكِرِيُّ: وَاسْتَدْعَاهُ يَوْماً الْخَلِيفَةُ وَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَخَافَ أَنْ يَكُونَ قَدْ سَعَى بِهِ إِلَيْهِ بَعْضُ مَنْ يَحْسُدُهُ عَلَى مَرْتَبَتِهِ مِنَ الْعَلَوِيِّينَ وَالْهَاشِمِيِّينَ۔ فَرَكِبَ وَمَضَى إِلَيْهِ، فَلَمَّا حَصَلَ فِي الدَّارِ قِيلَ لَهُ: إِنَّ الْخَلِيفَةَ قَدْ قَامَ وَلٰكِنِ اجْلِسْ فِي مَرْتَبَتِكَ أَوِ انْصَرِفْ!

قَالَ: فَانْصَرَفَ وَجَاءَ إِلَى سُوقِ الدَّوَابِّ وَفِيهَا مِنَ الضَّجَّةِ وَالْمُصَادَمَةِ وَاخْتِلَافِ النَّاسِ شَيْءٌ كَثِيرٌ، فَلَمَّا دَخَلَ إِلَيْهَا سَكَنَ النَّاسُ وَهَدَأَتِ الدَّوَابُّ۔

قَالَ: وَجَلَسَ إِلَى نَخَّاسٍ كَانَ يَشْتَرِي لَهُ الدَّوَابَّ۔

قَالَ: فَجِيءَ لَهُ بِفَرَسٍ كَبُوسٍ لَا يَقْدِرُ أَحَدٌ أَنْ يَدْنُوَ مِنْهُ۔

قَالَ: فَبَاعُوهُ إِيَّاهُ بِوَكْسٍ۔

فَقَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ! قُمْ فَاطْرَحِ السَّرْجَ عَلَيْهِ۔

قَالَ: فَقُلْتُ: إِنَّهُ لَا يَقُولُ لِيْ مَا يُؤْذِيْنِيْ - فَحَلَلْتُ الْحِزَامَ وَطَرَحْتُ السَّرْجَ، فَهَدَأَ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ وَجِئْتُ بِهِ
رُمْطِيَ بِهِ۔
فَجَاءَ النَّخَّاسُ فَقَالَ لِيْ: لَيْسَ يُبَاعُ۔
فَقَالَ لِيْ: سَلِّمْهُ إِلَيْهِمْ۔
قَالَ: فَجَاءَ النَّخَّاسُ لِيَأْخُذَهُ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الْتِفَاتَةً ذَهَبَ مِنْهُ مُنْهَزِماً۔
قَالَ: وَرَكِبَ وَمَضَيْنَا فَلَحِقْنَا النَّخَّاس، فَقَالَ: صَاحِبُهُ يَقُوْلُ: أَشْفَقْتَ أَنْ يُرَدَّ، فَإِنْ كَانَ عَلِمَ مَا فِيْهِ مِنَ الْكَبْسِ فَلْيَشْتَرِهِ۔
فَقَالَ لَهُ أُسْتَاذِيْ: قَدْ عَلِمْتَ۔
فَقَالَ: قَدْ بِعْتُكَ۔
فَقَالَ لِيْ: خُذْهُ!
فَأَخَذْتُهُ فَجِئْتُ بِهِ إِلَى الْإِصْطَبْلِ، فَمَا تَحَرَّكَ وَلَا آذَانِيْ بِبَرَكَةِ أُسْتَاذِيْ۔
فَلَمَّا نَزَلَ جَاءَ إِلَيْهِ وَأَخَذَ أُذُنَهُ الْيُمْنٰى فَرَقَاهُ، ثُمَّ أَخَذَ أُذُنَهُ الْيُسْرٰى فَرَقَاهُ۔ فَوَاللهِ، لَقَدْ كُنْتُ أَطْرَحُ الشَّعِيْرَ لَهُ فَأُفَرِّقُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلَا يَتَحَرَّكُ هٰذَا بِبَرَكَةِ أُسْتَاذِيْ۔
قَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ: قَالَ أَبُوْ عَلِيِّ بْنُ هَمَّامٍ: هٰذَا الْفَرَسُ يُقَالُ لَهُ الصَّئُوْلُ۔
قَالَ: يَزْجُمُ بِصَاحِبِهِ حَتّٰى يَرْجُمَ بِهِ الْحِيْطَانَ وَيَقُوْمُ عَلٰى

رِجْلَيْهِ وَيَلْطِمُ صَاحِبَهُ۔

قَالَ مُحَمَّدُ الشَّاكِرِيُّ : كَانَ أُسْتَاذِيْ أَصْلَحَ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ الْعَلَوِيِّيْنَ وَالْهَاشِمِيِّيْنَ مَا كَانَ يَشْرَبُ هٰذَا النَّبِيْذَ، كَانَ يَجْلِسُ فِي الْمِحْرَابِ وَيَسْجُدُ فَأَنَامُ وَأَنْتَبِهُ، وَأَنَامُ وَهُوَ سَاجِدٌ۔

وَكَانَ قَلِيْلَ الْأَكْلِ كَانَ يَحْضُرُهُ التِّيْنُ وَالْعِنَبُ وَالْخَوْخُ وَمَا شَاكَلَهُ، فَيَأْكُلُ مِنْهُ الْوَاحِدَةَ وَالثِّنْتَيْنِ وَيَقُوْلُ : شُلْ هٰذَا يَا مُحَمَّدُ إِلٰى صِبْيَانِكَ!

فَأَقُوْلُ: هٰذَا كُلُّهُ؟

فَيَقُوْلُ: خُذْهُ۔

مَا رَأَيْتُ قَطُّ أَسْدٰى مِنْهُ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۵۳)

ایک جماعت نے علعکبری سے روایت کی ہے: میں ابوعلی بن محمد بن ہمام کے حجرہ میں تھا جو اس کی دکان کے ساتھ تھا۔ اسی دوران ایک بزرگ سالخوردہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ وہ جبہ پہنے ہوئے تھا۔ اس نے اُسے سلام کیا اور ابوعلی نے اُسے سلام کا جواب دیا اور چلتا بنا۔

ابوعلی نے مجھے کہا کہ جانتے ہو یہ کون ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اُس نے کہا کہ یہ ہمارے امام اور آقا و مولا امام حسن عسکری علیہ السلام کے غلام ہیں۔ کیا تم اُس سے اپنے امامؑ کی کچھ احادیث سننا پسند کرو گے؟

میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ اُس نے کہا: کیا تیرے پاس کچھ رقم ہے کہ تم اُسے ھبہ کرسکو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! میرے پاس دو درہم ہیں۔ اُنھوں نے کہا: کافی ہیں۔ میں اس کے پیچھے چل پڑا۔ جب اُس کے قریب پہنچا تو اُسے کہا کہ

ابوعلی کہہ رہے ہیں اگر آپ ناراض نہ ہوں تو تھوڑی دیر کے لیے واپس تشریف لے آیئے۔ اُس نے جواب دیا: ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔ پس ہم دونوں ابوعلی کے پاس آئے۔ پس وہ ابوعلی کے پاس بیٹھ گئے۔ اس وقت ابوعلی نے میری طرف اشارہ کیا کہ وہ رقم اُس کے حوالے کروں۔ جب میں نے اُنھیں وہ رقم دینا چاہی تو اُس نے کہا: نہیں مجھے رقم کی ضرورت نہیں ہے لیکن انھوں نے بعد میں لے لی۔ ابوعلی نے اُسے کہا: اے ابوعبداللہ! جو کچھ آپ نے ہمارے امام حسن عسکری علیہ السلام کی فضیلت کے بارے میں مشاہدہ کیا ہے وہ بیان کیجیے۔

وہ امام علیہ السلام کی شان میں یوں گویا ہوا:

میرے استاذ علویوں میں بارز و بے نظیر شخصیت تھے۔ میں نے اُن جیسی شخصیت زندگی بھر نہیں دیکھی۔ وہ جس گھوڑے پر سوار ہوتے تھے اس کی زین و برگ سندس کی اور آبی رنگ کی ہوتی تھی۔ وہ سوموار اور جمعرات کو دارالخلافہ سامرہ تشریف لے جاتے تھے۔

ایک دفعہ ایسا دیکھنے میں آیا کہ راستے پر لوگوں کی ہر طرف بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ ایک اژدہام تھا کہ راستہ چلنے کی کوئی جگہ ہی نہ تھی۔ ہر طرف گھوڑے، خچر، گدھے تاحدِ نگاہ موجود تھے۔ ہر طرف شور تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی لیکن اس اثناء میں میرے سردار امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری نمودار ہوئی۔ جونہی آپؑ تشریف لائے ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ گھوڑوں، گدھوں کی آوازیں خاموش ہوگئیں۔ جب جس طرف سے گزرتے گھوڑے، گدھے، خچر سب اِدھر اُدھر ہو جاتے۔ اس طرح راستہ کھل گیا۔ آپؑ کے سامنے کوئی مزاحمت باقی نہ رہی۔ آپؑ جب دارالخلافہ میں تشریف لے گئے وہاں کچھ لحظہ بیٹھے جس وقت آپؑ نے واپسی کا ارادہ کیا تو دربان نے آواز لگائی کہ ابومحمدؑ کی سواری حاضر کی جائے۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ امامؑ اپنی سواری پر سوار

ہوئے اور واپس چلے آئے۔

ایک دفعہ عباسی خلیفہ نے آپؑ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ امامؑ پریشان ہوئے مبادا کسی علوی نے ازراہ حسد بادشاہ سے ان کے بارے میں کوئی چغلی نہ کھائی ہو؟ آپؑ اپنے مرکب پر سوار ہوئے اور تشریف لے گئے۔ جب دربار میں پہنچے تو آپؑ کے حضور کہا گیا کہ خلیفہ دربار سے چلے گئے ہیں۔ اگر مناسب سمجھیں تو تشریف رکھیں یا واپس چلے جائیں۔ آپؑ وہاں سے اُٹھے اور واپسی کا ارادہ کیا۔ سواری پر سوار ہوئے اور چوپاؤں کے بازار میں پہنچ گئے۔ اس وقت لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ چوپاؤں کا بھی ہر طرف رش تھا۔ ایک شور شرابے کا ماحول تھا۔ جونہی امامؑ کی سواری نے قدم رکھا ہر طرف خاموشی چھا گئی حتیٰ کہ چوپائے بھی خاموش ہو گئے۔ آپؑ ایک مال فروخت کرنے والے آدمی کے پاس پہنچے تاکہ اپنے لیے ایک گھوڑا خریدیں۔ اُس آدمی نے آپؑ کے حضور ایک مست بے قابو ہونے والا اور دولتیاں مارنے والا گھوڑا حاضر کیا۔ وہ گھوڑا اس قدر خطرناک تھا کہ کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ اس کے قریب جائے۔ اُس نے نقصان کی بنیاد پر امامؑ کے ہاتھ گھوڑا بیچ دیا۔

گھوڑا خریدنے کے بعد آپؑ نے میری طرف رُخِ انور کیا اور فرمایا: محمد، اُٹھو اور زین و برگ اس گھوڑے پر رکھو۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھے امامؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ خیال رکھنا کہیں اس گھوڑے سے تمہیں اذیت نہ پہنچے۔ پس میں نے اُسے لگام دیا، اس کے اُوپر زین رکھی۔ اس دوران گھوڑا پُرسکون کھڑا رہا اور اس نے اِدھر اُدھر کوئی حرکت نہ کی۔ میں اُسے امامؑ کی خدمت میں لے آیا تاکہ آپؑ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہو جائیں۔ اس دوران مال فروش ہمارے پاس آیا اور اُس نے کہا: یہ گھوڑا میں نہیں بیچنا چاہتا اسے واپس کر دیا جائے۔ امامؑ نے مجھے حکم دیا کہ گھوڑے کی لگام اسے تھما دو۔ جونہی اُس

دلاّل نے گھوڑے کی لگام اپنے ہاتھ میں لی گھوڑے نے دوبارہ اپنی حرکتیں شروع کردیں۔ امامؑ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے کہ وہاں سے روانہ ہوجائیں۔ پھر وہ دلاّل آیا اور کہا کہ گھوڑے کا مالک کہتا ہے: جب مجھے پتا چلا کہ یہ گھوڑا دولتیاں مارنے والا ہے تو میں نے اِسے آپؑ سے واپس لے لیا۔ اگر آپؑ اس گھوڑے کی وضع کو جانتے ہیں تو پھر یہ قابلِ فروخت ہے آپؑ لے جائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں میں اس کی وضع سے واقف ہوں کہ یہ گھوڑا کس قسم کا ہے۔ دلاّل نے کہا: ٹھیک ہے یہ آپؑ لے لیں۔ امامؑ نے مجھے فرمایا: اس سے گھوڑا لے لیجیے۔ میں نے گھوڑے کو پکڑا اور اصطبل میں لے آیا۔ آقا کی برکت سے اس گھوڑے نے مجھے معمولی سی تکلیف بھی نہ دی۔

جب امام علیہ السلام اپنے خانہ اقدس میں تشریف لے آئے تو گھوڑے کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے دائیں کان کو پکڑا اور دعا پڑھی۔ پھر اس کے بائیں کان کو پکڑا اور دعا پڑھی: بخدا! جب میں اس کے سامنے جَو لے جاتا اور اس کے سامنے ڈالتا اور انھیں اُوپر نیچے کرتا وہ میرے سامنے ذرا برابر حرکت نہ کرتا۔ یہ سب کچھ میرے آقا و مولا امام حسن عسکری علیہ السلام کی برکت تھی کہ وہ شرارتی گھوڑا رام ہوگیا تھا۔

ابو محمد نے کہا کہ ابوعلی نے کہا کہ "چموش" اس گھوڑے کو کہا جاتا ہے کہ جو اپنے سوار کو زمین پر گرادے یا دیوار پر دے مارے یا پھر اپنے پاؤں پر کھڑا ہوجائے یا اپنے سوار کو دولتیاں مارے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کے اس غلام محمد نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میرے مولاؑ! تمام علویوں اور ہاشمیوں میں سے برتر، ارجمند تر اور شائستہ تر تھے۔ وہ گناہوں سے معصوم تھے۔ ہر وقت محرابِ عبادت میں سجدہ ریز دکھائی دیتے تھے۔ میں رات کو سو جاتا تھا۔ جب میری آنکھ کھلتی تو انھیں سجدے میں پاتا۔ پھر میری آنکھ

لگ جاتی۔ جب دوبارہ کھلتی تو آنحضرتؑ کو سجدہ میں ہی پاتا۔

آنحضرتؑ بہت کم غذا کھاتے تھے۔ اس بزرگوار کے لیے لوگ انجیر، انگور، آڑو وغیرہ لے آتے۔ آپؑ ان میں سے ایک دو میوے لے لیتے اور مجھے فرماتے: محمد! پھل اپنے بچوں کے پاس لے جاؤ۔ میں عرض کرتا: کیا سارے لے جاؤں؟ آپؑ فرماتے: جی ہاں سارے لے جاؤ۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسا سخی انسان نہیں دیکھا۔

اے کاش میں جان لیتا کہ یہ کون ہیں؟

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارِ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَصْقَلَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ:

كُنْتُ عِنْدَ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، فَاسْتُؤْذِنَ لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ جَمِيلٌ طَوِيلٌ جَسِيمٌ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ بِالْوَلَايَةِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ بِالْقَبُولِ وَأَمَرَهُ بِالْجُلُوسِ۔ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِي، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لَيْتَ شِعْرِي مَنْ هَذَا؟

فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام: هَذَا مِنْ وُلْدِ الْأَعْرَابِيَّةِ صَاحِبَةِ الْحَصَاةِ الَّتِي طَبَعَ آبَائِي فِيهَا ثُمَّ قَالَ: هَاتِهَا۔

فَأَخْرَجَ حَصَاةً وَفِي جَانِبٍ مِنْهَا مَوْضِعٌ أَمْلَسُ، فَأَخَذَهَا وَأَخْرَجَ خَاتَمَهُ، فَطَبَعَ فِيهَا فَانْطَبَعَ وَكَأَنِّي أَقْرَأُ الْخَاتَمَ السَّاعَةَ: ﴿الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ﴾۔

فَقُلْتُ لِلْيَمَانِيِّ: رَأَيْتَهُ قَطُّ؟

قَالَ: لَا وَاللهِ، وَإِنِّي مُنْذُ دَهْرٍ لَحَرِيصٌ عَلَى رُؤْيَتِهِ حَتَّى

كَانَ السَّاعَةَ أَتَانِي شَابٌّ لَسْتُ أَرَاهُ، فَقَالَ: قُمْ فَادْخُلْ۔
فَدَخَلْتُ ثُمَّ نَهَضَ وَهُوَ يَقُولُ: رَحْمَتُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ذُرِّيَّةٌ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ، أَشْهَدُ إِنَّ حَقَّكَ لَوَاجِبٌ كَوُجُوبِ حَقِّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ، وَإِلَيْكَ انْتَهَتِ الْحِكْمَةُ وَالْإِمَامَةُ، وَإِنَّكَ وَلِيُّ اللهِ الَّذِي لَا عُذْرَ لِأَحَدٍ فِي الْجَهْلِ بِهِ۔
فَسَأَلْتُ عَنِ اسْمِهِ۔
فَقَالَ: اسْمِي مِهْجَعُ بْنُ الصَّلْتِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ سِمْعَانَ بْنِ غَانِمِ بْنِ أُمِّ غَانِمٍ، وَهِيَ الْأَعْرَابِيَّةُ الْيَمَانِيَّةُ صَاحِبَةُ الْحَصَاةِ الَّتِي خَتَمَ فِيهَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام۔
وَقَالَ أَبُو هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيُّ فِي ذٰلِكَ:

بِدَرْبِ الْحَصَا مَوْلًى لَنَا يَخْتِمُ الْحَصَى
لَهُ اللهُ أَصْفَى بِالدَّلِيلِ وَأَخْلَصَا

وَأَعْطَاهُ رَايَاتِ الْإِمَامَةِ كُلَّهَا
كَمُوسَى وَفَلْقِ الْبَحْرِ وَالْيَدِ وَالْعَصَا

وَمَا قَمَّصَ اللهُ النَّبِيِّينَ حُجَّةً
وَمُعْجِزَةً إِلَّا الْوَصِيِّينَ قَمَّصَا

فَمَنْ كَانَ مُرْتَابًا بِذَاكَ فَقَصْرُهُ
مِنَ الْأَمْرِ أَنْ يَتْلُوَ الدَّلِيلَ وَيَفْحَصَا

(بحارالانوار، ج۵۰، ص۳۰۳)

داؤد بن قاسم ابوہاشم جعفری کا بیان ہے: ایک دن میں بارگاہِ امامت امام حسن عسکری علیہ السلام میں موجود تھا کہ ملکِ یمن کے ایک آدمی نے مجھ سے اجازت چاہی۔ میں نے اُسے اجازت دی۔ وہ اندر آیا وہ آدمی نہایت حسین وجمیل، بلند قامت اور خوش شکل جوان تھا۔ اُس نے امامؑ کی امامت کا اعتراف کرتے ہوئے سلام کیا۔ آپؑ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اُسے بیٹھنے کا حکم دیا۔ وہ یمنی آدمی میرے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ آدمی کون ہے؟ اس دوران امامؑ نے مجھے فرمایا: یہ نوجوان اس عرب خاتون کا فرزند ہے جو بادیہ نشین تھی کہ جس کے پاس وہ پتھر تھا جس پر میرے آبا کے نام نقش ہیں۔

اس وقت امامؑ نے اس آدمی کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: وہ پتھر مجھے دیجیے۔ اس نے وہ پتھر امامؑ کے حوالے کیا۔ اُس پتھر کا ایک پہلو صاف تھا۔ امامؑ نے اُس پتھر کو لیا اور اُس پر اپنی انگشتری رکھ دی اور اُس پر نقش پیدا ہو گیا۔ جب ہم نے دیکھا تو اس پر لکھا تھا: حسنؑ بن علیؑ۔

اس دوران میں نے اس یمنی مرد کی طرف رُخ کیا اور کہا: کیا تو نے اس سے قبل امامؑ کی زیارت کی تھی؟

اُس نے کہا: بخدا! نہیں، میں نے اس سے قبل امامؑ کی زیارت نہیں کی تھی۔ ایک مدت سے اس شوق میں تھا کہ امامؑ کی زیارت کروں یہاں تک کہ اس گھڑی یہی جوان میرے سامنے آیا جسے میں نے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے کہا: اُٹھیے اور اندرونِ خانہ آئیے تو میں اندر داخل ہوا۔

پھر وہ یمنی مرد اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہنے لگا: اے اہلِ بیتِ رسول اللہؐ! تم پر اللہ کی برکت و رحمت نازل ہو کہ تم وہ گروہ ہو جو باہم پیوستہ ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تمھارا حق ہم پر اس طرح واجب ہے جس طرح حضرت امیرالمومنینؑ اور ان کے

بعد میں آنے والے آئمہؑ کا حق واجب ہے۔ حکمت و دانش اور امامت تمھارے پاس ہے۔ آپ خدا کے ولی، ہم میں سے کسی کے پاس کوئی عذر و بہانہ نہیں ہے کہ وہ تمھارے حقوق سے جاہل رہے۔ میں نے اُس سے اس کا نام پوچھا۔ اُس نے کہا: میرا نام مجمع بن صلت بن عقبہ بن سمعان بن غانم بن امر غانم ہے۔ وہ خاتون عرب تھیں۔ یمن سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے پاس وہ پتھر تھا جس پر حضرت امیرالمومنینؑ نے مہر لگائی تھی۔

ابوہاشم جعفری نے اس واقعے کو نظم میں بند کیا:

''ہمارے آقا و مولاؑ نے اس سنگریزے پر اپنی مہر ثبت کی کہ خداوند تعالیٰ نے اُنھیں برگزیدہ بنایا اور ان کی امامت کی یہ بہترین دلیل ہے۔ اور اللہ نے اُنھیں وہ آیات عطا کی تھیں کہ جس طرح جنابِ موسیٰؑ کو عطا کی تھیں کہ اُنھوں نے دریا میں شگاف کیا۔ یدِ بیضا اور عصا کے معجزے عطا کیے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے جو معجزات اپنے نبیوں کو عطا کیے وہی معجزات اپنے اوصیاء کو بھی عطا فرمائے۔

جی ہاں! جس نے اس امر میں شک کیا تو اُس نے کوتاہی کی۔ انسان پر لازم ہے کہ اس دلیل سے اپنے آپ کو مربوط کرے اور اس کی جستجو کرے''۔

اے لوگو! یہ حجتِ خدا ہیں انھیں پہچانئے!

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَلْخِيِّ قَالَ:

أَصْبَحْتُ يَوْماً فَجَلَسْتُ فِي شَارِعِ الْغَنَمِ، فَإِذَا بِأَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام قَدْ أَقْبَلَ مِنْ مَنْزِلِهِ يُرِيدُ دَارَ الْعَامَّةِ، فَقُلْتُ

فِي نَفْسِي: تَرىٰ إِنْ صِحْتُ: أَيُّهَا النَّاسُ! هٰذَا حُجَّةُ اللهِ عَلَيْكُمْ فَاعْرِفُوهُ يَقْتُلُونِي۔

فَلَمَّا دَنَا مِنِّي أَوْمَأَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ عَلَىٰ فِيهِ أَنِ اسْكُتْ۔

وَرَأَيْتُهُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ يَقُولُ: إِنَّهُ هُوَ الْكِتْمَانُ، أَوِ الْقَتْلُ، فَاتَّقِ اللهَ عَلىٰ نَفْسِكَ! (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۹۰)

''محمد بن عبدالعزیز بلخی کہتے ہیں: ایک دن میں منڈی مویشیاں میں گیا ہوا تھا کہ اچانک میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو وہاں دیکھا۔ وہ اس وقت اپنے گھر سے آرہے تھے اور دارالخلافت کی طرف جارہے تھے، تو اُس وقت میرے دل میں آیا کہ بہتر ہے کہ میں یہ فریاد بلند کروں۔

اے لوگو! یہ ہیں حجتِ خدا جن کی اطاعت تم پر واجب ہے۔ ان کی معرفت حاصل کیجیے چاہے یہ لوگ مجھے قتل ہی کیوں نہ کرڈالیں۔ جونہی امامؑ میرے نزدیک آئے اُنھوں نے اپنی انگلی سے میری طرف اشارہ کیا کہ میں خاموش رہوں۔

مَیں نے اُسی رات خواب میں دیکھا کہ آپؑ نے مجھے فرمایا: تو نے اس امر کو پوشیدہ رکھ کر اچھا کیا ورنہ قتل ہوجاتا۔ پس اب اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کرو اور اپنے آپ کو بچائے رکھو''۔

ہم کس قدر محتاج ہیں کہ ہمیں پانچ صد درہم مل جاتے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْرُوفِ بِابْنِ الْكُرْدِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُوسٰى بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ:

ضَاقَ بِنَا الْأَمْرُ قَالَ لِي أَبِي: امْضِ بِنَا حَتّٰى نَصِيرَ إِلىٰ هٰذَا الرَّجُلِ - يَعْنِي أَبَا مُحَمَّدٍ علیہ السلام فَإِنَّهُ قَدْ وُصِفَ عَنْهُ سَمَاحَةٌ۔

فَقُلْتُ: تَعْرِفُهُ؟
فَقَالَ لِيْ: مَا أَعْرِفُهُ وَلَا رَأَيْتُهُ قَطُّ۔
قَالَ: فَقَصَدْنَاهُ، قَالَ أَبِيْ وَهُوَ فِيْ طَرِيْقِهِ: مَا أَحْوَجَنَا إِلَىٰ أَنْ يَأْمُرَنَا بِخَمْسِمِائَةِ دِرْهَمٍ، مِائَتَيْ دِرْهَمٍ لِلْكِسْوَةِ، وَمِائَتَيْ دِرْهَمٍ لِلدَّقِيْقِ، وَمِائَةِ دِرْهَمٍ لِلنَّفَقَةِ۔
وَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ: لَيْتَهُ أَمَرَ لِيْ بِثَلَاثِمِائَةِ دِرْهَمٍ مِائَةٍ أَشْتَرِيْ بِهَا حِمَارًا، وَمِائَةٍ لِلنَّفَقَةِ وَمِائَةٍ لِلْكِسْوَةِ وَأَخْرُجُ إِلَى الْجَبَلِ۔ فَلَمَّا وَافَيْنَا الْبَابَ خَرَجَ إِلَيْنَا غُلَامُهُ وَقَالَ: يَدْخُلُ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ وَابْنُهُ مُحَمَّدٌ۔
فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ وَسَلَّمْنَا قَالَ لِأَبِيْ: يَا عَلِيُّ! مَا خَلَّفَكَ عَنَّا إِلَىٰ هٰذَا الْوَقْتِ؟
قَالَ: يَا سَيِّدِيْ! اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَلْقَاكَ عَلَىٰ هٰذِهِ الْحَالِ۔
فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ جَاءَنَا غُلَامُهُ فَنَاوَلَ أَبِيْ صُرَّةً وَقَالَ: هٰذِهِ خَمْسُمِائَةٍ مِائَتَانِ لِلْكِسْوَةِ، وَمِائَتَانِ لِلدَّقِيْقِ وَمِائَةٌ لِلنَّفَقَةِ۔ وَأَعْطَانِيْ صُرَّةً وَقَالَ: هٰذِهِ ثَلَاثُمِائَةِ دِرْهَمٍ فَاجْعَلْ مِائَةً فِيْ ثَمَنِ حِمَارٍ، وَمِائَةً لِلْكِسْوَةِ، وَمِائَةً لِلنَّفَقَةِ وَلَا تَخْرُجْ إِلَى الْجَبَلِ وَصِرْ إِلَىٰ سُوْرَا۔
قَالَ: فَصَارَ إِلَىٰ سُوْرَا وَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْهَا، فَدَخْلُهُ الْيَوْمَ أَرْبَعَةُ آلَافِ دِيْنَارٍ وَمَعَ هٰذَا يَقُوْلُ بِالْوَقْفِ۔
قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْكُرْدِيُّ: أَتُرِيْدُ أَمْرًا أَبْيَنَ مِنْ هٰذَا؟

فَقَالَ: صَدَقْتَ، وَلَكِنَّا عَلَى أَمْرٍ قَدْ جَرَيْنَا عَلَيْهِ

(بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۷۹)

محمد بن علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر کہتے ہیں: ہم پر ایک زمانہ آیا کہ تنگدستی نے ہمیں چاروں شانے چت زمین پر گرا رکھا تھا۔ زندگی ہم پر سخت ہو چکی تھی۔ میرے والد نے مجھے کہا کہ ہمیں اس شخص (حضرت امام حسن عسکریؑ) کے پاس جانا چاہیے کہ جود و سخاوت میں ان کا ہر طرف چرچا ہے۔

میں نے اپنے والد سے کہا: کیا آپ انھیں جانتے ہیں؟

انھوں نے کہا: نہیں میں نے ابھی تک انھیں دیکھا بھی نہیں ہے۔

آخرکار ہم انؑ کی طرف چل پڑے۔ جب ہم راستہ میں چل رہے تھے تو میرے باپ نے کہا: ہم کس قدر محتاج ہیں کہ کوئی ہمیں پانچ صد درہم دے دے۔ میں دو سو درہموں سے گھر والوں کے کپڑے خرید لوں اور دو سو درہم کا آٹا خرید لوں اور ایک درہم دوسرے کاموں پر خرچ کروں۔

اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا: کاش مجھے تین سو درہم کہیں سے مل جائیں تو ایک سو درہموں کا گدھا خرید لوں، ایک سو درہم نان ونفقہ پر خرچ کروں اور ایک سو درہم کے کپڑے خرید لوں اور پہاڑ کی طرف نکل جاؤں۔

جس وقت ہم آپؑ کے دروازے پر پہنچے تو ایک غلام باہر آیا اور اُس نے کہا کہ علی بن ابراہیم اور ان کے فرزند محمد داخل ہوں۔ ہم داخل ہوئے اور ہم نے انھیں سلام کیا اور انھوں نے میرے والد سے فرمایا: کیا ہوا کہ تو آج تک ہمیں نہیں ملا؟

اُس نے عرض کیا: اے میرے آقا! مجھے حیا دامن گیر رہی کہ میں آپؑ سے اس حال میں ملوں۔

جس وقت ہم نے آپؑ کو وداع کیا اور وہاں سے جانا چاہا تو ان کا غلام

ہمارے پاس آیا اور میرے والد کو ایک تھیلی دی اور کہا کہ اس تھیلی میں پانچ سو درہم ہیں۔ ان میں سے دو سو درم لباس کے لیے اور دو سو درہم آٹے کے لیے اور ایک سو درہم دوسرے اُمور کے لیے ہیں۔

اور اُس نے مجھے بھی ایک تھیلی عطا کی اور مجھے کہا کہ اس میں تین سو درہم ہیں۔ ان میں سے ایک سو درہم کا گدھا خریدنا اور ایک سو کا لباس اور ایک سو درہم نان و نفقہ خرچ کرنا۔ پہاڑ کی طرف مت جاؤ سوراہ کی طرف چلے جاؤ (جو بغداد کے نزدیک ایک مقام ہے)۔

راوی کا بیان ہے کہ محمد سوراہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں اُس نے ایک عورت سے شادی کی۔ اُس وقت اس کی آمد چار ہزار دینار کے برابر ہو گئی۔ ان حالات کے باوجود بھی وہ واقفی مذہب پر ہے۔

محمد بن ابراہیم کردی نے اُسے کہا: کیا تم اس سے زیادہ اُن کی امامت پر کوئی دلیل چاہتے ہو؟

اُس نے کہا: نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے ساری زندگی اسی مذہب پر گزاری ہے اس لیے اسی مذہب پر رہ رہا ہوں۔

آقائی من! کیوں ٹھہر گئے ہو؟

رُوِيَ أَيْضاً عَنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الزَّعْفَرَانِ عَنْ أُمِّ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام قَالَ:

قَالَ لِي يَوْماً مِنَ الْأَيَّامِ: تُصِيبُنِي فِي سَنَةِ سِتِّينَ وَمِائَتَيْنِ حَزَازَةٌ أَخَافُ أَنْ أُنْكَبَ مِنْهَا نَكْبَةً۔

قَالَتْ: وَأَظْهَرْتُ الْجَزَعَ وَأَخَذَنِي الْبُكَاءُ۔

فَقَالَ: لَابُدَّ مِنْ وُقُوعِ أَمْرِ اللهِ لَا تَجْزَعِيْ!

فَلَمَّا كَانَ فِيْ صَفَرٍ سَنَةَ سِتِّيْنَ أَخَذَهَا الْمُقِيْمُ وَالْمُقْعَدُ وَجَعَلَتْ تَخْرُجُ فِي الْأَحَايِيْنِ إِلَى خَارِجِ الْمَدِيْنَةِ وَتَجَسَّسُ الْأَخْبَارَ حَتّٰى وَرَدَ عَلَيْهَا الْخَبَرُ حِيْنَ حَبَسَهُ الْمُعْتَمِدُ فِيْ يَدَيْ عَلِيِّ بْنِ جَرِيْنٍ وَحَبَسَ جَعْفَرًا أَخَاهُ مَعَهُ۔

وَكَانَ الْمُعْتَمِدُ يَسْأَلُ عَلِيًّا عَنْ أَخْبَارِهِ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ فَيُخْبِرُهُ أَنَّهُ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيُصَلِّي اللَّيْلَ۔

فَسَأَلَهُ يَوْماً مِنَ الْأَيَّامِ عَنْ خَبَرِهِ، فَأَخْبَرَهُ بِمِثْلِ ذٰلِكَ۔

فَقَالَ لَهُ: امْضِ السَّاعَةَ إِلَيْهِ وَأَقْرِئْهُ مِنِّى السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ: انْصَرِفْ إِلَى مَنْزِلِكَ مُصَاحِبًا۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ جَرِيْنٍ: فَجِئْتُ إِلَى بَابِ الْحَبْسِ، فَوَجَدْتُ حِمَارًا مُسْرَجًا، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا وَقَدْ لَبِسَ خُفَّهُ وَطَيْلَسَانَهُ وَشَاشَتَهُ۔

فَلَمَّا رَآنِيْ نَهَضَ، فَأَدَّيْتُ إِلَيْهِ الرِّسَالَةَ فَرَكِبَ، فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلَى الْحِمَارِ وَقَفَ فَقُلْتُ لَهُ: مَا وُقُوفُكَ يَا سَيِّدِيْ؟

فَقَالَ لِيْ: حَتّٰى يَجِيْءَ جَعْفَرٌ۔

فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَمَرَنِيْ بِإِطْلَاقِكَ دُوْنَهُ۔

فَقَالَ لِيْ: تَرْجِعُ إِلَيْهِ فَتَقُوْلُ لَهُ: خَرَجْنَا مِنْ دَارٍ وَاحِدَةٍ جَمِيْعًا، فَإِذَا رَجَعْتُ وَلَيْسَ هُوَ مَعِيْ كَانَ فِيْ ذٰلِكَ مَا لَا خَفَاءَ

بِهٖ عَلَيْكَ۔

فَمَضٰى وَعَادَ فَقَالَ لَهٗ: يَقُوْلُ لَكَ قَدْ أَطْلَقْتُ جَعْفَرَ أَ لَكَ، لِاَنِّيْ حَبَسْتُهٗ بِجِنَايَتِهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ وَعَلَيْكَ وَمَا يَتَكَلَّمُ بِهٖ۔ وَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ فَصَارَ مَعَهٗ اِلٰى دَارِهٖ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۳۱۳)

محمد بن ابی زعفران کہتے ہیں: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ محترمہ نے فرمایا: ایک دن میرے فرزند امام حسن عسکری علیہ السلام نے کہا: ۲۶۰ھ میں مجھے ایک حادثہ پیش ہونے والا ہے کہ میں گرفتار کرلیا جاؤں گا۔

وہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے سنا تو میں رونے لگی۔

آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ کے حکم کے سامنے پس و پیش ممکن نہیں ہے، آپ پریشان نہ ہوں۔

جب ۲۶۰ھ کا ماہ صفر آیا تو معتمد عباسی نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور ان کے بھائی جعفر کو گرفتار کرلیا۔ اس سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ سخت پریشان ہوئیں اور آپؑ مدینہ سے باہر آئیں کہ ان کا حال دریافت کریں کہ اُن پر کیا گزری ہے اور وہ کہاں ہیں؟ آخر اُنھیں پتا چلا کہ آپؑ اپنے برادر جعفر کے ساتھ علی بن جرین کے زندان میں ہیں۔

معتمد ہمیشہ علی بن جرین سے امام علیہ السلام کے بارے میں پوچھتا کہ ان کی زندان میں کیا مصروفیات ہیں؟

وہ جواب دیتا کہ وہ رات کو عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور دن کو روزے کے ساتھ ہوتے ہیں۔ پھر ایک عرصہ بعد معتمد نے علی بن جرین سے امامؑ کے بارے میں پوچھا۔ اُس نے پھر وہی جواب دیا۔ معتمد نے اُس سے کہا کہ تم امامؑ کے پاس

جاؤ اور اُنھیں میرا سلام دو اور کہو کہ وہ اپنے گھر کی طرف چلے جائیں۔

علی بن جرین زندان بان کا بیان ہے: میں اس حکم کی تعمیل میں زندان کی طرف گیا تو میں نے وہاں دیکھا کہ ایک مرکب زین سمیت تیار کھڑا ہے۔ میں اندر گیا تو امامؑ کو دیکھا کہ وہ اپنے جوتے پہنے تیار بیٹھے ہیں۔ جونہی اُنھوں نے مجھے دیکھا، کھڑے ہو گئے۔

میں نے اُنھیں معتمد کا پیغام دیا تو وہ اپنی سواری پر سوار ہو گئے اور میں نے دیکھا کہ وہ اچانک رُک گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: آقائی من! کیوں آپؑ رُک گئے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: مجھے جعفر کا انتظار ہے۔

میں نے عرض کیا: مجھے تو صرف آپؑ کی رہائی کا حکم ملا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: معتمد کے پاس جاؤ اور میری طرف سے کہو کہ ہم اپنے گھر سے اکٹھے نکلے تھے۔ اگر میں واپس جاؤں اور جعفر میرے ساتھ نہ ہو تو اچھی بات نہیں ہے۔

زندان بان معتمد کے پاس گیا اور امامؑ کا پیغام دیا۔ معتمد نے کہا کہ تم واپس جاؤ اور امامؑ سے کہو کہ میں جعفر کو آپؑ کی وجہ سے چھوڑ رہا ہوں۔ میں نے اُسے اس لیے قید رکھا تھا کہ اُس نے اپنے لیے اور آپؑ کے لیے جرائم کیے تھے اور اس لیے قید کیا جو اُس نے باتیں کی تھیں۔

جعفر بھی آزاد ہو کر آ گیا اور امام علیہ السلام کے ساتھ واپس گھر روانہ ہو گیا۔

میں آپؑ کا شیعہ ہوں مجھے زیارت کی اجازت کیوں نہیں؟

تَارِيخُ قُمّ، لِلْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُمِّيّ قَالَ:

رُوِيتُ عَنْ مَشَايِخِ قُمَّ: أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ علیہ السلام كَانَ بِقُمَّ يَشْرَبُ الْخَمْرَ عَلَانِيَةً ، فَقَصَدَ يَوْماً لِحَاجَةٍ بَابَ أَحْمَدَ ابْنِ إِسْحَاقَ الْأَشْعَرِيِّ، وَكَانَ وَكِيلًا فِي الْأَوْقَافِ بِقُمَّ، فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ، وَرَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ مَهْمُوماً۔

فَتَوَجَّهَ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ إِلَى الْحَجِّ ، فَلَمَّا بَلَغَ سُرَّ مَنْ رَأَى اسْتَأْذَنَ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ علیہ السلام۔

فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ ، فَبَكَى أَحْمَدُ لِذَلِكَ طَوِيلًا وَتَضَرَّعَ حَتَّى أَذِنَ لَهُ۔

فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! لِمَ مَنَعْتَنِي الدُّخُولَ عَلَيْكَ وَأَنَا مِنْ شِيعَتِكَ وَمَوَالِيكَ؟

قَالَ علیہ السلام: لِأَنَّكَ طَرَدْتَ ابْنَ عَمِّنَا عَنْ بَابِكَ۔

فَبَكَى أَحْمَدُ وَحَلَفَ بِاللهِ أَنَّهُ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الدُّخُولِ عَلَيْهِ إِلَّا لِأَنْ يَتُوبَ مِنْ شُرْبِ الْخَمْرِ۔

قَالَ : صَدَقْتَ ، وَلَكِنْ لَابُدَّ عَنْ إِكْرَامِهِمْ وَاحْتِرَامِهِمْ عَلَى كُلِّ حَالٍ، وَأَنْ لَا تُحَقِّرَهُمْ وَلَا تَسْتَهِينَ بِهِمْ لِانْتِسَابِهِمْ إِلَيْنَا، فَتَكُونَ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔

فَلَمَّا رَجَعَ أَحْمَدُ إِلَى قُمَّ أَتَاهُ أَشْرَافُهُمْ، وَكَانَ الْحُسَيْنُ مَعَهُمْ، فَلَمَّا رَآهُ أَحْمَدُ وَثَبَ إِلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَهُ وَأَكْرَمَهُ وَأَجْلَسَهُ فِي صَدْرِ الْمَجْلِسِ۔

فَاسْتَغْرَبَ الْحُسَيْنُ ذَلِكَ مِنْهُ وَاسْتَبْدَعَهُ ، وَسَأَلَهُ عَنْ

سَبَبِهٖ۔ فَذَكَرَ لَهٗ مَا جَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْعَسْكَرِيِّ، فِيْ ذٰلِكَ۔
فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ نَدِمَ مِنْ أَفْعَالِهِ الْقَبِيحَةِ ، وَتَابَ مِنْهَا
وَرَجَعَ إِلٰى بَيْتِهٖ وَأَهْرَقَ الْخُمُورَ وَكَسَرَ آلَاتِهَا وَصَارَ مِنَ
الْأَتْقِيَاءِ الْمُتَوَرِّعِيْنَ ، وَالصُّلَحَاءِ الْمُتَعَبِّدِيْنَ وَكَانَ
مُلَازِماً لِلْمَسَاجِدِ مُعْتَكِفًا فِيْهَا حَتّٰى أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ
وَدُفِنَ قَرِيْبًا مِنْ مَزَارِ فَاطِمَةَ سلام اللہ علیہا (بحار الانوار، ج ۵۰،
ص ۳۲۴)

حسن بن محمد قمی کا بیان ہے کہ قم کے بزرگوں سے روایت ہے کہ حسین بن حسن بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق علیہ السلام قم میں رہائش پذیر تھے۔ اپنی دوسری بود و باش کے علاوہ علانیہ شراب پیتے تھے۔ ایک دن جب اُنھیں کوئی ضرورت درپیش آئی تو وہ وکیل اوقاف احمد بن اسحاق اشعری کے پاس گئے لیکن احمد بن اسحاق نے انھیں اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔ وہ حیران و پریشان واپس اپنے واپس چلے آئے۔

احمد بن اسحاق اس سال حج پر گئے۔ حج کے بعد سامرہ گئے اور حضرت امام حسن عسکریؑ سے ملنے کی اجازت مانگی لیکن آپؑ نے اس کی درخواست مسترد کر دی۔ اس نے بہت زیادہ تضرع و زاری کی۔ آخر اُسے جب اجازت ملی اور وہ امامؑ کے حضور حاضر ہوا تو عرض کیا: اے فرزند رسولؐ اللہ! میں آپؑ کا شیعہ ہوں، مجھے زیارت کی اجازت کیوں نہیں ملی؟

آپؑ نے فرمایا: تو نے میرے چچا کے بیٹے کو اپنے گھر سے بھگا دیا تھا اس لیے تجھے اجازت نہیں دی گئی۔

نہیں دی تھی کہ شاید وہ شراب خوری سے توبہ کرلے۔

آپؑ نے فرمایا: تو نے سچ کہا لیکن اس کا اکرام و احترام تو تیرے لیے ضروری تھا۔ ہماری نسبت کی وجہ سے ان کا احترام و اکرام کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہوجاؤ۔ جب احمد واپس قم آیا تو قم کے بزرگان اس کی ملاقات کے لیے آئے تو حسین بن حسن بھی ان کے ہمراہ تھے۔ جب احمد نے اُنھیں دیکھا تو ان کے لیے اپنی جگہ سے اُٹھے، ان کا استقبال کیا، ان کا اکرام و احترام کیا اور صدر مجلس میں جگہ دی۔ حسین اس کے اس احترام سے حیران ہو کر رہ گیا۔ آخر اُس نے اپنے اس احترام کا سبب پوچھا تو احمد نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام والا واقعہ من وعن بیان کردیا۔

جب انھوں نے سنا تو اپنے افعالِ قبیحہ پر ندامت کی اور توبہ کرلی اور جب واپس گھر آئے تو جتنی شراب ان کے گھر میں تھی اُسے ضائع کردیا اور شراب کے جو آلات وغیرہ تھے انھیں توڑ ڈالا اور پھر آپؒ کا شمار قم کے متقی و پرہیزگار لوگوں میں سے ہونے لگا۔ ہر سال اعتکاف میں بیٹھتے جب آپ فوت ہوئے تو آپ کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا معصومہ قم کے مزار کے قریب دفن کیا گیا۔

آقائی من! مجھے معلوم نہ تھا کہ لکڑی کے اندر کیا ہے؟

أَبُو هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ:

دَعَانِي سَيِّدِي أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام، فَدَفَعَ إِلَيَّ خَشَبَةً كَأَنَّهَا رِجْلُ بَابٍ مُدَوَّرَةٍ طَوِيلَةٍ مِلْءَ الْكَفِّ، فَقَالَ: صِرْ بِهٰذِهِ الْخَشَبَةِ إِلَى الْعَمْرِيِّ۔

فَمَضَيْتُ فَلَمَّا صِرْتُ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ عَرَضَ لِي سَقَّاءٌ مَعَهُ

بَغْلٌ، فَزَاحَمَنِي الْبَغْلُ عَلَى الطَّرِيقِ فَنَادَانِي السَّقَّاءُ: صِحْ عَلَى الْبَغْلِ۔

فَرَفَعْتُ الْخَشَبَةَ الَّتِي كَانَتْ مَعِيْ ، فَضَرَبْتُ بِهَا الْبَغْلَ فَانْشَقَّتْ فَنَظَرْتُ إِلَى كَسْرِهَا ، فَإِذَا فِيهَا كُتُبٌ، فَبَادَرْتُ سَرِيعًا فَرَدَدْتُ الْخَشَبَةَ إِلَى كُمِّي۔

فَجَعَلَ السَّقَّاءُ يُنَادِينِي وَيَشْتِمُنِي وَيَشْتِمُ صَاحِبِيْ۔

فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنَ الدَّارِ رَاجِعًا اسْتَقْبَلَنِي عِيسَى الْخَادِمُ عِنْدَ الْبَابِ الثَّانِي فَقَالَ: يَقُولُ لَكَ مَوْلَايَ أَعَزَّهُ اللهُ لِمَ ضَرَبْتَ الْبَغْلَ وَكَسَرْتَ رِجْلَ الْبَابِ؟

فَقُلْتُ لَهُ: يَا سَيِّدِي! لَمْ أَعْلَمْ مَا فِي رِجْلِ الْبَابِ؟

فَقَالَ: وَلِمَ احْتَجْتَ أَنْ تَعْمَلَ عَمَلًا تَحْتَاجُ أَنْ تَعْتَذِرَ مِنْهُ إِيَّاكَ بَعْدَهَا أَنْ تَعُودَ إِلَى مِثْلِهَا ؟

وَ إِذَا سَمِعْتَ لَنَا شَاتِماً فَامْضِ لِسَبِيلِكَ الَّتِي أُمِرْتَ بِهَا، وَ إِيَّاكَ أَنْ تُجَاوِبَ مَنْ يَشْتِمُنَا أَوْ تُعَرِّفَهُ مَنْ أَنْتَ۔

فَإِنَّا بِبَلَدِ سَوْءٍ وَمِصْرِ سَوْءٍ وَامْضِ فِي طَرِيقِكَ ، فَإِنَّ أَخْبَارَكَ وَأَحْوَالَكَ تَرِدُ إِلَيْنَا فَاعْلَمْ ذٰلِكَ ۔ (بحار الانوار، ج۵۰، ص ۲۸۳)

داؤد بن اسود کہتے ہیں: ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے اپنے ہاں طلب کیا جب میں وہاں گیا تو آپؑ نے لکڑی میرے حوالے کی جو گول اور لمبی تھی۔ دروازے کے پائے کی مانند تھی۔ آپؑ نے فرمایا: جاؤ اور اسے عمری کے حوالے کرو۔

میں نے اُسے اُٹھایا اور چل پڑا۔ راستے میں مجھے ایک سقا ملا جو پانی گدھے پر لادے ہوئے آ رہا تھا۔ اس کے گدھے نے میرا راستہ روکا۔ اس سقا نے مجھے آواز دی کہ راستے سے ہٹ جاؤ کہ گدھا گزر جائے لیکن میں نے وہی لکڑی اس گدھے کو دے ماری جس سے وہ لکڑی ٹوٹ گئی۔ میں نے اچانک دیکھا کہ اُس میں خطوط تھے۔ فوراً میں نے اس لکڑی کو اُٹھایا اور اُسے بغل میں لے لیا۔ اُس سقا نے مجھے اور میرے مالک کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ کام کرنے کے بعد جب میں واپس آیا تو عیسٰی خادم دوسرے دروازے کے پاس آیا اور مجھے کہا کہ میرے آقا و مولاؑ! جنھیں اللہ نے اس قدر عزت و عظمت دی ہے، نے فرمایا ہے کہ تم نے گدھے کو کیوں مارا ہے اور وہ لکڑی کیوں ٹوٹی ہے؟ تو اُس وقت میں نے عرض کیا: مجھے معلوم نہ تھا کہ لکڑی کے اندر کیا ہے؟ اور آپؑ نے فرمایا: تو نے ایسا کام کیوں کیا کہ جس کے بعد تجھے معذرت کرنا پڑی۔ آیندہ خیال رکھنا، ایسا کام مت کرنا۔

جب بھی یہ دیکھو کہ کوئی آدمی ہمیں گالیاں دے رہا ہے تو تم اپنی راہ لو اور اپنے کام کی طرف توجہ رکھو اور اس سے ہمیشہ بچنے کی کوشش کرو۔ نہ جواب دو اور نہ اپنا تعارف کراؤ کیونکہ ہم ایک بدترین ملک و بدترین شہر میں رہ رہے ہیں۔ بس اپنے کام سے کام رکھو۔ اس چیز سے آگاہ رہیے! ہم تمھارے احوال اور کاموں پر نگاہ رکھتے ہیں اور تمھارے احوال ہم تک پہنچتے رہتے ہیں۔

٭٭٭

فصلِ پنجم

معجزاتِ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

maablib.org

میرے بیمار فرزند کے لیے دعا فرمایئے!

عَنْ سَيْفِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ:

خَلَّفْتُ ابْنًا لِي عَلِيلًا بِمِصْرَ عِنْدَ خُرُوجِي مِنْهَا وَابْنًا لِي آخَرَ

أَسَنَّ مِنْهُ هُوَ كَانَ وَصِيِّي وَقَيِّمِي عَلَى عِيَالِي وَضِيَاعِي،

فَكَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام وَسَأَلْتُهُ الدُّعَاءَ لِابْنِيَ الْعَلِيلِ۔

فَكَتَبَ إِلَيَّ : قَدْ عُوفِيَ الصَّغِيرُ وَمَاتَ الْكَبِيرُ وَصِيُّكَ

وَقَيِّمُكَ، فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَلَا تَجْزَعْ فَيَحْبَطَ أَجْرُكَ۔

فَوَرَدَ عَلَيَّ الْكِتَابُ بِالْخَبَرِ : أَنَّ ابْنِي عُوفِيَ مِنْ عِلَّتِهِ ،

وَمَاتَ ابْنِيَ الْكَبِيرُ يَوْمَ وَرَدَ عَلَيَّ جَوَابُ أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام

(بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۹۲)

سیف بن لیث کہتے ہیں: میں نے سفر کا ارادہ کیا لیکن اُس وقت میرا چھوٹا بیٹا بیمار تھا۔ میں نے اپنے بڑے بیٹے کو اپنے خاندان کا سرپرست بنایا اور اپنے تمام اُمور کی اُنھیں وصیت کی۔ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ میرے بیمار بیٹے کے لیے دعا فرمائیں۔

امام علیہ السلام نے میرے خط کے جواب میں لکھا: تیرا بیمار بیٹا عنقریب صحت یاب ہوجائے گا لیکن تیرا بڑا بیٹا اس دنیا سے رخصت ہوجائے گا۔ اپنے خدا کی حمد وستائش بیان کر، جزع فزع مت کرنا کہ کہیں تیرا اجر نہ جاتا رہے۔

جس دن مجھے خط ملا اس دن میرا چھوٹا بیٹا صحت یاب ہو چکا تھا اور بڑا بیٹا اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔

نگینہ چاہیے کہ جس سے برکت والی انگوٹھی بناؤں!

عَنْ أَبِي هَاشِمٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَهُ فَصًّا أَصُوغُ بِهِ خَاتَماً أَتَبَرَّكُ بِهِ فَجَلَسْتُ وَنَسِيتُ مَا جِئْتُ لَهُ۔

فَلَمَّا وَدَّعْتُهُ وَنَهَضْتُ رَمَى إِلَيَّ بِخَاتَمٍ فَقَالَ: أَرَدْتَ فَصًّا فَأَعْطَيْنَاكَ خَاتَماً وَرَبِحْتَ الْفَصَّ وَالْكِرَى هَنَّأَكَ اللهُ يَا أَبَا هَاشِمٍ!

فَتَعَجَّبْتُ مِنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي! إِنَّكَ وَلِيُّ اللهِ وَإِمَامِيَ الَّذِي أَدِينُ اللهَ بِفَضْلِهِ وَطَاعَتِهِ۔

فَقَالَ: غَفَرَ اللهُ لَكَ يَا أَبَا هَاشِمٍ (اعلام الوریٰ، ص ۳۷۵)

ابوہاشم سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ میں نے اپنے دل میں سوچ رکھا تھا کہ آپؑ سے نگینہ لوں گا اور اُس سے انگوٹھی بنواؤں گا اور اس سے تبرک حاصل کروں گا۔

جب میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوا تو یہ موضوع میرے ذہن سے جاتا رہا۔ جس وقت میں نے اُٹھنا چاہا تو آپؑ نے میری طرف ایک انگوٹھی پھینکی۔ آپؑ نے فرمایا: تجھے نگینہ چاہیے تھا ہم نے تجھے انگوٹھی عطا کردی ہے۔ انگشتری تجھے اضافی مل گئی ہے۔ اے ابوہاشم! تجھے اللہ یہ انگشتری مبارک کرے۔

ابوہاشم کہتے ہیں: اس سے مجھے تعجب ہوا اور میں نے عرض کیا: آپؑ بے شک اللہ کے ولی ہیں اور میرے امامؑ ہیں۔ میں اللہ کے دین کو ان کی فضیلت اور فرمانبرداری سے اپناتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوہاشم! خداوند تعالیٰ تیری مغفرت کرے۔

میں آپ کے حضور فقر و تنگ دستی کی شکایت کرتا ہوں

عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ:

شَكَوْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہما السلام الْحَاجَةَ۔

فَحَكَّ بِسَوْطِهِ الْأَرْضَ ، فَأَخْرَجَ مِنْهَا سَبِيكَةً فِيهَا نَحْوَ الْخَمْسِمِائَةِ دِينَارٍ فَقَالَ: خُذْهَا يَا أَبَا هَاشِمٍ! وَأَعْذِرْنَا

(الارشاد، ج ۲، ص ۳۲۹)

ابوہاشم جعفری کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حضور فقر و تنگدستی کی شکایت کی۔ آپؑ نے تازیانے سے زمین پر خط کھینچا تو سونے کی ڈلی برآمد ہوئی جس کی قیمت پانچ سو دینار تھی۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابوہاشم! اسے لے لیجیے اور ہمیں معذور جانیے۔

میری تونگری کی دعا کیجیے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ السُّرُورِيِّ قَالَ:

كَتَبْتُ عَلَى يَدِ أَبِي هَاشِمٍ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيِّ وَكَانَ لِي مُوَاخِيًا إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام أَسْأَلُهُ أَنْ يَدْعُوَ لِي بِالْغِنَى وَكُنْتُ قَدْ أَمْلَقْتُ۔

فَأَوْصَلَهَا وَخَرَجَ إِلَيَّ عَلَى يَدِهِ:

أَبْشِرْ فَقَدْ أَجَلَّكَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِالْغِنَى، مَاتَ ابْنُ عَمِّكَ يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ وَخَلَّفَ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ وَهِيَ وَارِدَةٌ عَلَيْكَ، فَاشْكُرِ اللهَ وَعَلَيْكَ بِالاقْتِصَادِ وَ إِيَّاكَ وَالْإِسْرَافَ، فَإِنَّهُ مِنْ فِعْلِ الشَّيْطَنَةِ۔

فَوَرَدَ عَلَيَّ بَعْدَ ذٰلِكَ قَادِمٌ مَعَهُ سَفَاتِجُ مِنْ حَرَّانَ، فَإِذَا
ابْنُ عَمِّي قَدْ مَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي رَجَعَ إِلَيَّ أَبُو هَاشِمٍ
بِجَوَابِ مَوْلَايَ أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام وَاسْتَغْنَيْتُ وَزَالَ الْفَقْرُ
عَنِّي كَمَا قَالَ سَيِّدِي۔

فَأَدَّيْتُ حَقَّ اللّٰهِ فِي مَالِي، وَبَرِرْتُ إِخْوَانِي وَتَمَاسَكْتُ بَعْدَ
ذٰلِكَ، وَكُنْتُ مُبَذِّرًا كَمَا أَمَرَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام

(بحارالانوار، ج۵۰، ص ۲۹۴)

محمد بن حمزہ سروری کا بیان ہے: میں نے ابوہاشم داؤد بن قاسم جعفری (جن کے ساتھ میری برادری و دوستی تھی) کے توسط سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط بھیجا۔ اُن دنوں میں معاشی طور پر سخت پریشان تھا۔ میں نے آپؑ کے حضور درخواست کی کہ آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ میرے حالات سنور جائیں میں تونگر ہوجاؤں۔

ابوہاشم نے میرا خط امام علیہ السلام کی بارگاہ میں بھیجا اور امام علیہ السلام نے میری طرف لکھا: تمھیں خوش خبری دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تمھیں ثروت مندی عطا کردی ہے، تمھارا چچازاد بھائی یحییٰ بن حمزہ اس دنیا سے رخصت ہوگیا ہے۔ اس نے ایک لاکھ درہم میراث میں چھوڑے ہیں جو جلد تجھے مل جائیں گے، خداوند تعالیٰ کی حمد وستائش بیان کر اور میانہ روی اختیار کر، کہیں اسراف نہ کرنا، کیونکہ اِسراف کارِ شیطان ہے۔

چند دنوں کے بعد حران سے ایک آدمی میرے پاس آیا اور اُس نے مجھے کہا کہ تیرا چچازاد بھائی فوت ہوگیا ہے۔ جس طرح امامؑ نے اس کی وفات کا دن بتلایا تھا اُسی دن وہ فوت ہوا تھا۔ میرے پاس کثرت کے ساتھ مال آگیا تھا۔ میری تنگدستی جاتی رہی۔ جس طرح کہ میرے آقا نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا۔ جو مجھ پر حقوق اللہ

بنتے تھے انھیں ادا کیا۔ اپنے برادران ایمانی کی مدد کی اور میانہ روی اختیار کی کیونکہ اس سے پہلے میں شاہ خرچ تھا۔

بچے کا نام معین فرمایئے

رُوِّيْنَا بِإِسْنَادِنَا إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيِّ فِي كِتَابِ الدَّلَائِلِ بِإِسْنَادِهِ عَنِ الْكُلَيْنِيِّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ أَبِي عَلِيٍّ قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام وَجَارِيَتِي حَامِلٌ أَسْأَلُهُ أَنْ يُسَمِّيَ مَا فِي بَطْنِهَا۔

فَكَتَبَ: سَمِّ مَا فِي بَطْنِهَا إِذَا ظَهَرَتْ۔

ثُمَّ مَاتَتْ بَعْدَ شَهْرٍ مِنْ وِلَادَتِهَا ، فَبَعَثَ إِلَيَّ بِخَمْسِينَ دِينَارًا عَلَى يَدِ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ الصَّرَّافِ وَقَالَ: اشْتَرِ بِهٰذِهِ جَارِيَةً۔

ابوعلی عمرو بن ابومسلم کہتے ہیں: میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ میری کنیز حاملہ ہے۔ اُس کے بطن میں جو بچہ ہے اس کا نام تجویز فرمایئے۔ آپؑ نے میری طرف خط لکھا۔ جب ظاہر ہو تو نام رکھنا۔ وہ میری کنیز بچے کی ولادت سے ایک ماہ قبل فوت ہوگئی۔ آپؑ نے میری طرف محمد بن سنان صراف کے ہاتھ پانچ سو دینار بھیجے اور حکم دیا کہ میں اس رقم سے کنیز خریدوں۔ (بحارالانوار: ج۵۰،ص ۲۸۲)

یہ امانتیں کس کے حوالے کروں؟

رُوِيَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الشَّرِيفِ الْجُرْجَانِيِّ قَالَ: حَجَجْتُ سَنَةً فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام بِسُرَّ مَنْ

رَأْیِهٖ وَقَدْ کَانَ أَصْحَابُنَا حَمَلُوا مَعِیَ شَیْئًا مِنَ الْمَالِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ إِلٰی مَنْ أَدْفَعُهُ۔

فَقَالَ قَبْلَ أَنْ أَقُولَ ذٰلِکَ : ادْفَعْ مَا مَعَکَ إِلَی الْمُبَارَکِ خَادِمِیْ۔

قَالَ: فَفَعَلْتُ وَخَرَجْتُ وَقُلْتُ: إِنَّ شِیْعَتَکَ بِجُرْجَانَ یَقْرَءُونَ عَلَیْکَ السَّلَامَ۔

قَالَ: أَوَلَسْتَ مُنْصَرِفًا بَعْدَ فَرَاغِکَ مِنَ الْحَجِّ؟

قُلْتُ: بَلٰی۔

قَالَ: فَإِنَّکَ تَصِیْرُ إِلٰی جُرْجَانَ مِنْ یَوْمِکَ هٰذَا إِلٰی مِائَةٍ وَسَبْعِیْنَ یَوْمًا وَتَدْخُلُهَا یَوْمَ الْجُمُعَةِ لِثَلَاثِ لَیَالٍ یَمْضِیْنَ مِنْ شَهْرِ رَبِیْعِ الْاٰخِرِ فِیْ أَوَّلِ النَّهَارِ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنِّیْ أُوَافِیْهِمْ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ فِیْ اٰخِرِ النَّهَارِ وَامْضِ رَاشِدًا ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَیُسَلِّمُکَ وَیُسَلِّمُ مَا مَعَکَ فَتَقْدَمُ عَلٰی أَهْلِکَ وَ وُلْدِکَ وَیُوْلَدُ لِوَلَدِکَ الشَّرِیْفِ ابْنٌ، فَسَمِّهِ الصَّلْتَ بْنَ الشَّرِیْفِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الشَّرِیْفِ وَسَیَبْلُغُ اللّٰهُ بِهٖ وَیَکُوْنُ مِنْ أَوْلِیَائِنَا۔

فَقُلْتُ: یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! إِنَّ إِبْرَاهِیْمَ بْنَ إِسْمَاعِیْلَ الْجُرْجَانِیَّ هُوَ مِنْ شِیْعَتِکَ کَثِیْرُ الْمَعْرُوْفِ إِلٰی أَوْلِیَائِکَ یُخْرِجُ إِلَیْهِمْ فِی السَّنَةِ مِنْ مَالِهٖ أَکْثَرَ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ وَهُوَ أَحَدُ الْمُتَقَلِّبِیْنَ فِیْ نِعَمِ اللّٰهِ بِجُرْجَانَ ـ فَقَالَ: شَکَرَ اللّٰهُ لِأَبِیْ إِسْحَاقَ إِبْرَاهِیْمَ بْنِ إِسْمَاعِیْلَ صَنِیْعَهُ إِلٰی

شِيعَتِنَا وَغَفَرَ لَهُ ذُنُوبَهُ وَرَزَقَهُ ذَكَرًا سَوِيًّا قَائِلًا بِالْحَقِّ فَقُلْ لَهُ: يَقُولُ لَكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام: سَمِّ ابْنَكَ أَحْمَدَ۔

فَانْصَرَفْتُ مِنْ عِنْدِهِ وَحَجَجْتُ فَسَلَّمَنِي اللهُ حَتّٰى وَافَيْتُ جُرْجَانَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الْآخِرِ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ علیہ السلام وَجَاءَنِي أَصْحَابُنَا يُهَنِّئُونِّي۔

فَوَعَدْتُهُمْ أَنَّ الْإِمَامَ علیہ السلام: وَعَدَنِي أَنْ يُوَافِيَكُمْ فِي آخِرِ هٰذَا الْيَوْمِ، فَتَأَهَّبُوا لِمَا تَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ وَاغْدُوا فِي مَسَائِلِكُمْ وَحَوَائِجِكُمْ كُلِّهَا۔

فَلَمَّا صَلَّوُا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ اجْتَمَعُوا كُلُّهُمْ فِي دَارِي، فَوَاللهِ مَا شَعَرْنَا إِلَّا وَقَدْ وَافَانَا أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام فَدَخَلَ إِلَيْنَا وَنَحْنُ مُجْتَمِعُونَ، فَسَلَّمَ هُوَ أَوَّلًا عَلَيْنَا فَاسْتَقْبَلْنَاهُ وَقَبَّلْنَا يَدَهُ۔

ثُمَّ قَالَ: إِنِّي كُنْتُ وَعَدْتُ جَعْفَرَ بْنَ الشَّرِيفِ أَنْ أُوَافِيَكُمْ فِي آخِرِ هٰذَا الْيَوْمِ، فَصَلَّيْتُ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ ﴿بِسُرَّ مَنْ رَأٰى﴾ وَصِرْتُ إِلَيْكُمْ لِأُجَدِّدَ بِكُمْ عَهْدًا، وَهَا أَنَا قَدْ جِئْتُكُمُ الْآنَ فَاجْمَعُوا مَسَائِلَكُمْ وَحَوَائِجَكُمْ كُلَّهَا۔

فَأَوَّلُ مَنِ ابْتَدَأَ الْمَسْأَلَةَ لَهُ النَّضْرُ بْنُ جَابِرٍ قَالَ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ! إِنَّ ابْنِي جَابِرًا أُصِيبَ بِبَصَرِهِ مُنْذُ شَهْرٍ فَادْعُ اللهَ لَهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِ عَيْنَيْهِ۔

قَالَ: فَهَاتِهِ۔

فَمَسَحَ بِيَدِهِ عَلٰى عَيْنَيْهِ، فَعَادَ بَصِيرًا۔

ثُمَّ تَقَدَّمَ رَجُلٌ فَرَجُلٌ يَسْأَلُونَهُ حَوَائِجَهُمْ وَأَجَابَهُمْ إِلَى كُلِّ
سَأَلُوهُ حَتَّى قَضَى حَوَائِجَ الْجَمِيعِ وَدَعَا لَهُمْ بِخَيْرٍ،
فَانْصَرَفَ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۶۴)

جعفر بن شریف جرجانی کا بیان ہے: جس سال میں نے حج ادا کیا، حج کے ایام میں اپنے امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا۔ ہمارے دوستوں نے مجھے کچھ مال دیا تھا۔ جب میں آپؑ کے حضور پہنچا تو ارادہ کیا کہ آپؑ سے پوچھوں یہ مال میں کس کے حوالے کروں۔ آپؑ نے میرے پوچھنے سے پہلے فرما دیا، جو مال تم لائے ہو وہ مبارک خادم کے حوالے کردو۔ میں نے مال ان کے خادم کے حوالے کیا اور عرض کیا کہ جرجان کے آپؑ کے دوست آپؑ کو سلام دے رہے تھے۔

آپؑ نے فرمایا: حج کی ادائگی کے بعد کیا تم واپس جرجان جاؤ گے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں! میں جاؤں گا۔

آپؑ نے فرمایا: تم جرجان ایک سو ستر دن کے بعد پہنچو گے۔ تم جمعہ کے دن ربیع الاول کی تین راتیں گزر چکی ہوں گی۔ دن کے پہلے حصے میں پہنچو گے۔ میرے دوستوں سے کہہ دینا کہ میں اس دن غروب آفتاب کے قریب اُن کے پاس پہنچوں گا۔ اب سلامتی کے ساتھ سفر کرو۔ خداوند تعالیٰ تمھیں سلامتی عطا کرے گا جو تیرے ساتھی ہیں انھیں میرا سلام دینا۔ جب تم واپس اپنے گھر جاؤ گے تو اس دن تیرے ہاں تیرے بیٹے کی ولادت ہوگی۔ اس کا نام صلت بن جعفر بن شریف رکھنا۔ اللہ تعالیٰ اُسے بلند مقام عطا کرے گا اور وہ ہمارے دوستوں میں سے ہوگا۔

اس وقت میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! ابراہیم بن اسماعیل جرجانی آپؑ کے دوستوں میں سے ہے، کافی شہرت رکھتا ہے۔ وہ ہر سال ایک لاکھ درہم سے زائد رقم سے آپ کے دوستوں کی مدد کرتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ! ابو اسحاق ابراہیم بن اسماعیل کو اس امر کی جزائے خیر عطا کرے۔ اس کے گناہوں کو معاف فرمائے اور اُسے کثرت کے ساتھ رزق عطا کرے اور کامل و سالم فرزند عطا کرے جو حق کا معتقد ہو۔ اُسے کہنا امامؑ فرما رہے تھے کہ اپنے بیٹے کا نام احمد رکھنا۔ میں نے آپؑ کو الوداع کہا۔ اس دوران اللہ نے مجھے سلامتی عطا کی اور جب میں واپس جرجان پہنچا تو جس طرح آپؑ نے فرمایا تھا: ربیع الاول کا مہینہ تھا اور میں دن کے پہلے حصے میں پہنچا تھا اور جمعہ کا دن تھا۔ میرے تمام دوست میرے پاس آئے اور انھوں نے مجھے مبارک دی۔ میں نے انھیں امام حسن عسکری علیہ السلام کی آمد کی بشارت دی کہ انھوں نے میرے ساتھ اس دن کے آخر کا وعدہ فرمایا تھا۔ اپنی تمام ضروریات و مسائل کو آمادہ کیجیے۔

پس جب ان تمام لوگوں نے ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھ لیں تو سب میرے پاس اکٹھے ہو گئے۔ بخدا ہم نے اچانک دیکھا تو امام حسن عسکریؑ میرے گھر میں وارد ہوئے۔ سب سے پہلے میں نے ہی اُنھیں سلام کیا۔ پھر ہم سب نے ان کا استقبال کیا اور ان کے ہاتھوں کے بوسے لیے۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ میں نے جعفر بن شریف سے وعدہ کیا تھا اور اس وعدے کو اس دن کے آخر میں میں نے پورا کرنا تھا۔ میں نے سُرَّ مَن رأی میں نماز ظہر و عصر پڑھی اور پھر تمھاری طرف ایفائے عہد کے تحت چلا آیا۔ اب اپنے تمام مسائل اور حوائج بیان کیجیے۔

سب سے پہلے نضر بن جابر نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میرا ایک بیٹا ہے جس کا نام جابر ہے وہ نابینا ہے، دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اُسے بینائی عطا کر دے۔

آپؑ نے فرمایا: اُسے لے آیئے۔

جب وہ لڑکا آیا تو آپؑ نے اس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو اس کی

بینائی لوٹ آئی۔ پھر باری باری سب نے اپنی حوائج پیش کیں۔ آپؑ نے تمام لوگوں کے سوالات کے جوابات دیے اور ان کی حوائج بھی پوری کیں اور ان سب کے لیے دعائے خیر فرمائی اور اسی دن پھر آپؑ واپس تشریف لے گئے۔

مزید وضاحت فرمایئے

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حُبَابٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَدْيَانِ قَالَ:

كُنْتُ أَخْدُمُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليهم السلام وَأَحْمِلُ كُتُبَهُ إِلَى الْأَمْصَارِ۔ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ فِي عِلَّتِهِ الَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ۔

فَكَتَبَ مَعِيَ كُتُبًا وَقَالَ: تَمْضِي بِهَا إِلَى الْمَدَائِنِ، فَإِنَّكَ سَتَغِيبُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْماً فَتَدْخُلُ إِلَى سُرَّ مَنْ رَأَى يَوْمَ الْخَامِسَ عَشَرَ وَتَسْمَعُ الْوَاعِيَةَ فِي دَارِي وَتَجِدُنِي عَلَى الْمُغْتَسَلِ۔

قَالَ أَبُو الْأَدْيَانِ: فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي! فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَمَنْ؟

قَالَ: مَنْ طَالَبَكَ بِجَوَابَاتِ كُتُبِي فَهُوَ الْقَائِمُ بَعْدِي۔

فَقُلْتُ: زِدْنِي۔

فَقَالَ: مَنْ يُصَلِّي عَلَيَّ فَهُوَ الْقَائِمُ بَعْدِي۔

فَقُلْتُ: زِدْنِي۔

فَقَالَ: مَنْ أَخْبَرَ بِمَا فِي الْهِمْيَانِ فَهُوَ الْقَائِمُ بَعْدِي۔
ثُمَّ مَنَعَتْنِي هَيْبَتُهُ أَنْ أَسْأَلَهُ مَا فِي الْهِمْيَانِ، وَخَرَجْتُ بِالْكُتُبِ إِلَى الْمَدَائِنِ وَأَخَذْتُ جَوَابَاتِهَا وَدَخَلْتُ سُرَّ مَنْ رَأَى يَوْمَ الْخَامِسَ عَشَرَ كَمَا قَالَ لِي علیہ السلام۔
فَإِذَا أَنَا بِالْوَاعِيَةِ فِي دَارِهِ، وَإِذَا أَنَا بِجَعْفَرِ بْنِ عَلِيٍّ أَخِيهِ بِبَابِ الدَّارِ وَالشِّيعَةُ حَوْلَهُ يُعَزُّونَهُ وَيُهَنِّئُونَهُ۔
فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: إِنْ يَكُنْ هَذَا الْإِمَامَ فَقَدْ حَالَتِ الْإِمَامَةُ، لِأَنِّي كُنْتُ أَعْرِفُهُ بِشُرْبِ النَّبِيذِ وَيُقَامِرُ فِي الْجَوْسَقِ وَيَلْعَبُ بِالطُّنْبُورِ، فَتَقَدَّمْتُ فَعَزَّيْتُ وَهَنَّيْتُ فَلَمْ يَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ۔
ثُمَّ خَرَجَ عَقِيدٌ فَقَالَ: يَا سَيِّدِي! قَدْ كُفِّنَ أَخُوكَ فَقُمْ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ۔
فَدَخَلَ جَعْفَرُ بْنُ عَلِيٍّ وَالشِّيعَةُ مِنْ حَوْلِهِ يَقْدُمُهُمُ السَّمَّانُ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَتِيلُ الْمُعْتَصِمِ الْمَعْرُوفُ بِسَلَمَةَ۔
فَلَمَّا صِرْنَا بِالدَّارِ إِذَا نَحْنُ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہما السلام عَلَى نَعْشِهِ مُكَفَّنًا، فَتَقَدَّمَ جَعْفَرُ بْنُ عَلِيٍّ لِيُصَلِّيَ عَلَى أَخِيهِ۔
فَلَمَّا هَمَّ بِالتَّكْبِيرِ خَرَجَ صَبِيٌّ بِوَجْهِهِ سُمْرَةٌ بِشَعْرِهِ قَطَطٌ بِأَسْنَانِهِ تَفْلِيجٌ فَجَبَذَ رِدَاءَ جَعْفَرِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ: تَأَخَّرْ يَا عَمِّ! فَأَنَا أَحَقُّ بِالصَّلَاةِ عَلَى أَبِي۔
فَتَأَخَّرَ جَعْفَرٌ وَقَدِ ارْبَدَّ وَجْهُهُ، فَتَقَدَّمَ الصَّبِيُّ فَصَلَّى عَلَيْهِ

وَدُفِنَ إِلَى جَانِبِ قَبْرِ أَبِيهِ۔
ثُمَّ قَالَ: يَا بَصْرِيُّ! هَاتِ جَوَابَاتِ الْكُتُبِ الَّتِي مَعَكَ۔
فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ وَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هٰذِهِ اثْنَتَانِ بَقِيَ الْهِمْيَانُ۔
ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى جَعْفَرِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ يَزْفِرُ فَقَالَ لَهُ حَاجِزُ الْوَشَّاءُ: يَا سَيِّدِي! مَنِ الصَّبِيُّ لِيُقِيمَ عَلَيْهِ الْحُجَّةَ؟
فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ قَطُّ وَلَا عَرَفْتُهُ۔
فَنَحْنُ جُلُوسٌ إِذْ قَدِمَ نَفَرٌ مِنْ قُمَّ فَسَأَلُوا عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام فَعَرَفُوا مَوْتَهُ فَقَالُوا: فَمَنْ؟
فَأَشَارَ النَّاسُ إِلَى جَعْفَرِ بْنِ عَلِيٍّ۔
فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَعَزَّوْهُ وَهَنَّئُوهُ وَقَالُوا: مَعَنَا كُتُبٌ وَمَالٌ فَتَقُولُ مِمَّنِ الْكُتُبُ؟ وَكَمِ الْمَالُ؟
فَقَامَ يَنْفُضُ أَثْوَابَهُ وَيَقُولُ: يُرِيدُونَ مِنَّا أَنْ نَعْلَمَ الْغَيْبَ۔
قَالَ: فَخَرَجَ الْخَادِمُ فَقَالَ: مَعَكُمْ كُتُبُ فُلَانٍ وَهِمْيَانٌ فِيهِ أَلْفُ دِينَارٍ عَشَرَةُ دَنَانِيرَ مِنْهَا مَطْلِيَّةٌ۔
فَدَفَعُوا الْكُتُبَ وَالْمَالَ وَقَالُوا: الَّذِي وَجَّهَ بِكَ لِأَجْلِ ذٰلِكَ هُوَ الْإِمَامُ۔
فَدَخَلَ جَعْفَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى الْمُعْتَمِدِ وَكَشَفَ لَهُ ذٰلِكَ، فَوَجَّهَ الْمُعْتَمِدُ خَدَمَهُ، فَقَبَضُوا عَلَى صَقِيلَ الْجَارِيَةِ وَطَالَبُوهَا بِالصَّبِيِّ۔

فَأَنْكَرَتْهُ وَادَّعَتْ حَمْلًا بِهَا لِتُغَطِّيَ عَلَى حَالِ الصَّبِيِّ۔
فَسُلِّمَتْ إِلَى ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ الْقَاضِي وَبَغَتَهُمْ مَوْتُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَاقَانَ فُجَاءَةً وَخُرُوجُ صَاحِبِ الزَّنْجِ بِالْبَصْرَةِ، فَشُغِلُوا بِذٰلِكَ عَنِ الْجَارِيَةِ، فَخَرَجَتْ عَنْ أَيْدِيهِمْ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ
(بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۳۳۳)

ابوالادیان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا خدمت گزار تھا میں آپؑ کے خطوط مختلف شہروں میں پہنچاتا تھا۔ میں ایک دفعہ آپؑ کے حضور گیا۔ اس وقت آپؑ علیل تھے اور پھر کچھ دنوں بعد آپؑ کی شہادت ہو گئی۔ آپؑ نے مجھے چند خطوط دیے اور فرمایا کہ تم یہ خطوط مدائن لے جاؤ، یہاں واپس آتے آتے تمہیں پندرہ دن لگ جائیں گے۔ جب تم پندرھویں دن میرے گھر واپس آؤ گے تو اس وقت میرے گھر سے رونے کی صدائیں بلند ہو رہی ہوں گی۔ اس وقت تم دیکھو گے کہ مجھے غسل دیا جا رہا ہوگا۔

ابوالادیان: اے میرے آقا! اگر یہ کچھ ہونے والا ہے تو آپؑ کے بعد میرا امامؑ کون ہے؟

امامؑ: جو تم سے میرے خطوط کے جوابات طلب کرے میرے بعد قائمؑ ہے۔

ابوالادیان: مزید وضاحت فرمائیں۔

امامؑ: جو میری نمازِ جنازہ پڑھے وہ امامؑ ہے۔

ابوالادیان: مزید وضاحت فرمائیں۔

امامؑ: جو اس بات کی خبر دے کہ تھیلیوں میں کتنی رقم ہے وہ میرے بعد تیرا امامؑ ہے۔

ابوالادیان: آپؑ کی ہیبت وجلالت کی وجہ سے میں مزید سوال نہ کر سکا۔ میں مدائن گیا اور وہاں سے خطوط کے جوابات لیے اور واپس سامرہ آیا۔ واقعی میں پندرھویں دن وہاں پہنچا کہ جس طرح امامؑ نے فرمایا تھا۔ جونہی میں آپؑ کے گھر کے نزدیک پہنچا آپؑ کے گھر سے صدائے نالہ وشیون بلند تھی۔ وہاں گھر کے دروازے پر میں نے آپؑ کے بھائی جعفر اور دوسرے آپؑ کے اصحاب کو دیکھا جنھوں نے آپؑ کے بھائی جعفر کو گھیر رکھا تھا۔ وہ تعزیت پیش کر رہے تھے اور امامت کی مبارک بھی دے رہے تھے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر یہ امام ہے تو پھر امامت ختم ہو گئی ہے، کیونکہ میں تو اُسے بخوبی جانتا تھا کہ وہ شراب پیتا تھا، جوا کھیلتا تھا، طنبورہ بجاتا تھا۔ میں اس کی طرف بڑھا، اُسے تعزیت پیش کی اور مبارک بھی پیش کی لیکن اُس نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ اس دوران عقید گھر سے نکلا اور اُس نے جعفر سے کہا کہ اے میرے سردار! امامؑ کو کفن دے دیا گیا ہے آیئے اور ان پر نماز پڑھیے!

جعفر بن علیؑ اندر گئے اور بہت سے لوگ بھی اس کے ساتھ تھے جنھوں نے اُسے گھیر رکھا تھا۔ آگے آگے سمان اور امامؑ کے قاتل سلمہ تھے۔ اسی سلمہ نے معتصم کے حکم پر امامؑ کو زہر دیا تھا۔ جب ہم اندر گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ امام حسن عسکریؑ کفن میں تھے اور اُنھیں تابوت میں رکھا گیا تھا۔ پس جعفر بن علیؑ آگے بڑھے کہ امامؑ پر نماز پڑھیں۔ جونہی اُس نے تکبیر کا ارادہ کیا تو ایک خوب صورت حسین و جمیل بچہ اُس کے قریب آیا جس کے بال گھنگھریالے تھے اور اُس نے جعفر کی عبا کو پکڑا اور کہا: چچا جان! پیچھے جایئے تا کہ میں اپنے پدر بزرگوار کی نماز جنازہ پڑھوں۔

جعفر پیچھے چلا گیا اس کا رنگ اُڑا ہوا تھا اور وہ سخت پریشان دکھائی دیتا تھا۔ بچہ آگے بڑھا اور نماز جنازہ پڑھی۔ پھر امام حسن عسکریؑ کو اپنے والد بزرگوار کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ بعدازیں اس فرزند نے مجھے کہا: اے بصری! وہ خطوط میرے حوالے

کرو۔ میں نے وہ خطوط آپؑ کے حوالے کیے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ امامؑ کی طرف سے جو علامات امامت جاری ہوئی تھیں ان میں سے دو کو تو پالیا ہے۔ پھر میں جعفر بن علیؑ کی طرف گیا۔ اُس نے ایک آہ کھینچی۔ حاجز وشاء نے اُسے کہا: اے میرے سردار! یہ بچہ کون تھا؟ تا کہ اُس پر حجت قائم کی جائے؟

اُس نے کہا: بخدا! میں نے آج تک اسے دیکھا تک بھی نہیں ہے اور نہ میں اسے جانتا ہوں۔

ابوالادیان کا بیان ہے کہ ابھی ہم وہاں بیٹھے تھے کہ قم سے کچھ لوگ وہاں آگئے۔ انھوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔ انھیں بتایا گیا کہ وہ شہید کر دیے گئے ہیں تو انھوں نے سوال کیا کہ ان کے بعد امام کون ہیں؟ لوگوں نے جعفر بن علیؑ کی طرف اشارہ کیا۔ انھوں نے اس کو سلام کیا اور تعزیت پیش کی اور امامت کی مبارک دی۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ خطوط اور اموال ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ خطوط کس کس کے ہیں اور مال کتنا ہے؟

یہ سن کر جعفر اپنی جگہ سے اُٹھا اور کپڑوں کو جھٹکا دیا اور ازراہِ تعجب کہا: آپ لوگ مجھ سے غیب کی باتیں پوچھتے ہیں۔ اس اثناء میں ایک خادم وہاں آیا اور اُس نے کہا کہ تمھارے پاس فلاں فلاں کے خطوط ہیں اور ایک تھیلی ہے جس میں ایک ہزار دینار ہیں۔ ان میں سے دس دیناروں کا نقش مٹا ہوا ہے۔ ان لوگوں نے وہ خطوط اور رقم اس خادم کے حوالے کی اور کہا کہ اے خادم! جس نے تجھے بھیجا ہے اور یہ خبر دی ہے وہ امامؑ ہے۔ جعفر بن علی معتمد کے پاس گیا اور سارا واقعہ اس کے سامنے رکھا۔ معتمد نے فوراً اپنے سپاہی امامؑ کے گھر بھیجے اور انھوں نے امامؑ کی کنیز صقیل کو گرفتار کیا اور اُس سے اُس بچے کے بارے میں تفتیش کی۔ اس کنیز نے اس بارے میں اُنھیں کچھ نہ بتایا اور اُس نے کہا کہ وہ حاملہ ہے، تا کہ وہ مزید تفتیش نہ کر سکیں۔

حکومتی آدمیوں نے اس کنیز کو قاضی ابوشوارب کے حوالے کیا لیکن اس دوران عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کی اچانک موت ہوگئی اور بصرہ زنگیوں کے ہاتھ میں چلا گیا تو حکومت اپنے کام میں مصروف ہوگئی اور اس کنیز سے ان کی توجہ ہٹ گئی اور یوں اُسے رہائی مل گئی۔ تمام حمد و تعریف اس خدا کے لیے جو عالمین کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

میری زوجہ حاملہ ہے اور آخری مہینہ ہے

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقَلَانِسِيِّ قَالَ:

كَتَبَ أَخِيْ مُحَمَّدٌ إِلَى أَبِيْ مُحَمَّدٍ عليه السلام وَامْرَأَتُهُ حَامِلٌ مُقْرِبٌ أَنْ يَدْعُوَ اللهَ أَنْ يُخَلِّصَهَا وَيَرْزُقَهُ ذَكَرًا وَيُسَمِّيَهُ۔

فَكَتَبَ يَدْعُو اللهَ بِالصَّلَاحِ وَيَقُولُ: رَزَقَكَ اللهُ ذَكَرًا سَوِيًّا وَنِعْمَ الْإِسْمُ مُحَمَّدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَانِ۔

فَوَلَدَتْ اثْنَيْنِ فِيْ بَطْنٍ أَحَدُهُمَا فِيْ رِجْلِهِ زَوَائِدُ فِيْ أَصَابِعِهِ، وَالْآخَرُ سَوِيٌّ، فَسَمَّى وَاحِدًا مُحَمَّدًا وَالْآخَرَ صَاحِبَ الزَّوَائِدِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ۔

جعفر بن محمد قلانسی کا بیان ہے: میرے بھائی محمد نے حضرت امام حسن عسکریؑ کی طرف خط لکھا کہ اس کی زوجہ حاملہ ہے اور وضع حمل کے قریب ہے۔ دعا فرمائیں کہ اس پر ولادت آسان ہو اور خداوند تعالیٰ اُسے بیٹا عطا کرے اور آپؑ نام بھی تجویز فرمائیں۔

آپؑ نے خط کے جواب میں لکھا کہ خداوند تعالیٰ بہتری فرمائے گا اور تجھے صحیح و سالم فرزند عطا کرے گا۔ محمد اور عبدالرحمٰن اچھے نام ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میرے بھائی کے ہاں دو جڑواں بیٹے ہوئے۔ ان میں سے ایک کے پاؤں کی ایک انگلی زائد تھی۔ دوسرا بالکل صحیح و سالم تھا۔ میرے بھائی نے اس بچے کا نام محمد رکھا جو بالکل صحیح و سالم تھا اور دوسرے کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

اے کاش! میں اس قالین کو دیکھ لیتا؟

أَقُوْلُ: رُوِيَ فِي بَعْضِ مُؤَلَّفَاتِ أَصْحَابِنَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ الْكُوفِيِّ الْأَعْمٰى قَالَ:

دَخَلْتُ عَلٰى سَيِّدِي الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ عليه السلام، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ وَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ يَابْنَ عَاصِمٍ! اجْلِسْ هَنِيْئًا لَكَ يَا ابْنَ عَاصِمٍ! أَتَدْرِيْ مَا تَحْتَ قَدَمَيْكَ؟

فَقُلْتُ: يَا مَوْلَايَ! إِنِّيْ أَرٰى تَحْتَ قَدَمَيَّ هٰذَا الْبِسَاطَ، كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَ صَاحِبِهِ۔

فَقَالَ لِيْ: يَابْنَ عَاصِمٍ! اِعْلَمْ أَنَّكَ عَلٰى بِسَاطٍ جَلَسَ عَلَيْهِ كَثِيْرٌ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔

فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِيْ! لَيْتَنِيْ كُنْتُ لَا أُفَارِقُكَ مَا دُمْتُ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا!

ثُمَّ قُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ: لَيْتَنِيْ كُنْتُ أَرٰى هٰذَا الْبِسَاطَ!

فَعَلِمَ الْإِمَامُ عليه السلام مَا فِيْ ضَمِيْرِيْ فَقَالَ: ادْنُ مِنِّيْ۔

فَدَنَوْتُ مِنْهُ، فَمَسَحَ يَدَهُ عَلٰى وَجْهِيْ، فَصِرْتُ بَصِيْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ۔

ثُمَّ قَالَ: هٰذَا قَدَمُ أَبِيْنَا اٰدَمَ، وَهٰذَا أَثَرُ هَابِيْلَ، وَهٰذَا أَثَرُ

شَيْثٍ، وَهٰذَا أَثَرُ إِدْرِيسَ، وَهٰذَا أَثَرُ هُودٍ، وَهٰذَا أَثَرُ صَالِحٍ، وَهٰذَا أَثَرُ لُقْمَانَ، وَهٰذَا أَثَرُ إِبْرَاهِيمَ، وَهٰذَا أَثَرُ لُوطٍ، وَهٰذَا أَثَرُ شُعَيْبٍ، وَهٰذَا أَثَرُ مُوسٰى، وَهٰذَا أَثَرُ دَاوُدَ، وَهٰذَا أَثَرُ سُلَيْمَانَ، وَهٰذَا أَثَرُ الْخَضِرِ، وَهٰذَا أَثَرُ دَانِيَالَ، وَهٰذَا أَثَرُ ذِي الْقَرْنَيْنِ، وَهٰذَا أَثَرُ عَدْنَانَ، وَهٰذَا أَثَرُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَهٰذَا أَثَرُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَهٰذَا أَثَرُ عَبْدِ مَنَافٍ، وَهٰذَا أَثَرُ جَدِّي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَهٰذَا أَثَرُ جَدِّي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ: فَأَهْوَيْتُ عَلَى الْأَقْدَامِ كُلِّهَا، فَقَبَّلْتُهَا

(بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۳۱۷)

جناب علی بن عاصم کوفی نابینا کا کہنا ہے: ایک دن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہِ امامت میں پہنچا اور انھیں اپنا سلام پیش کیا۔ آنحضرتؑ نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اے پسرِ عاصم! خوش آمدید، تشریف رکھیے! جس جگہ آپ بیٹھے ہیں اس قالین کی عظمت کا آپ کو علم ہے؟

میں نے آپؑ کے حضور عرض کیا: اگر اللہ مجھے دکھلانا چاہے تو دکھلا سکتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابن عاصم! جس قالین پر آپ بیٹھے ہیں اس پر بہت سے انبیاؑ اور مرسلینؑ نے قدم رنجہ فرمایا۔

ابن عاصم کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: آقائی حق! کاش! ایسا ہوتا جب تک میری زندگی ہے آپؑ سے جدا نہ ہوتا۔ میں نے دل میں کہا: کاش! میں اس قالین کو دیکھتا۔ میرے امامؑ نے میرے دل کی بات بھانپ لی اور فرمایا: میرے نزدیک آیئے۔ میں آپؑ کے قریب گیا آپؑ نے اپنے دستِ مبارک کو میری آنکھوں پر پھیرا تو میں

اللہ کے اذن سے پیدا ہو گیا۔ اس وقت آپؑ نے فرمایا: اس جگہ پر ہمارے بابا حضرت آدمؑ نے اپنے قدم رکھے تھے، اس جگہ پر جناب ہابیلؑ نے، اس جگہ پر جناب شیثؑ نے، اس جگہ پر جناب ادریسؑ نے، اس جگہ پر جناب ھودؑ و جناب صالحؑ اور اسی جگہ پر جناب لقمان نے، اس جگہ پر جناب ابراہیمؑ نے، اس جگہ پر جناب لوطؑ نے، اس جگہ پر جناب شعیبؑ نے، اس جگہ پر جناب موسیٰؑ نے، اس جگہ پر جناب داوٗدؑ نے، اس جگہ پر جناب سلیمانؑ نے، اس جگہ پر جناب خضرؑ نے، اس جگہ پر جناب دانیال نے، اس جگہ پر جناب ذوالقرنینؑ نے، اس جگہ پر جناب عدنان نے، اس جگہ پر جناب عبدالمطلبؑ نے، اس جگہ پر جناب عبداللہؑ نے، اس جگہ پر جناب عبدمناف نے، اور اس جگہ پر میرے جدِ بزرگوار حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اس جگہ پر میرے جد ارجمند حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے قدم رنجہ فرمایا تھا۔

علی بن عاصم کہتے ہیں کہ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور انبیا اور مرسلین کے قدموں کے نشانوں کے بوسے لیے۔

بہت سے سوالات

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقَلَانِسِيِّ قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ مَعَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، وَكَانَ خَادِماً يَسْأَلُهُ عَنْ مَسَائِلَ كَثِيرَةٍ وَسَأَلَهُ الدُّعَاءَ، لِأَخٍ خَرَجَ إِلَى إِرْمِينِيَّةَ يَجْلِبُ غَنَماً۔

فَوَرَدَ الْجَوَابُ بِمَا سَأَلَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَخَاهُ فِيهِ بِشَيْءٍ۔

فَوَرَدَ الْخَبَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَنَّ أَخَاهُ مَاتَ يَوْمَ كَتَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام جَوَابَ الْمَسَائِلِ۔

فَعَلِمْنَا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْهُ، لِأَنَّهُ عَلِمَ بِمَوْتِهِ۔

جعفر بن محمد قلانسی کا بیان ہے: میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط بھیجا اور یہ خط آپؑ کے خادم محمد بن عبدالجبار کے ہاتھوں روانہ کیا تھا۔ میں نے اس خط میں بہت سے سوالات تحریر کیے تھے اور اسی خط میں اپنے بھائی کے بارے میں بھی لکھا تھا جو بھیڑ بکریوں کو خریدنے کے لیے ارمنستان گیا ہوا تھا کہ اُس کے بارے میں دعا فرمائیں۔

آپؑ نے میرے تمام سوالات کے جوابات دیے لیکن میرے بھائی کا ذکر جواب میں نہ فرمایا۔ بعد میں مجھے پتا چلا کہ جس دن امامؑ نے میرے خط کا جواب لکھا تھا اُسی دن میرا بھائی اس دنیا سے رخصت ہو گیا تھا۔ میں نے سمجھ لیا کہ امامؑ نے دانستہ طور پر میرے بھائی کا اپنے خط میں تذکرہ نہ فرمایا۔

مجھے اپنے گروہ میں شامل کرلو

وَعَنْ أَبِي هَاشِمٍ قَالَ:

كَتَبَ إِلَيْهِ بَعْضُ مَوَالِيهِ يَسْأَلُهُ أَنْ يُعَلِّمَهُ دُعَاءً!

فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنِ ادْعُ بِهٰذَا الدُّعَاءِ:

يَا أَسْمَعَ السَّامِعِينَ، وَيَا أَبْصَرَ الْمُبْصِرِينَ، يَا عِزَّ النَّاظِرِينَ، وَيَا أَسْرَعَ الْحَاسِبِينَ....

قَالَ أَبُو هَاشِمٍ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي فِي حِزْبِكَ وَفِي زُمْرَتِكَ۔

فَأَقْبَلَ عَلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام فَقَالَ: أَنْتَ فِي حِزْبِهِ وَفِي زُمْرَتِهِ، إِذْ كُنْتَ بِاللّٰهِ مُؤْمِنًا، وَلِرَسُولِهِ مُصَدِّقًا، وَلِأَوْلِيَائِهِ

عَارِفًا، وَلَهُمْ تَابِعًا، فَأَبْشِرْ ثُمَّ أَبْشِرْ!

ابوہاشم کا بیان ہے: حضرت امام حسن عسکریؑ کے کسی دوست نے آپؑ کی طرف خط بھیجا اور تقاضا کیا کہ مجھے کوئی خاص دعا کی تعلیم دیجیے۔ آپؑ نے اس کی طرف خط میں یہ دعا بھیجی کہ یہ دعا پڑھا کرو:

یا اسمع السامعین یا ابصر المبصرین یا عز الناظرین یا اسرع الحاسبین...... "اے سب سے زیادہ سننے والے، اے سب سے زیادہ حساب رکھنے والے! اے دیکھنے والوں کے لیے، اے جلد حساب لینے والے......"

ابوہاشم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا: اے پروردگار! مجھے اپنے حزب میں شامل فرما۔

میرا مولاؑ! ابومحمد! امام حسن عسکری علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تو اللہ کے حزب اور اس کی جماعت میں شامل ہے کیونکہ تو نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا ہے۔ رسول اللہ کی رسالت کا اقرار کیا ہے اور تو اس کے اولیاء کا عارف ہے اور اُن کا پیروکار ہے۔ تمھیں بشارت ہو اور پھر تمھیں بشارت ہو!

میں آپؑ کے حضور اپنی تنگدستی کا شکوہ کرنا چاہتا ہوں

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَيْهِ أَشْكُو الْفَقْرَ- ثُمَّ قُلْتُ فِي نَفْسِي: أَلَيْسَ قَدْ أَبُوْ عَبْدِاللهِ علیہ السلام: ﴿اَلْفَقْرُ مَعَنَا خَيْرٌ مِّنَ الْغِنٰى مَعَ غَيْرِنَا، وَالْقَتْلُ مَعَنَا خَيْرٌ مِنَ الْحَيَاةِ مَعَ عَدُوِّنَا﴾۔

فَرَجَعَ الْجَوَابُ: إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَخُصُّ أَوْلِيَاءَ نَا إِذَا

تَکَاثَفَتْ ذُنُوبُهُمْ بِالْفَقْرِ، وَقَدْ یَعْفُو عَنْ کَثِیرٍ مِنْهُمْ، کَمَا حَدَّثَتْكَ نَفْسُكَ: ﴿اَلْفَقْرُ مَعَنَا خَیْرٌ مِنَ الْغِنَی مَعَ عَدُوِّنَا﴾۔

وَنَحْنُ کَهْفٌ لِمَنِ الْتَجَأَ إِلَیْنَا، وَنُورٌ لِمَنِ اسْتَبْصَرَ بِنَا، وَعِصْمَةٌ لِمَنِ اعْتَصَمَ بِنَا۔

مَنْ أَحَبَّنَا کَانَ مَعَنَا فِي السَّنَامِ الْأَعْلٰی، وَمَنِ انْحَرَفَ عَنَّا فَإِلَی النَّارِ۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۹۹)

محمد بن حسن بن میمون کہتے ہیں: میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف اپنی تنگ دستی کے بارے خط لکھا۔ پھر میں نے اپنے آپ سے کہا: کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا: ہماری دوستی میں فقروافلاس اُس ثروت مندی سے بہتر ہے جو ثروت ہمارے اغیار کے ساتھ ہو۔ ہمارے ساتھ قتل ہونا اس زندگی سے بہتر ہے جو زندگی ہمارے دشمنوں کے ساتھ گزر رہی ہو۔

آپؑ کا جواب جو میری طرف آیا وہ یہ تھا:

جب ہمارے دوستوں کے گناہ بھاری ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انھیں فقروافلاس میں مبتلا کردیتا ہے اور اس طرح ان کے گناہوں کو معاف کردیتا ہے جس طرح کہ یہ بات تیرے دل میں آئی ہے (کہ ہماری دوستی میں فقروافلاس اس ثروت سے بہتر ہے جو ثروت ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہو)۔

جو پناہ ڈھونڈنے والوں کے لیے ہم پناہ گاہ ہیں، ہم وہ روشنی ہیں جو ہمارے ذریعے راہِ ہدایت کو تلاش کرنا چاہے، اور ہم اس کے محافظ ہیں جو ہماری حفاظت میں آجائے۔ جس کسی نے ہمارے ساتھ محبت کی وہ جنت کے اعلیٰ درجات میں ہمارے ساتھ ہوگا اور جس نے ہم سے انحراف کیا وہ جہنم میں ہوگا۔

میری زوجہ حاملہ ہے دُعا فرمایئے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ دَرْيَابَ الرَّقَاشِيِّ قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَىٰ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام أَسْأَلُهُ عَنِ ﴿الْمِشْكَاةِ﴾ وَ أَنْ يَدْعُوَ لِامْرَأَتِي، وَكَانَتْ حَامِلًا عَلَىٰ رَأْسِ وَلَدِهَا أَنْ يَرْزُقَنِي اللهُ ذَكَرًا وَسَأَلْتُهُ أَنْ يُسَمِّيَهُ۔

فَرَجَعَ الْجَوَابُ: ﴿الْمِشْكَاةُ﴾ قَلْبُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَلَمْ يُجِبْنِي عَنِ امْرَأَتِي بِشَيْءٍ۔

وَكَتَبَ فِي آخِرِ الْكِتَابِ: عَظَّمَ اللهُ أَجْرَكَ وَأَخْلَفَ عَلَيْكَ۔

فَوَلَدَتْ وَلَدًا مَيِّتًا وَحَمَلَتْ بَعْدَهُ، فَوَلَدَتْ غُلَامًا۔

(بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۴۷)

محمد بن دریاب رقاشی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا اور اس میں "مشکوۃ" کی تفسیر چاہی۔ علاوہ ازیں یہ لکھا کہ میری بیوی حاملہ ہے، بچہ ہونے والا ہے دعا فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے اور اُس کا نام بھی تجویز فرمائیں۔

میرے امامؑ نے خط کے جواب میں لکھا: مشکوۃ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک ہے۔ آپؑ نے اپنے جواب میں میری زوجہ کے بارے میں کچھ نہ لکھا۔ خط کے آخر میں تھا: خداوند تعالیٰ تجھے اس کا بہت زیادہ اجر دے گا اور اس کا نعم البدل فرزند عطا فرمائے گا۔

راوی کہتا ہے کہ جب میری بیوی کا وضع حمل ہوا تو بچہ مُردہ پیدا ہوا۔ دوبارہ میری بیوی حاملہ ہوئی اور اس نے بیٹا جنا۔

آپ کی بارگاہ میں کشائش کی درخواست ہے

قَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ:

كَانَ سَمِيعٌ الْمِسْمَعِيُّ يُؤْذِينِي كَثِيرًا وَيَبْلُغُنِي عَنْهُ مَا أَكْرَهُ، وَكَانَ مُلَاصِقًا لِدَارِي، فَكَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام أَسْأَلُهُ الدُّعَاءَ بِالْفَرَجِ مِنْهُ۔

فَرَجَعَ الْجَوَابُ: أَبْشِرْ بِالْفَرَجِ سَرِيعًا وَأَنْتَ مَالِكُ دَارِهِ۔

فَمَاتَ بَعْدَ شَهْرٍ وَاشْتَرَيْتُ دَارَهُ فَوَصَلْتُهَا بِدَارِي بِبَرَكَتِهِ (ایضاً، ص ۲۸۹)

عمر بن ابی مسلم کا بیان ہے: سمیع مسمعی مجھے بہت زیادہ اذیت دیتا تھا اور میں اس کی وجہ سے سخت پریشان تھا اور وہ میرا دیوار بہ دیوار ہمسایہ تھا۔ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا۔ میں نے آپؑ کے حضور دعا کا تقاضا کیا کہ اس سے اللہ خلاصی عطا فرمائے۔

آپؑ نے میری طرف لکھا: بہت جلد تیری پریشانی ختم ہونے والی ہے تو اس کے گھر کا مالک ہو جائے گا۔

سمیع ایک ماہ بعد مر گیا۔ میں نے اس کا گھر خرید لیا اور امامؑ کی برکت سے اس کے گھر کو اپنے گھر کا حصہ بنا لیا۔

عبدالعزیز بن دُلف کی طرف سے آپؑ کے حضور شکایت کرتا ہوں

عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا قَالَ:

كَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ حُجْرٍ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام يَشْكُو عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ دُلَفَ وَيَزِيدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ۔

فَكَتَبَ إِلَيْهِ: أَمَّا عَبْدُ الْعَزِيزِ فَقَدْ كُفِيتَهُ، وَأَمَّا يَزِيدُ،
فَإِنَّ لَكَ وَلَهُ مَقَاماً بَيْنَ يَدَيِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔
فَمَاتَ عَبْدُ الْعَزِيزِ، وَقَتَلَ يَزِيدُ مُحَمَّدَ بْنَ حُجْر

(بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۸۶)

علی بن محمد کہتے ہیں: محمد بن حجر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے دوستوں میں سے تھا۔ اُس نے آپؑ کے حضور خط لکھا کہ اُسے عبدالعزیز بن دُلف سے اور یزید بن عبداللہ سے شکایت ہے۔

آپؑ نے اس کے خط کے جواب میں لکھا: عبدالعزیز بن دُلف کے شر سے تمہیں جلد چھٹکارا حاصل ہوجائے گا۔ رہی بات یزید بن عبداللہ کی لیکن تو بارگاہِ خداوندی میں اُس سے انتقام کا حق رکھتا ہے (خداوند تعالیٰ تیرا اُس سے جلد انتقام لے گا)۔

پس یہ ہوا کہ عبدالعزیز مر گیا لیکن یزید بن عبداللہ نے محمد بن حجر کو قتل کر ڈالا۔

اے کاش! آنحضرت میرے اس گھوڑے کی جگہ کوئی اور گھوڑا دے دیتے!

رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ لِي فَرَسٌ وَكُنْتُ بِهِ مُعْجَباً أُكْثِرُ ذِكْرَهُ فِي الْمَجَالِسِ۔
فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام يَوْماً فَقَالَ: مَا فَعَلَ فَرَسُكَ؟
قُلْتُ: هُوَ ذَا عَلَى بَابِكَ الْآنَ۔
فَقَالَ: اسْتَبْدِلْ بِهِ قَبْلَ الْمَسَاءِ، إِنْ قَدَرْتَ عَلَى مُشْتَرٍ لَا

تُؤخِّرَ ذٰلِكَ۔

وَدَخَلَ عَلَيْنَا دَاخِلٌ فَانْقَطَعَ الْكَلَامُ، قَالَ : فَقُمْتُ مُتَفَكِّرًا وَمَضَيْتُ إِلَى مَنْزِلِي فَأَخْبَرْتُ أَخِي بِذٰلِكَ۔

فَقَالَ: لَا أَدْرِي مَا أَقُوْلُ فِي هٰذَا۔

وَشَحَحْتُ بِهٖ ، فَلَمَّا صَلَّيْتُ الْعَتَمَةَ جَاءَنِي السَّائِسُ وَقَالَ: نَفَقَ فَرَسُكَ السَّاعَةَ۔

فَاغْتَمَمْتُ وَعَلِمْتُ أَنَّهٗ عَنٰى هٰذَا بِذٰلِكَ الْقَوْلِ۔ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي مُحَمَّدٍؑ مِنَ الْغَدِ وَأَقُوْلُ فِي نَفْسِي: لَيْتَهٗ أَخْلَفَ عَلَيَّ دَابَّةً!

فَقَالَ قَبْلَ أَنْ أَتَحَدَّثَ بِشَيْءٍ: نَعَمْ نُخْلِفُ عَلَيْكَ، يَا غُلَامُ! أَعْطِهِ بِرْذَوْنِيَ الْكُمَيْتَ۔

ثُمَّ قَالَ: هٰذَا أَخْيَرُ مِنْ فَرَسِكَ وَأَطْوَلُ عُمْرًا وَأَوْطَأُ۔

(بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۶۷)

علی بن زید بن علی بن حسین بن زید بن علی کا بیان ہے: میرے پاس ایک اچھی نسل کا گھوڑا تھا جس سے مجھے بہت زیادہ پیار تھا۔ میں اکثر اپنی محافل میں اس کی تعریف کرتا تھکتا نہ تھا۔ ایک دن میں حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں پہنچا۔ انھوں نے فرمایا: تمھارا گھوڑا کہاں ہے؟

میں نے عرض کیا: اِس وقت تو وہ آپؑ کے دروازے پر ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اس گھوڑے کو شام سے قبل تبدیل کرو۔ اگر فروخت ہوجائے تو دیر مت کرنا۔ اس اثناء میں کوئی آدمی آگیا۔ میرے اور امامؑ کے درمیان جو بات ہو رہی تھی وہ منقطع ہوگئی۔ میں وہاں سے بڑا حیران و پریشان اُٹھا اور اپنے گھر گیا اور

اس واقعہ کی اطلاع اپنے بھائی کو دی۔ اس نے کہا: مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اس بارے میں کیا کہوں اور کیا نہ کہوں؟

میں نے اس گھوڑے کی قیمت اپنے خیال میں بہت زیادہ لگا رکھی تھی۔ میں نے عشاء کی نماز پڑھی۔ اس دوران میرا وہ غلام میرے پاس آیا جو اس گھوڑے کی تیارداری پر مامور تھا۔ اس نے کہا: تمھارا وہ گھوڑا مر گیا ہے۔ اس وقت میں نے سمجھ لیا کہ امامؑ نے فرمان اس لیے جاری کیا تھا۔

دوسرے دن میں امامؑ کی خدمت میں پہنچا اور اپنے دل میں کہا کہ آنجضرتؑ اس مرنے والے گھوڑے کے بدلے میں مجھے کوئی گھوڑا دے دیں۔ میں آپؑ کے حضور بیٹھا تھا۔ میں نے ابھی کوئی بات نہ کی تھی کہ آپؑ نے فرمایا: جی ہاں اس گھوڑے کی جگہ ہم تجھے گھوڑا دیتے ہیں۔

اس وقت آپؑ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ وہ میری کمیت گھوڑی اسے دے دیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا: یہ تیرے گھوڑے سے بہتر ہے۔ اس کی عمر لمبی ہے اور اس کی سواری بھی بہتر ہے۔

میں آپ کے حضور قید و بند کی شکایت کرتا ہوں

رَوَى أَبُوْ هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيُّ قَالَ:

شَكَوْتُ إِلَى أَبِيْ مُحَمَّدٍ عليه السلام ضِيقَ الْحَبْسِ وَشِدَّةَ الْقَيْدِ۔

فَكَتَبَ إِلَيَّ: أَنْتَ تُصَلِّي الظُّهْرَ فِيْ مَنْزِلِكَ۔

فَأُخْرِجْتُ عَنِ السِّجْنِ وَقْتَ الظُّهْرِ، فَصَلَّيْتُ فِيْ مَنْزِلِيْ۔

وَكُنْتُ مُضِيْقًا، فَأَرَدْتُ أَنْ أَطْلُبَ مِنْهُ مَعُوْنَةً فِي الْكِتَابِ الَّذِيْ كَتَبْتُهُ فَاسْتَحْيَيْتُ۔ فَلَمَّا صِرْتُ إِلَى مَنْزِلِيْ وَجَّهَ إِلَيَّ

بِمِائَةِ دِينَارٍ وَكَتَبَ إِلَيَّ:

إِذَا كَانَتْ لَكَ حَاجَةٌ فَلَا تَسْتَحْيِ وَاطْلُبْهَا تَأْتِيْكَ عَلَى مَا تُحِبُّ أَنْ تَأْتِيَكَ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۴۷)

ابوہاشم جعفری کہتے ہیں: جن دنوں میں قید و بند تھا اور زندان میں پڑا ہوا تھا تو میں نے اپنے امام علیہ السلام کے حضور خط میں شکایت کی۔

آپؑ نے میرے خط کے جواب میں لکھا: تم آج ظہر کی نماز اپنے گھر پڑھو گے۔ جونہی ظہر کا وقت ہوا مجھے آزاد کر دیا گیا اور میں نے واقعی ظہر کی نماز اپنے گھر میں پڑھی۔ اِدھر قید سے نکلا اُدھر تنگدستی نے بھی اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ اس وقت میں نے ارادہ کیا کہ آپؑ کی طرف خط لکھوں اور اس میں مالی معاونت کی درخواست کروں لیکن حیا دامن گیر رہی۔ جس وقت میں اپنے گھر پہنچا تو امامؑ نے میری طرف ایک سو دینار بھیجے اور ایک خط بھی بھیجا جس میں لکھا ہوا تھا: "جب تمھیں ضرورت ہو تو شرم نہ کیا کرو میری طرف لکھو جو تیری ضرورت ہوگی وہ تمھیں دے دیا جائے گا"۔

دعا فرمایئے کہ میری حاجت پوری ہو جائے

رُوِيَ عَنِ ابْنِ الْفُرَاتِ قَالَ: كَانَ لِيْ عَلَى ابْنِ عَمِّيْ عَشَرَةُ الْأَفِ دِرْهَمٍ، فَكَتَبْتُ إِلَى أَبِيْ مُحَمَّدٍ علیہ السلام: أَسْأَلُهُ الدُّعَاءَ لِذٰلِكَ۔

فَكَتَبَ إِلَيَّ: أَنَّهُ رَادٌّ عَلَيْكَ مَالَكَ وَهُوَ مَيِّتٌ بَعْدَ جُمْعَةٍ۔

قَالَ: فَرَدَّ عَلَيَّ ابْنُ عَمِّيْ مَالِيْ فَقُلْتُ: مَا بَدَا لَكَ فِيْ رَدِّهِ وَقَدْ مَنَعْتَنِيْهِ؟

قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عليه السلام فِي النَّوْمِ فَقَالَ: إِنَّ أَجَلَكَ قَدْ دَنَا فَرُدَّ عَلَى ابْنِ عَمِّكَ مَالَهُ (ایضاً،ص ۲۷۰)

ابن الفرات کا بیان ہے: میرے چچازاد بھائی نے میرے دس ہزار درہم دینے تھے اور وہ مجھے یہ رقم نہیں دے رہا تھا۔ میں نے اپنے امام علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ دعا فرمائیں کہ میری حاجت پوری ہو جائے۔

آپؑ نے میری طرف خط لکھا کہ وہ تیرا مال تجھے دینے والا ہے اس نے جمعہ کے بعد مر جانا ہے۔

اُنھی دنوں میرے چچازاد بھائی نے میری طرف میری رقم لوٹا دی۔ میں نے اُسے کہا: کیا وجہ ہے کہ اتنی مدت گزر گئی ہے تُو تو دینے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا؟ اب چل کر میرے پاس آ گیا ہے؟

اُس نے کہا: میں نے خواب میں امام حسن عسکری علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: تم یہ رقم اپنے چچازاد بھائی کو جلد واپس کر دو تیری موت قریب ہے۔

خلیفہ نے مجھے فیروزہ دیا ہے

رُوِيَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ مَوَالِي أَبِي مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيِّ عليه السلام دَخَلَ يَوْمًا عَلَيْهِ وَكَانَ حَكَّاكَ الْفُصُوصِ فَقَالَ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! إِنَّ الْخَلِيفَةَ دَفَعَ إِلَيَّ فَيْرُوزَجاً كَأَكْبَرِ مَا يَكُونُ وَأَحْسَنِ مَا يَكُونُ وَقَالَ: انْقُشْ عَلَيْهِ كَذَا وَكَذَا۔

فَلَمَّا وَضَعْتُ عَلَيْهِ الْحَدِيدَ صَارَ نِصْفَيْنِ، وَفِيهِ هَلَاكِي فَادْعُ اللهَ لِي۔

فَقَالَ: لَا خَوْفَ عَلَيْكَ، إِنْ شَاءَ اللهُ۔

فَخَرَجْتُ اِلٰى بَيْتِي ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ دَعَانِي الْخَلِيفَةُ وَقَالَ لِي: اِنَّ لِي حَظِيَّتَيْنِ اخْتَصَمَتَا فِي ذٰلِكَ الْفَصِّ، وَلَمْ تَرْضَيَا اِلَّا بِأَنْ يُجْعَلَ نِصْفَيْنِ بَيْنَهُمَا ، فَاجْعَلْهُ اثْنَيْنِ۔

فَانْصَرَفْتُ وَأَخَذْتُ ذٰلِكَ وَقَدْ صَارَ قِطْعَتَيْنِ ، فَأَخَذْتُهُمَا وَرَجَعْتُ بِهِمَا اِلٰى دَارِ الْخِلَافَةِ ، فَرَضِيَتَا بِذٰلِكَ وَأَحْسَنَ الْخَلِيفَةُ اِلَيَّ بِسَبَبِ ذٰلِكَ، فَحَمِدْتُ اللهَ تَعَالٰى ۔ (الخرائج والجرائح، ج ۲، ص ۷۴۰)

ایک روایت میں آیا ہے: ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک عقیدت مند آپؑ کے حضور پہنچا۔ وہ انگشتر ساز تھا۔ اُس نے آپؑ کے حضور عرض کیا: بادشاہ نے بہت قیمتی اور خوب صورت فیروزہ میرے حوالے کیا کہ اس پر اس کے حکم کے مطابق نقش بناؤں لیکن جب میں نے اُس پر اپنے ہتھیار سے کام کرنا شروع کیا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ اب مجھے اپنی ہلاکت کا خوف ہے۔ آپؑ میری اس مشکل کے حل کے لیے دعا فرمائیے۔

آپؑ نے فرمایا: تجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے ان شاء اللہ اچھائی ہوگی۔

راوی کہتا ہے کہ میں واپس گھر چلا گیا۔ دوسرے دن بادشاہ کا آدمی میرے پاس آیا کہ بادشاہ بلا رہا ہے جب میں اُس کے پاس گیا تو اُس نے کہا: میری دو کنیزیں ہیں۔ انھوں نے اس نگینے کے بارے میں جھگڑا کر رکھا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا مطالبہ ہے کہ یہ انگوٹھی اُس کی ہونی چاہیے۔ بس اب ایسا کرو کہ اس نگینے کو دو حصوں میں تقسیم کرو اور دو انگشتریاں بنا دو۔ میں واپس اپنے گھر آیا اور دو انگوٹھیاں بنائیں اور اُنھیں بادشاہ کے پاس لے گیا۔ وہ دونوں کنیزیں بادشاہ پر راضی ہو گئیں

اور بادشاہ مجھ سے خوش ہوا اور مجھے بہت کچھ دیا اور میں نے اللہ کا شکریہ ادا کیا۔

میرے والدین کے لیے دعا فرمائیے

عَنْ أَبِي سَهْلٍ الْبَلْخِيِّ قَالَ: كَتَبَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام يَسْأَلُهُ الدُّعَاءَ لِوَالِدَيْهِ وَكَانَتِ الْأُمُّ غَالِيَةً وَالْأَبُ مُؤْمِنًا۔

فَوَقَّعَ: رَحِمَ اللهُ وَالِدَكَ۔

وَكَتَبَ آخَرُ يَسْأَلُ الدُّعَاءَ لِوَالِدَيْهِ وَكَانَتِ الْأُمُّ مُؤْمِنَةً وَالْأَبُ ثَنَوِيًّا۔

فَوَقَّعَ: رَحِمَ اللهُ وَالِدَتَكَ۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۹۴)

ابو سہل بلخی کہتے ہیں: ایک آدمی نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ اس کے والدین کے حق میں دعا فرمائیں کہ اس کی ماں غالیوں میں سے ہے اور باپ مومن ہے۔ آپؑ نے اس کی طرف لکھا خدا تیرے والد پر رحمت نازل فرمائے۔

راوی کہتا ہے کہ کسی دوسرے آدمی نے آپؑ کی طرف لکھا کہ اس کے والدین کے حق میں دعا فرمائیں۔ اس کی ماں مومنہ تھی اور اُس کا باپ ثنوی مذہب رکھتا تھا۔

امام علیہ السلام نے اس کی طرف لکھا: خداوند تیری ماں کے حال پر رحم فرمائے۔

معجزہ کا اظہار فرمائیے

حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ الْهَرَوِيُّ قَالَ:

خَرَجَ تَوْقِيعٌ مِنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام إِلَى بَعْضِ بَنِي أَسْبَاطٍ قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَيْهِ أُخْبِرُهُ عَنِ اخْتِلَافِ الْمَوَالِي وَأَسْأَلُهُ إِظْهَارَ دَلِيلٍ۔

فَكَتَبَ إِلَيَّ: وَإِنَّمَا خَاطَبَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ الْعَاقِلَ، لَيْسَ أَحَدٌ يَأْتِي بِآيَةٍ أَوْ يُظْهِرُ دَلِيلًا أَكْثَرَ مِمَّا جَاءَ بِهِ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَسَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالُوا: سَاحِرٌ وَكَاهِنٌ وَكَذَّابٌ۔

وَهَدَى اللهُ مَنِ اهْتَدَى غَيْرَ أَنَّ الْأَدِلَّةَ يَسْكُنُ إِلَيْهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، وَذٰلِكَ أَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَأْذَنُ لَنَا فَنَتَكَلَّمُ وَيَمْنَعُ فَنَصْمُتُ.....

ذَكَرْتَ شُخُوصَكَ إِلَى فَارِسٍ، فَاشْخَصْ خَارَ اللهُ لَكَ وَتَدْخُلُ مِصْرَ - إِنْ شَاءَ اللهُ - آمِنًا، وَأَقْرِئْ مَنْ تَثِقُ بِهِ مِنْ مَوَالِيَّ السَّلَامَ، وَمُرْهُمْ بِتَقْوَى اللهِ الْعَظِيمِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ وَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ الْمُذِيعَ عَلَيْنَا ﴿بِسِرِّنَا﴾ حَرْبٌ لَنَا۔

قَالَ: فَلَمَّا قَرَأْتُ: ﴿وَتَدْخُلُ مِصْرَ - إِنْ شَاءَ اللهُ﴾ لَمْ أَعْرِفْ مَعْنَى ذٰلِكَ۔

فَقَدِمْتُ إِلَى بَغْدَادَ وَعَزِيمَتِيَ الْخُرُوجُ إِلَى فَارِسَ، فَلَمْ يَتَهَيَّأْ ذٰلِكَ فَخَرَجْتُ إِلَى مِصْرَ ﴿فَعَرَفْتُ أَنَّ الْإِمَامَ علیہ السلام عَرَفَ أَنِّي لَا أَخْرُجُ إِلَى فَارِسٍ﴾۔ (الخرائج والجرائح، ج ۱، ص ۴۳۹، حدیث ۳۵، بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۹۷)

قاسم ہروی کا بیان ہے: بنو اسباط کے کسی آدمی نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ آپؑ کے عقیدت مند آپؑ کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں، اس بارے میں کوئی دلیل و معجزہ ظاہر فرمائیں۔

آپؑ نے اس کی طرف خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

اللہ تعالیٰ نے عقل مندوں کو مورد خطاب ٹھہرایا ہے۔ جس قدر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دلیلیں اور معجزات لائے اس قدر کوئی نہ لایا ہے اور نہ لاسکتا ہے۔ پھر بھی لوگوں نے انھیں ساحر، کاہن اور کاذب کہا۔ اللہ تعالیٰ نے جسے ہدایت کے قابل سمجھا اُسے ہدایت عطا کی۔ دلیل و معجزات صرف اس لیے ہوتے ہیں کہ اس سے قلوب کو سکون ملے۔ اصل بات یہ ہے کہ جہاں کہیں خداوند عزیز نے ہمیں بولنے کی اجازت دیتا ہے ہم بولتے ہیں اور جہاں روک دیتا ہے ہم رُک جاتے ہیں۔

تم نے مجھ سے فارس جانے کے لیے سوال کیا ہے۔ ہاں اُدھر جاؤ اللہ تعالیٰ بہتری فرمائے گا۔ تو اپنے شہر میں داخل ہوگا اور امن و سلامتی کے ساتھ داخل ہوگا۔ وہاں میرے عقیدت مندوں کو میری طرف سے سلام دینا اور اُنھیں تقویٰ و پرہیزگاری کی تاکید کرنا اور انھیں کہنا کہ اماتنوں کو ادا کریں اور اُنھیں یہ بھی کہنا کہ جس کسی نے امر امامت کا افشاء کیا تو اُس نے ہمارے ساتھ جنگ کی۔

راوی کہتا ہے کہ جب میں نے آپؑ کے یہ الفاظ پڑھے: ''تم شہر میں سلامتی کے ساتھ ان شاء اللہ داخل ہو گے'' میں اس کا مطلب نہیں سمجھ سکا تھا۔

پس میں نے اس برنامہ کے مطابق اپنے سفر کا آغاز کیا اور بغداد پہنچا۔ وہاں میں نے ارادہ کیا کہ فارس کی طرف سفر کروں لیکن میں فارس کی طرف نہ جاسکا۔ پھر میں واپس مصر کی طرف چلا آیا۔ پھر مجھے امامؑ کے خط کی سمجھ آئی کہ آپؑ نے میرے لیے یہ لکھا تھا کہ تم فارس کی طرف نہیں جاسکو گے۔

مجھے اس امر پر تعجب ہے کہ جنابِ یعقوبؑ جنابِ یوسفؑ کے بہت قریب تھے

سَعْدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَمُّونٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ:

سَأَلَ أَبَا مُحَمَّدٍ علیہ السلام عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ﴾ (سورۂ یوسف، آیت ۷۷) رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ قُمَّ وَأَنَا عِنْدَهُ حَاضِرٌ۔

فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيُّ علیہ السلام: مَا سَرَقَ يُوسُفُ إِنَّمَا كَانَ لِيَعْقُوبَ علیہ السلام مِنْطَقَةٌ وَرِثَهَا مِنْ إِبْرَاهِيمَ علیہ السلام....

قَالَ أَبُو هَاشِمٍ: فَجَعَلْتُ أُجِيلُ هٰذَا فِي نَفْسِي وَأُفَكِّرُ فِيهِ وَأَتَعَجَّبُ مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ مَعَ قُرْبِ يَعْقُوبَ مِنْ يُوسُفَ وَحُزْنِ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ حَتَّى ابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ وَالْمَسَافَةُ قَرِيبَةٌ۔

فَأَقْبَلَ عَلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام فَقَالَ:

يَا أَبَا هَاشِمٍ! تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِمَّا جَرَى فِي نَفْسِكَ مِنْ ذٰلِكَ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَوْ شَاءَ أَنْ يَرْفَعَ السَّاتِرَ بَيْنَ يَعْقُوبَ وَيُوسُفَ حَتَّى كَانَا يَتَرَاءَيَانِ فَعَلَ، وَلٰكِنْ لَهُ أَجَلٌ هُوَ بَالِغُهُ وَمَعْلُومٌ يَنْتَهِي إِلَيْهِ كُلُّ مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ فَالْخِيَارُ مِنَ اللّٰهِ لِأَوْلِيَائِهِ (الخرائج والجرائح، ج۲، ص۷۳۹)

داؤد بن قاسم جعفری کہتے ہیں: میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہِ امامت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی جس کا تعلق قُم سے تھا اس نے آپؑ کے حضور یہ آیت پڑھی اور اس کی تفسیر معلوم کی: ''اگر اس (بنیامین) نے چوری کی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے) اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی؟

آنحضرتؑ نے فرمایا: جناب یوسفؑ نے چوری نہیں کی تھی۔ یہ ازار بند حضرت یعقوبؑ کو حضرت ابراہیمؑ کی میراث میں سے ملا تھا......

راوی ابوہاشم کہتا ہے کہ یہ سن کر میں اپنے دل میں اس بات کو سوچنے لگا اور تعجب کرنے لگا کہ جناب یعقوبؑ جناب یوسفؑ کے بہت زیادہ قریب تھے اور آپؑ ان کے فراق میں سخت حیران و پریشان تھے۔ آپؑ ان کی یاد میں اتنا روئے کہ آپؑ کی بینائی جاتی رہی حالانکہ دونوں کے درمیان فاصلہ کچھ زیادہ نہ تھا۔ اس دوران امامؑ نے میری طرف رُخ انور کیا اور فرمایا:

اے ابوہاشم! تو کیا سوچنے لگا ہے، اللہ سے پناہ طلب کر۔ اگر خداوند تعالیٰ چاہتا تو جناب یعقوبؑ اور جناب یوسفؑ کے درمیان سے پردہ اُٹھا دیتا کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے لیکن یہ ایک ہدف جس کے لیے یہ سب کچھ ضروری تھا اور اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے لیے جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

کیا آپؑ کی مراد اس فتنہ سے یہ تھی؟

عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ أَنَّهُ خَرَجَ اِلَیْهِ تَوْقِیْعُ أَبِیْ مُحَمَّدٍ علیہ السلام:

فِتْنَةٌ تَخُصُّكَ فَكُنْ حِلْسًا مِنْ أَحْلَاسِ بَيْتِكَ۔

قَالَ: فَنَابَتْنِیْ نَائِبَةٌ فَزِعْتُ مِنْهَا فَكَتَبْتُ اِلَیْهِ: أَهِیَ هٰذِهٖ؟

فَكَتَبَ: لَا أَشَدُّ مِنْ هٰذِهٖ۔

فَطُلِبْتُ بِسَبَبِ جَعْفَرِ بْنِ مَحْمُوْدٍ وَنُوْدِیَ عَلَیَّ: مَنْ أَصَابَنِیْ فَلَهُ مِائَةُ أَلْفِ دِرْهَمٍ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۹۷)

علی بن محمد بن زیاد کہتے ہیں: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف سے مجھے خط ملا، تو جلد فتنے میں مبتلا ہونے والا ہے، کوشش کر اپنے گھر سے باہر مت نکل!

راوی کہتا ہے کہ میں ایک دن ایک مصیبت میں گرفتار ہو گیا کہ جس سے مجھے بہت زیادہ پریشانی لاحق ہوئی۔ میں نے آپؑ کی طرف خط لکھا کہ آپؑ کی مراد یہی فتنہ تھا کہ جس میں اب میں گرفتار ہو چکا ہوں؟

آپؑ نے میری طرف لکھا: نہیں بلکہ اس سے بھی شدید ترین آزمائش ہے۔

آخر وہ وقت آیا کہ عباسی خلیفہ کے قریبی جعفر بن محمود کی طرف سے میرے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے اور مجھے اشتہاری مجرم قرار دے دیا گیا تھا اور میری گرفتاری پر ایک لاکھ درہم انعام مقرر کر دیا گیا۔

ابھی تک تندرست و سالم بیٹا میرے ہاں پیدا نہیں ہوا

هَارُوْنُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هَمَّامٍ قَالَ:

كَتَبَ أَبِي إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْعَسْكَرِيِّ عليه السلام يُعَرِّفُهُ أَنَّهُ مَا صَحَّ لَهُ حَمْلٌ بِوَلَدٍ وَيُعَرِّفُهُ أَنَّ لَهُ حَمْلًا ،وَيَسْأَلُهُ أَنْ يَدْعُوَ اللهَ فِي تَصْحِيْحِهِ وَسَلَامَتِهِ ، وَأَنْ يَجْعَلَهُ ذَكَرًا نَجِيْبًا مِنْ مَوَالِيْهِمْ۔

فَوَقَّعَ عَلٰى رَأْسِ الرُّقْعَةِ بِخَطِّ يَدِهٖ: قَدْ فَعَلَ اللهُ ذٰلِكَ۔

فَصَحَّ الْحَمْلُ ذَكَرًا (ایضاً، ص ۳۰۲)

محمد بن ہمام کہتے ہیں: میرے والد نے ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ ابھی تک ان کے ہاں کوئی صحیح و سالم بیٹا پیدا نہیں ہوا اور یہ بھی لکھا کہ اس کی بیوی اس وقت حاملہ ہے۔ دعا فرمائیں کہ بچہ صحیح و سالم پیدا ہو، نجیب ہو اور آپؑ کا محب ہو۔

آپؑ نے اس خط کے اُوپر لکھا: تم نے جو کچھ لکھا ہے خداوند تعالیٰ بہتری

فرمائے گا۔ جس طرح امامؑ نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا۔ بیٹا پیدا ہوا اور صحیح و سالم پیدا ہوا۔

جو خبر ہمیں ملی ہے اُس نے ہمیں حیران و پریشان کر کے رکھ دیا ہے

لِعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الصَّيْمَرِيِّ قَالَ:

لَمَّا هَمَّ الْمُسْتَعِينُ فِي أَمْرِ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام بِمَا هَمَّ وَأَمَرَ سَعِيدَ الْحَاجِبِ بِحَمْلِهِ إِلَى الْكُوفَةِ وَأَنْ يُحْدِثَ عَلَيْهِ فِي الطَّرِيقِ حَادِثَةً، انْتَشَرَ الْخَبَرُ بِذَلِكَ فِي الشِّيعَةِ فَأَقْلَقَهُمْ۔

وَكَانَ بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام بِأَقَلَّ مِنْ خَمْسِ سِنِينَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَالْهَيْثَمُ بْنُ سَيَابَةَ: بَلَغَنَا جَعَلَنَا اللهُ فِدَاكَ، خَبَرٌ أَقْلَقَنَا وَغَمَّنَا وَبَلَغَ مِنَّا۔

فَوَقَّعَ: بَعْدَ ثَلَاثٍ يَأْتِيكُمُ الْفَرَجُ۔

قَالَ: فَخُلِعَ الْمُسْتَعِينُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ، وَقَعَدَ الْمُعْتَزُّ وَكَانَ كَمَا قَالَ۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۳۱۳)

علی بن محمد زیاد صیمری کا بیان ہے: یہ اُس زمانے کی بات ہے جب مستعین خلیفہ عباسی نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی گرفتاری کا حکم جاری کیا۔ اُس نے سعید حاجب کو حکم دیا کہ وہ انھیں کوفہ لے جائے اور راستے میں اس کے حکم کی تعمیل کردے۔ جب یہ خبر اہلِ بیت علیہم السلام کے شیعوں تک پہنچی تو ان کے لیے یہ ایک بہت بڑی مصیبت تھی۔

محمد بن عبداللہ اور ہیثم بن سیابہ نے حضرت امام ہادی علیہ السلام کی شہادت کے پانچ سال بعد امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے جس کی وجہ سے

ہم سخت محزون و مغموم ہیں۔

آپؑ نے ان کی طرف خط لکھا: تین دن بعد مشکل حل ہونے والی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ تیسرے دن مستعین کا تختہ اُلٹا دیا گیا اور معتز باللہ تخت نشین ہو گیا۔ اسی طرح ہوا جس طرح امام علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

میرے لیے فرزند کی دعا فرمائیں

رُوِیَ أَبُو سُلَیْمَانَ الْمَحْمُودِیُّ قَالَ:

کَتَبْتُ إِلَی أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام أَسْأَلُهُ الدُّعَاءَ بِأَنْ أُرْزَقَ وَلَدًا۔

فَوَقَّعَ: رَزَقَكَ اللهُ وَلَدًا وَأَصْبَرَكَ عَلَیْهِ۔

فَوُلِدَ لِي ابْنٌ وَمَاتَ۔ (ایضاً، ص ۲۴۹)

ابو سلیمان محمودی کا کہنا ہے: میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے فرزند عطا کرے۔

آپؑ نے میری طرف خط لکھا: اللہ تجھے بیٹا عطا کرے گا اور تجھے اس کے معاملے میں صبر بھی دے گا۔

راوی کہتا ہے کہ میرے ہاں بیٹا ہوا لیکن فوت ہو گیا۔

میرے لیے دعا فرمائیں کہ میرے چچا کی بیٹی سے مجھے بیٹا عطا ہو

رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ:

کَتَبْتُ إِلَی أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام أَسْأَلُهُ التَّبَرُّكَ بِأَنْ یَدْعُوَ أَنْ أُرْزَقَ وَلَدًا مِنْ بِنْتِ عَمٍّ لِي فَوَقَّعَ: رَزَقَكَ اللهُ ذُكْرَانًا۔

فَوُلِدَ لِي أَرْبَعَةٌ۔ (ایضاً)

محمد بن علی بن ابراہیم ہمدانی کا بیان ہے: میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

کی طرف خط لکھا اور اس میں درخواست کی کہ میری زوجہ میرے چچا کی بیٹی ہے اُس سے اللہ مجھے فرزند عطا کرے۔

امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: جلد اللہ تجھے بیٹے عطا کرے گا۔

راوی کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے چار فرزند عطا فرمائے۔

یا ابومحمدؑ! یہ ہڈی کس کی ہے؟

رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ سَابُوْرَ قَالَ:

قُحِطَ النَّاسُ بِسُرَّ مَنْ رَأَى فِي زَمَنِ الْحَسَنِ الْأَخِيْرِ عليه السلام فَأَمَرَ الْخَلِيْفَةُ الْحَاجِبَ وَأَهْلَ الْمَمْلَكَةِ أَنْ يَخْرُجُوْا إِلَى الْإِسْتِسْقَاءِ۔

فَخَرَجُوْا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مُتَوَالِيَةٍ إِلَى الْمُصَلَّى وَيَدْعُوْنَ، فَمَا سُقُوْا۔

فَخَرَجَ الْجَاثَلِيْقُ فِي الْيَوْمِ الرَّابِعِ إِلَى الصَّحْرَاءِ وَمَعَهُ النَّصَارَى وَالرُّهْبَانُ وَكَانَ فِيْهِمْ رَاهِبٌ، فَلَمَّا مَدَّ يَدَهُ هَطَلَتِ السَّمَاءُ بِالْمَطَرِ۔

فَخَرَجَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي، فَهَطَلَتِ السَّمَاءُ بِالْمَطَرِ، فَشَكَّ أَكْثَرُ النَّاسِ وَتَعَجَّبُوْا وَصَبَوْا إِلَى دِيْنِ النَّصْرَانِيَّةِ۔

فَأَنْفَذَ الْخَلِيْفَةُ إِلَى الْحَسَنِ عليه السلام وَكَانَ مَحْبُوْسًا، فَاسْتَخْرَجَهُ مِنْ مَحْبَسِهِ وَقَالَ: الْحَقْ أُمَّةَ جَدِّكَ فَقَدْ هَلَكَتْ!

فَقَالَ: إِنِّي خَارِجٌ فِي الْغَدِ وَمُزِيْلُ الشَّكِّ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى۔

فَخَرَجَ الْجَاثَلِيقُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ وَالرُّهْبَانُ مَعَهُ ، وَخَرَجَ الْحَسَنُ علیه السلام فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ ، فَلَمَّا بَصُرَ بِالرَّاهِبِ وَقَدْ مَدَّ يَدَهُ أَمَرَ بَعْضَ مَمَالِيكِهِ أَنْ يَقْبِضَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى وَيَأْخُذَ مَا بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ۔

فَفَعَلَ وَأَخَذَ مِنْ بَيْنِ سَبَّابَتَيْهِ عَظْماً أَسْوَدَ ، فَأَخَذَهُ الْحَسَنُ علیه السلام بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: اسْتَسْقِ الْآنَ!

فَاسْتَسْقَى، وَكَانَ السَّمَاءُ مُتَغَيِّماً، فَتَقَشَّعَتْ وَطَلَعَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ۔

فَقَالَ الْخَلِيفَةُ: مَا هَذَا الْعَظْمُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ؟

قَالَ علیه السلام: هَذَا رَجُلٌ مَرَّ بِقَبْرِ نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَوَقَعَ إِلَى يَدِهِ هَذَا الْعَظْمُ وَمَا كُشِفَ مِنْ عَظْمِ نَبِيٍّ إِلَّا وَهَطَلَتِ السَّمَاءُ بِالْمَطَرِ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۷۱)

علی بن حسن سابور کہتے ہیں: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا دورِ امامت تھا۔ ہر طرف قحط و خشک سالی کا دور دورہ تھا۔ عباسی خلیفہ نے وزیر دربار اور باقی تمام امرائے مملکت کو حکم دیا کہ وہ صحرا میں جا کر نمازِ استسقاء ادا کریں۔ وہ مسلسل دن صحرا میں جاتے رہے۔ نمازِ استسقاء پڑھتے رہے لیکن بارش نہ ہوئی۔

چوتھے روز نصرانیوں کے عالم جاثلیق نصرانیوں اور راہبوں کے ساتھ صحرا میں آئے اُنھی میں سے ایک راہب تھا۔ جب اُس نے آسمان کی طرف دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تو فوراً بارش شروع ہوگئی۔ پھر وہ دوسرے دن صحرا میں آئے۔ اُس نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے۔ بارش شروع ہوگئی۔ جب مسلمانوں نے یہ منظر دیکھا تو وہ شکوک و شبہات میں مبتلا ہوگئے اور دین نصاریٰ کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ اس بات

کی اطلاع عباسی خلیفہ تک جا پہنچی۔ اس وقت فرزند رسول حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اس کی قید میں تھے۔ اُس نے آپؑ کی طرف اپنا آدمی بھیجا۔ آپؑ کو زندان سے رہائی دی اور کہا کہ اپنے جد بزرگوار کی اُمت کی فریادرسی کیجیے ورنہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔

آپؑ نے فرمایا: میں کل صحرا کی طرف جاؤں گا اور ان شاء اللہ یہ تمام شکوک و شبہات جاتے رہیں گے۔

تیسرے دن جاثلیق اپنے ہمراہیوں سمیت صحرا کی طرف نماز استسقاء اور دعا کے لیے نکلا۔ تمام راہب بھی اُس کے ہمراہ تھے۔ اِدھر حضرت امام حسن عسکریؑ بھی پہنچ گئے۔ آپؑ کے اصحاب آپؑ کے ہمراہ تھے۔ آپؑ نے دیکھا کہ راہب نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے ہیں۔ آپؑ نے فوراً اپنے ایک غلام سے فرمایا کہ جاؤ اس کے دائیں ہاتھ کو پکڑو اور اس کی انگلیوں میں جو کچھ ہے وہ نکال لو۔ آپؑ کے غلام نے آپؑ کے حکم کی تعمیل کی اور اس کی دو انگلیوں کے درمیان جو سیاہ رنگ کی ہڈی تھی وہ لے لی۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے وہ ہڈی اپنے ہاتھ میں لی اور راہب سے فرمایا: اب بارش کی دعا کرو۔

اس وقت آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے جس وقت راہب نے دعا کی مطلع صاف ہو گیا اور سورج نکل آیا۔

عباسی خلیفہ نے کہا: یا ابو محمدؑ! یہ ہڈی کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن یہ آدمی ایک پیغمبرؑ کی قبر سے گزرا اور وہاں پیغمبرؑ کی یہ ہڈی اُٹھا لی۔ جب کسی نبیؑ کے جسم کی ہڈی سے بارگاہِ خداوندی میں توسل کیا جائے تو بارش ضرور آتی ہے۔

اگر سامن رأی سے آج میرا نکلنا بہتر ہے تو تبسم فرمائیے

رُوِيَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْفَهْفَكِيِّ قَالَ:

أَرَدْتُ الْخُرُوجَ بِسُرَّ مَنْ رَأَى لِبَعْضِ الْأُمُوْرِ وَقَدْ طَالَ مُقَامِيْ بِهَا، فَغَدَوْتُ يَوْمَ الْمَوْكِبِ وَجَلَسْتُ فِيْ شَارِعِ أَبِيْ قَطِيْعَةَ بْنِ دَاوُدَ، إِذْ طَلَعَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ عليه السلام يُرِيْدُ دَارَ الْعَامَّةِ۔

فَلَمَّا رَأَيْتُهُ قُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ: أَقُوْلُ لَهُ: يَا سَيِّدِيْ! إِنْ كَانَ الْخُرُوْجُ عَنْ سُرَّ مَنْ رَأَى خَيْرًا فَأَظْهِرِ التَّبَسُّمَ فِيْ وَجْهِيْ۔

فَلَمَّا دَنَا مِنِّيْ تَبَسَّمَ تَبَسُّمًا جَيِّدًا۔

فَخَرَجْتُ مِنْ يَوْمِيْ، فَأَخْبَرَنِيْ أَصْحَابُنَا أَنَّ غَرِيْمًا كَانَ لَهُ عِنْدِيْ مَالٌ قَدِمَ يَطْلُبُنِيْ، وَلَوْ ظَفِرَ بِيْ يَهْتِكُنِيْ، لِأَنَّ مَالَهُ لَمْ يَكُنْ عِنْدِيْ شَاهِدًا۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۷۳)

ابوبکر فہفکی کا بیان ہے: میں کسی کام کے سلسلے میں سامرہ گیا ہوا تھا لیکن وہاں مجھے کافی دن رہنا پڑا۔ ایک دن میں سامرہ میں ابوقطیعہ بن داؤد کے کوچے میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے حضرت ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام کو اچانک دیکھا کہ وہ عباسی خلیفہ کے دربار کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ ان کے جمالِ رُخِ زیبا سے میری آنکھیں روشن ہوگئیں۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ امامؑ کے حضور عرض کروں اگر آج سامرہ سے میرا نکلنا بہتر ہے تو میرے سامنے تبسم فرمائیں۔

جونہی آپؑ میرے قریب آئے تو آپؑ نے تبسم فرمایا۔ میں اُس دن سامرہ سے باہر چلا گیا۔ بعد میں میرے دوستوں نے مجھے بتایا جب تو سامرہ سے باہر نکلا تو تجھے ایک آدمی تلاش کر رہا تھا جس کا تو مقروض تھا لیکن تو اُسے وہاں نہ ملا۔

راوی کہتا ہے کہ اگر وہ مجھے پالیتا تو وہ ضرور میری بے عزتی کرتا کیونکہ اس وقت اس کا مطلوب میرے پاس نہ تھا۔

میرے فرزند کے لیے دعا فرمائیں

عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ الْعَبْدِيِّ قَالَ:

خَلَّفْتُ ابْنِي بِالْبَصْرَةِ عَلِيلًا وَكَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام أَسْأَلُهُ الدُّعَاءَ لِابْنِي فَكَتَبَ إِلَيَّ: رَحِمَ اللهُ ابْنَكَ إِنْ كَانَ مُؤْمِنًا۔

قَالَ الْحَجَّاجُ: فَوَرَدَ عَلَيَّ كِتَابٌ مِنَ الْبَصْرَةِ: أَنَّ ابْنِي مَاتَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ الَّذِي كَتَبَ إِلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام بِمَوْتِهِ، وَكَانَ ابْنِي شَكَّ فِي الْإِمَامَةِ، لِلْاِخْتِلَافِ الَّذِي جَرٰى بَيْنَ الشِّيعَةِ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۷۴)

حجاج بن یوسف عبدی کا بیان ہے: میرا فرزند بیمار تھا جب میں نے بصرہ چھوڑا تھا۔ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ میرے بیٹے کی صحت کے لیے دعا فرمائیں۔

حضرتؑ نے میری طرف خط لکھا: خداوند تعالیٰ تیرے بیٹے پر رحم فرمائے اگر وہ مومن ہے۔

حجاج کا بیان ہے کہ میری طرف بصرہ سے خط آیا کہ تیرا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ جس دن امامؑ نے میری طرف خط لکھا اُسی دن میرا بیٹا فوت ہوا تھا۔ میرا بیٹا حضرت امام حسن عسکریؑ کی امامت کے بارے میں شکوک وشبہات میں گرفتار تھا۔

حادثہ ہو چکا ہے اب میرے لیے کیا حکم ہے؟

عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ

بْنِ مُوسٰى قَالَ: كَتَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ عليه السلام إِلَى أَبِي الْقَاسِمِ إِسْحَاقَ بْنِ جَعْفَرٍ الزُّبَيْرِيِّ قَبْلَ مَوْتِ الْمُعْتَزِّ بِنَحْوٍ مِنْ عِشْرِيْنَ يَوْمًا: الْزَمْ بَيْتَكَ حَتّٰى يَحْدُثَ الْحَادِثُ!

فَلَمَّا قُتِلَ بُرَيْحَةُ كَتَبَ إِلَيْهِ: قَدْ حَدَثَ الْحَادِثُ فَمَا تَأْمُرُنِي؟

فَكَتَبَ إِلَيْهِ: لَيْسَ هٰذَا الْحَادِثُ، الْحَادِثُ الْآخَرُ۔

فَكَانَ مِنَ الْمُعْتَزِّ مَا كَانَ۔ (ایضاً، ص ۲۷۸)

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ کی روایت ہے: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے معتز عباسی خلیفہ کی موت سے قبل ابوالقاسم اسحاق بن جعفر زبیری کی طرف خط لکھا: اپنے گھر میں رہیے! جب تک حادثہ وقوع پذیر نہ ہو جائے۔

جب بریحہ قتل ہوا تو اُس نے امامؑ کی طرف خط لکھا کہ حادثہ وقوع پذیر ہو چکا ہے اب میرے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے اس کی طرف خط لکھا: میری مراد یہ حادثہ نہیں ہے وہ دوسرا حادثہ ہے جو ابھی واقع نہیں ہوا وہ ہونے والا ہے۔

بس تھوڑے دن گزرے تھے کہ معتز کی موت واقع ہوئی اور امامؑ کا فرمان سامنے آیا۔

کیا یہی حادثہ تھا؟

وَعَنْهُ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام: فِتْنَةٌ تُظِلُّكُمْ فَكُوْنُوْا عَلٰى أُهْبَةٍ۔

فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَقَعَ بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَكَانَتْ لَهُمْ هَنَةٌ لَهَا شَأْنٌ۔

فَكَتَبْتُ إِلَيْهِ: أَهِيَ هٰذِهِ؟

قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ غَيْرُ هٰذِهِ، فَاحْتَرِسُوا۔

فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ أَيَّامٍ كَانَ مِنْ أَمْرِ الْمُعْتَزِّ مَا كَانَ۔

راوی کہتا ہے: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے میری طرف خط لکھا کہ تمہیں ایک حادثہ پیش ہونے والا ہے اس کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لیجیے۔ تین دن بعد بنوہاشم پر مصیبت نازل ہوئی جس سے انھیں بہت بڑا دھچکا لگا۔

میں نے امام علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ کیا یہی حادثہ تھا؟

آپؑ نے لکھا: نہیں وہ حادثہ اس کے علاوہ ہے، اپنی حفاظت کیجیے۔

چند دنوں بعد معتز عباسی کی موت واقع ہوگئی۔

ایک بھاری تعداد نے مجھ پر حملہ کر دیا ہے

عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْفَضْلِ قَالَ:

نَزَلَ بِالْجَعْفَرِيِّ مِنْ آلِ جَعْفَرٍ خَلْقٌ كَثِيرٌ لَا قِبَلَ لَهُ بِهِمْ۔

فَكَتَبَ إِلَىٰ أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام، يَشْكُو ذٰلِكَ۔

فَكَتَبَ إِلَيْهِ: تُكْفَوْنَهُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِ فِي نَفَرٍ يَسِيرٍ وَالْقَوْمُ يَزِيدُونَ عَلَىٰ عِشْرِينَ أَلْفَ نَفْسٍ، وَهُوَ فِي أَقَلَّ مِنْ أَلْفٍ فَاسْتَبَاحَهُمْ

(الکافی، ج ۱، ص ۵۰۳، بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۸۰)

علی بن حسین بن فضل کا بیان ہے: بنو جعفر کے ایک شخص جعفری پر حکومتی لوگوں نے حملہ کر دیا۔ ان میں ان کے مقابلے کی طاقت نہ تھی۔ اس نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا اور اس امر کی شکایت کی۔

امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں لکھا: عنقریب تمھیں ان لوگوں کے شر سے چھٹکارا نصیب ہوگا ان شاء اللہ۔ ان لوگوں کی تعداد ایک ہزار سے کم تھی اور ان کے مخالفین کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی۔ ان تھوڑے افراد نے انھیں تہس نہس کر دیا۔

میرے پاس صرف ایک درہم ہے......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ:

قَعَدْتُ لِأَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام عَلَى ظَهْرِ الطَّرِيقِ، فَلَمَّا مَرَّ بِي شَكَوْتُ إِلَيْهِ الْحَاجَةَ وَحَلَفْتُ أَنَّهُ لَيْسَ عِنْدِي دِرْهَمٌ فَمَا فَوْقَهُ وَلَا غَدَاءٌ وَلَا عَشَاءٌ۔

قَالَ: فَقَالَ: تَحْلِفُ بِاللهِ كَاذِباً وَقَدْ دَفَنْتَ مِائَتَيْ دِينَارٍ؟! وَلَيْسَ قَوْلِي هَذَا دَفْعاً لَكَ عَنِ الْعَطِيَّةِ، أَعْطِهِ، يَا غُلَامُ! مَا مَعَكَ۔

فَأَعْطَانِي غُلَامُهُ دِينَاراً۔

ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: إِنَّكَ تُحْرَمُ الدَّنَانِيرَ الَّتِي دَفَنْتَهَا أَحْوَجَ مَا تَكُونُ إِلَيْهَا۔

وَصَدَقَ عليه السلام، وَذَلِكَ أَنِّي أَنْفَقْتُ مَا وَصَلَنِي بِهِ وَاضْطُرِرْتُ

مَرُوْرَةٌ شَدِيْدَةٌ إِلَى شَيْءٍ أُنْفِقُهُ وَانْغَلَقَتْ عَلَيَّ أَبْوَابُ الرِّزْقِ - فَنَبَشْتُ عَنِ الدَّنَانِيْرِ الَّتِيْ كُنْتُ دَفَنْتُهَا ، فَلَمْ أَجِدْهَا ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا ابْنٌ لِيْ قَدْ عَرَفَ مَوْضِعَهَا فَأَخَذَهَا وَهَرَبَ فَمَا قَدَرْتُ مِنْهَا عَلَى شَيْءٍ - (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۸۱)

اسماعیل بن محمد بن علی بن اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس کی روایت ہے:
ایک دن میں سرِراہ حضرت امام حسن عسکریؑ کے انتظار میں بیٹھ گیا تا کہ جب وہ یہاں سے گزریں اُنھیں اپنی تنگدستی کی شکایت کروں۔ جب آنحضرتؑ تشریف لائے تو میں نے شکایت کی اور قسم اُٹھائی کہ میرے پاس صرف ایک درہم کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے، صبح وشام کی خوراک کا بھی کوئی انتظام نہیں رکھتا۔

میری بات سن کر آپؑ نے فرمایا: جھوٹی قسم مت کھاؤ تم نے دوسو دینار فلاں مقام پر چھپا رکھے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: میں نے یہ بات اس لیے نہیں کی کہ تجھے کچھ عطا نہ کروں۔ آپؑ نے فرمایا: اے غلام! جو کچھ تیرے پاس ہے اسے دے دے۔

راوی کہتا ہے کہ غلام نے مجھے ایک سو دینار دیے۔ پھر آپؑ نے میری طرف رُخ کیا اور فرمایا: ایک دن آئے گا تجھے اس رقم کی سخت ضرورت پڑے گی جو تو نے چھپا رکھی ہے لیکن وہ رقم تجھے نہ ملے گی۔

راوی کہتا ہے کہ جس طرح امامؑ نے فرمایا اُسی طرح ہوا۔ آنحضرتؑ نے جو رقم مجھے دی تھی وہ میں نے خرچ کردی۔ ایک دفعہ مجھے رقم کی سخت ضرورت پڑی۔ میں اس جگہ پر گیا جہاں میں نے دوسو دینار چھپائے تھے۔ میں نے وہاں بہتیرا تلاش کیا لیکن رقم نہ ملی۔ پھر میں اس بات کی طرف متوجہ ہوا کہ میری اس رقم کا میرے بیٹے کو

علم تھا۔ اُس نے وہ رقم نکال لی تھی اور بھاگ گیا تھا۔

بعض مسلمان کہتے ہیں کہ یہ آدمی علمِ غیب جانتا ہے

مُحَمَّدُ بْنُ هَارُوْنَ بْنِ مُوسَى التَّلَعُكْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ: أَنْفَذَنِي وَالِدِي مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِ أَبِي الْقَلَاءِ صَاعِدِ النَّصْرَانِيِّ لِأَسْمَعَ مِنْهُ مَا رَوَى عَنْ أَبِيهِ مِنْ حَدِيثِ مَوْلَانَا أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْعَسْكَرِيِّ عليه السلام.

فَأَوْصَلَنِي إِلَيْهِ، فَرَأَيْتُ رَجُلًا مُعَظَّماً وَأَعْلَمْتُهُ السَّبَبَ فِي قَصْدِي، فَأَدْنَانِي وَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي: أَنَّهُ خَرَجَ وَ إِخْوَتُهُ وَجَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِهِ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى سُرَّ مَنْ رَأَى لِلظُّلَامَةِ مِنَ الْعَامِلِ، فَإِذَا بِسُرَّ مَنْ رَأَى فِي بَعْضِ الْأَيَّامِ إِذَا بِمَوْلَانَا أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، عَلَى بَغْلَةٍ وَعَلَى رَأْسِهِ شَاشَةٌ وَعَلَى كَتِفِهِ طَيْلَسَانٌ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هَذَا الرَّجُلُ يَدَّعِي بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ؟!

وَقُلْتُ: إِنْ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى هَذَا فَيُحَوِّلُ مُقَدَّمَ الشَّاشَةِ إِلَى مُؤَخَّرِهَا فَفَعَلَ ذَلِكَ۔

فَقُلْتُ: هَذَا اتِّفَاقٌ، وَلَكِنَّهُ سَيُحَوِّلُ طَيْلَسَانَهُ الْأَيْمَنَ إِلَى الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرَ إِلَى الْأَيْمَنِ۔

فَفَعَلَ ذَلِكَ وَهُوَ يَسِيرُ وَقَدْ وَصَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا صَاعِدُ! لِمَ لَا تَشْغَلُ بِأَكْلِ حِيدَانِكَ عَمَّا لَا أَنْتَ مِنْهُ وَلَا إِلَيْهِ؟!

وَكُنَّا نَأْكُلُ سَمَكًا۔

هٰذَا لَفْظَةُ حَدِيثِهِ نَقَلْنَاهُ كَمَا رَأَيْنَاهُ وَرَوَيْنَاهُ، وَمَنْ عَرَفَ كَيْفَ عَرَفْنَاهُ كَانَ كَمَنْ شَاهَدَ ذٰلِكَ وَسَمِعَهُ وَرَآهُ وَأَسْلَمَ صَاعِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، وَكَانَ وَزِيراً لِلْمُعْتَمِدِ ۔

(بحار الانوار، ج۵۰،ص۲۸۱)

محمد بن ہارون کی روایت ہے: ایک دن میرے باپ نے مجھے ابوالعلاء صاعد نصرانی کے کسی دوست کے ساتھ صاعد نصرانی کی طرف بھیجا تاکہ میں اُس واقعہ کو سنوں جو اس کے والد اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے درمیان پیش آیا تھا۔

وہ آدمی مجھے صاعد نصرانی کے پاس لے گیا۔ جب میں اس کے سامنے گیا تو وہ بزرگوار شخصیت دکھائی دے رہی تھی۔ میں نے اُس سے حال احوال کیا اُس نے مجھے اپنے قریب بٹھایا اور واقعہ یوں نقل کیا کہ میرے والد نے کہا کہ ہمیں عامل بصرہ کے مظالم کی شکایت کے لیے سُرمن رأی جانا پڑا۔ راستہ چلتے ہوئے ہم ایک شہر میں آئے اور وہاں میری نگاہ امام حسن عسکری علیہ السلام پر پڑی۔ وہ خچر پر سوار تھے ان کے سر پر باریک کپڑا تھا جو سر کے اگلے حصے پر تھا اور آپؑ کے شانے پر چادر تھی۔

میں نے اپنے دل میں کہا: بعض مسلمان کہتے ہیں کہ یہ آدمی علمِ غیب جانتا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو جو باریک کپڑا سر کے اگلے حصے پر ہے وہ پچھلے حصے پر ڈال دیں تو میں سمجھ لوں گا کہ وہ واقعی علمِ غیب جانتے ہیں۔

آپؑ نے اس طرح کر دیا جس طرح میں نے دل میں سوچا تھا۔ پھر میں نے دل میں کہا: شاید یہ اتفاق ہو اگر وہ علمِ غیب جانتے ہیں تو پھر اپنی اس چادر کی دائیں طرف کو بائیں طرف اور بائیں طرف کو دائیں طرف کر لیں تو میں جان لوں گا کہ وہ واقعی علمِ غیب جانتے ہیں۔

انھوں نے ایسا ہی کیا جس طرح میں نے سوچا تھا۔ اس دوران وہ ہمارے قریب آگئے اور میری طرف رُخ کیا: اے صاعد! جو تیرے پاس تیار شدہ غذا ہے جس کا کھانا تمھارے اختیار میں ہے اُسے کیوں نہیں کھایا۔ البتہ جو تیرے پاس غذا ہے کہ نہ تو اُس سے ہے اور نہ تو اس کی طرف جائے گا؟①

صاعد نے کہا کہ ہماری اصلی غذا مچھلی تھی۔

راوی نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث کا متن ہے جو ہم نے نقل کیا ہے۔ جس طرح ہم نے دیکھا یا جس طرح ہمیں یہ واقعہ بیان کیا گیا لیکن جو امامؑ کی معرفت حاصل کرے کہ جس طرح ہم ان کی معرفت رکھتے ہیں اس طرح ہے کہ جس طرح اس واقعہ کو خود دیکھا ہو۔ وہی صاعد مسلمان ہوا اور معتمد عباسی کا وزیر بنا۔

ائمہ طاہرین علیہم السلام کے بارے میں میرا عقیدہ محکم تھا

إِدْرِيسُ بْنُ زِيَادٍ الْكَفَرْتُوثَائِيُّ قَالَ:

كُنْتُ أَقُولُ فِيهِمْ قَوْلاً عَظِيماً، فَخَرَجْتُ إِلَى الْعَسْكَرِ لِلِقَاءِ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، فَقَدِمْتُ وَعَلَيَّ أَثَرُ السَّفَرِ وَوَعْثَاؤُهُ، فَأَلْقَيْتُ نَفْسِي عَلَى دُكَّانِ حَمَّامٍ، فَذَهَبَ بِيَ النَّوْمُ۔

فَمَا انْتَبَهْتُ إِلَّا بِمِقْرَعَةِ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، قَدْ قَرَعَنِي بِهَا حَتَّى اسْتَيْقَظْتُ۔

فَعَرَفْتُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ، فَقُمْتُ قَائِماً أُقَبِّلُ قَدَمَهُ وَفَخِذَهُ، وَهُوَ رَاكِبٌ وَالْغِلْمَانُ مِنْ حَوْلِهِ۔

---

① امامؑ کے اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ مچھلی کی اصل غذا پانی ہے اور انسان خاک سے پیدا ہوا ہے۔ اُسی نے خاک کی طرف جانا ہے۔ صاعد نے کہا کہ ان کی وہ غذا مچھلی تھی جس کے بارے میں امامؑ نے فرمایا تھا۔

فَكَانَ أَوَّلُ مَا تَلَقَّانِي بِهِ أَنْ قَالَ: يَا إِدْرِيسُ! ﴿بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ○ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ○

(سورۂ انبیاء، آیت ۲۶-۲۷)

فَقُلْتُ: حَسْبِي يَا مَوْلَايَ! وَإِنَّمَا جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ هٰذَا۔

قَالَ: فَتَرَكَنِي وَمَضٰى۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۸۴)

ادریس بن زیاد کی روایت ہے: میں آئمہ طاہرین علیہم السلام کے بارے محکم ترین عقیدہ رکھتا تھا اسی لیے حضرت امام حسن عسکریؑ کی زیارت کے لیے میں نے سامرہ کا ارادہ کیا۔ جب میں شہر سامرہ آیا تو میرے چہرے سے آثار تھکاوٹ واضح تھے اس لیے میں ایک حمام کی دکان پر جا بیٹھا۔ جونہی بیٹھا نیند سے میری آنکھیں بند ہو گئیں۔ میں اس وقت بیدار ہوا جب میرے سردار امام حسن عسکریؑ نے مجھے جگایا۔ جونہی میں نے آنکھیں کھولیں وہ اپنے مرکب پر سوار تھے۔ ان کے غلام ان کے اردگرد تھے۔ میں اپنی جگہ سے اُٹھا اور ان کے پاؤں کے بوسے لیے۔ اُسی وقت آپؑ نے میرے عقیدے کے بارے میں مجھے خبر دی اور اس آیت کی تلاوت فرمائی: ”اے ادریس! بلکہ یہ تو اللہ کے محترم بندے ہیں وہ تو اللہ کے حکم سے قبل بات بھی نہیں کرتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

اُس وقت میں نے عرض کیا کہ اے میرے آقا! بس یہی کافی ہے۔ میں آپؑ کے پاس آیا ہی اس لیے ہوں کہ اسی مورد کے بارے میں آپؑ سے سوال کروں۔

میری کشائش کی دعا فرمایئے

حَمْزَةُ بْنُ مُحَمَّدِ السَّنَادِيُّ قَالَ:

أَمْلَقْتُ وَعَزَمْتُ عَلَى الْخُرُوجِ إِلَى يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ

عَمِّي بِحَرَّانَ، وَكَتَبْتُ أَسْأَلُهُ أَنْ يَدْعُوَ لِي۔

فَجَاءَ الْجَوَابُ: لَا تَبْرَحْ! فَإِنَّ اللهَ يَكْشِفُ مَا بِكَ وَابْنُ عَمِّكَ قَدْ مَاتَ۔

وَكَانَ كَمَا قَالَ، وَوَصَلْتُ إِلَى تَرِكَتِهِ۔ (ایضاً)

حمزہ بن محمد سروی کا بیان ہے: میں معاشی طور پر بدحالی کا شکار تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنے چچازاد بھائی یحییٰ بن محمد کے پاس حران جاؤں تو میں نے اس ضمن میں حضرت امام حسن عسکریؑ کی طرف خط لکھا اور دعا کی درخواست کی۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے میری طرف لکھا: فی الحال سفر نہ کر کیونکہ خداوند جلد تیری پریشانی دور کرنے والا ہے۔ تیرا چچازاد بھائی اس دنیا سے چل بسا ہے۔

جی ہاں! جیسا کہ امامؑ نے فرمایا: ویسا ہی ہوا۔ میرے چچازاد بھائی کی تمام میراث میری طرف منتقل ہوگئی۔

میرا بھائی صالح زندان میں ہے

شَاهَوَيْهِ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ قَالَ:

كَانَ أَخِي صَالِحٌ مَحْبُوسًا، فَكَتَبْتُ إِلَى سَيِّدِي أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام، أَسْأَلُهُ أَشْيَاءَ۔ فَأَجَابَنِي عَنْهَا وَكَتَبَ: أَنَّ أَخَاكَ يَخْرُجُ مِنَ الْحَبْسِ يَوْمَ يَصِلُكَ كِتَابِي هٰذَا۔ وَقَدْ كُنْتَ أَرَدْتَ أَنْ تَسْأَلَنِي عَنْ أَمْرِهِ، فَأُنْسِيتَ۔

فَبَيْنَا أَنَا أَقْرَأُ كِتَابَهُ، إِذَا أُنَاسٌ جَاءُوْنِي يُبَشِّرُوْنَنِي بِتَخْلِيَةِ أَخِي فَتَلَقَّيْتُهُ وَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْكِتَابَ۔

(بحار الانوار، ج۵۰، ص۲۸۸)

شاھویہ بن عبدربہ کی روایت ہے: میرا بھائی زندان میں محبوس تھا۔ میں نے اپنے آقا ومولا امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا اور علاوہ ازیں دوسرے سوالات بھی لکھے۔

آپؑ کا میری طرف جواب آیا، آپؑ نے لکھا تھا: جس دن میرا خط تجھے ملے گا اُسی دن تیرا بھائی زندان سے رہائی پائے گا۔ لیکن تو نے اس کے بارے میں سوال لکھنے تھے جسے تو بھول گیا ہے۔

جونہی آپؑ کا خط ملا میں اُسے پڑھنے میں مصروف ہوگیا کہ اتنے تک لوگ میرے پاس آئے اور اُنھوں نے مجھے اپنے بھائی کی رہائی کی مبارک دی۔ میں فوراً اس سے ملنے کے لیے اُٹھا جب میں اُسے ملا تو اس کے سامنے امامؑ کا خط پڑھا۔

اگر وہ بلا روشنائی خط کا جواب دیں تو وہ امامِ حق ہیں

مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ:

تَذَاكَرْنَا اٰيَاتِ الْإِمَامِ علیہ السلام، فَقَالَ نَاصِبِيٌّ: إِذَا أَجَابَ عَنْ كِتَابٍ أَكْتُبُهُ بِلَا مِدَادٍ عَلِمْتُ أَنَّهُ حَقٌّ!

فَكَتَبْنَا مَسَائِلَ، وَكَتَبَ الرَّجُلُ بِلَا مِدَادٍ عَلٰى وَرَقٍ وَجَعَلَ فِي الْكُتُبِ وَبَعَثْنَا إِلَيْهِ۔

فَأَجَابَ عَنْ مَسَائِلِنَا، وَكَتَبَ عَلٰى وَرَقِهِ اسْمَهُ وَاسْمَ أَبَوَيْهِ، فَدَهِشَ الرَّجُلُ، فَلَمَّا أَفَاقَ اعْتَقَدَ الْحَقَّ۔

(بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۸۹)

محمد بن عباس کی روایت ہے: ہم حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ ایک ناصبی نے کہا: میں ان کی طرف خط خالی قلم کے

ساتھ لکھتا ہوں۔ اگر وہ میرے اس خط کا جواب دے دیں تو میں سمجھ لوں گا کہ وہ امام حق ہیں۔ اُس نے اپنا خط لکھا اور ہم نے اپنے خطوط کے ساتھ اس کا خط بھی امامؑ کی طرف روانہ کر دیا۔

آنحضرتؑ نے ہمارے تمام سوالات کے جوابات لکھے اور اس کے خط کا جواب بھی لکھا۔ اس کا نام اور اس کے والد کا نام بھی لکھ دیا۔ جب اس آدمی کی نگاہ امامؑ کے اس جواب پر پڑی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جس وقت اُسے ہوش آیا تو آپؑ کی امامت کا معتقد ہو گیا۔

علی بن جعفر ہمدانی بہت زیادہ بخشش کرتے ہیں

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ الْعَمْرِيُّ: إِنَّ أَبَا طَاهِرِ بْنَ بُلْبُلٍ فَنَظَرَ إِلٰى عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ الْهَمْدَانِيِّ وَهُوَ يُنْفِقُ النَّفَقَاتِ الْعَظِيْمَةَ۔
فَلَمَّا انْصَرَفَ كَتَبَ بِذٰلِكَ إِلٰى أَبِيْ مُحَمَّدٍؑ۔
فَوَقَّعَ فِيْ رُقْعَتِهِ: قَدْ أَمَرْنَا بِمِائَةِ أَلْفِ دِيْنَارٍ، ثُمَّ أَمَرْنَا بِمِثْلِهَا۔
وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ كُنُوْزَ الْأَرْضِ تَحْتَ أَيْدِيْهِمْ۔ (ایضاً)

ابوجعفر عمری کی روایت ہے: ابوطاہر بن بلبل سفر حج پر گئے۔ اُس نے دورانِ حج علی بن جعفر ہمدانی کو دیکھا کہ وہ بندگانِ خدا پر بہت زیادہ رقم خرچ کر رہا ہے۔ جب وہ واپس لوٹے تو حضرت امام حسن عسکریؑ کی طرف خط لکھا اور اس کی بخشش کا تذکرہ کیا۔

حضرت امام حسن عسکریؑ نے اپنے خط میں تحریر فرمایا: میں نے اس کی طرف ایک لاکھ دینار بھیجے ہیں۔ ہم نے تیرے لیے بھی ایک لاکھ دینار کا حکم دے دیا

ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے خزانے ان بزرگواروں کے ہاتھ میں ہیں۔

یہ گھوڑا میں نہیں بیچنا چاہتا

جَمَاعَةٌ عَنِ التَّلَعُكْبَرِيِّ رحمہ اللہ قَالَ:

كُنْتُ فِي دِهْلِيزِ أَبِي عَلِيِّ مُحَمَّدِ بْنِ هَمَّامٍ رحمہ اللہ عَلَى دَكَّةٍ: إِذْ مَرَّ بِنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ عَلَيْهِ دُرَّاعَةٌ، فَسَلَّمَ عَلَى أَبِي عَلِيِّ بْنِ هَمَّامٍ

-

فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمَضَى فَقَالَ لِي: أَتَدْرِي مَنْ هُوَ هَذَا؟

فَقُلْتُ: لَا۔

فَقَالَ لِي: هَذَا شَاكِرِيٌّ لِسَيِّدِنَا أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام، أَفَتَشْتَهِي أَنْ تَسْمَعَ مِنْ أَحَادِيثِهِ عَنْهُ شَيْئًا؟

قُلْتُ: نَعَمْ.....

فَقَالَ لَهُ أَبُو عَلِيِّ بْنُ هَمَّامٍ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ! حَدِّثْنَا عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام، بِمَا رَأَيْتَ!

فَقَالَ: كَانَ أُسْتَاذِي صَالِحًا مِنْ بَيْنِ الْعَلَوِيِّينَ لَمْ أَرَ قَطُّ مِثْلَهُ وَكَانَ يَرْكَبُ بِسَرْجٍ صُفَّتُهُ بَزْيُونٌ مِسْكِيٌّ وَأَزْرَقُ۔

قَالَ: وَكَانَ يَرْكَبُ إِلَى دَارِ الْخِلَافَةِ بِسُرَّ مَنْ رَأَى فِي كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ۔

قَالَ: وَكَانَ يَوْمَ النَّوْبَةِ يَحْضُرُ مِنَ النَّاسِ شَيْءٌ عَظِيمٌ وَيَغَصُّ الشَّارِعُ بِالدَّوَابِّ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ وَالضَّجَّةِ، فَلَا يَكُونُ لِأَحَدٍ مَوْضِعٌ يَمْشِي وَلَا يَدْخُلُ بَيْنَهُمْ۔ قَالَ:

فَإِذَا جَاءَ أُسْتَاذِي سَكَنَتِ الضَّجَّةُ وَهَدَأَ صَهِيلُ الْخَيْلِ وَنُهَاقُ الْحَمِيرِ۔

قَالَ: وَتَفَرَّقَتِ الْبَهَائِمُ حَتَّى يَصِيرَ الطَّرِيقُ وَاسِعاً لَا يَحْتَاجُ أَنْ يَتَوَقَّى مِنَ الدَّوَابِّ نَحْفَّهُ لِيَزْحَمَهَا، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيَجْلِسُ فِي مَرْتَبَتِهِ الَّتِي جُعِلَتْ لَهُ فَإِذَا أَرَادَ الْخُرُوجَ وَصَاحَ الْبَوَّابُونَ: هَاتُوا دَابَّةَ أَبِي مُحَمَّدٍ!

سَكَنَ صِيَاحُ النَّاسِ وَصَهِيلُ الْخَيْلِ وَتَفَرَّقَتِ الدَّوَابُّ حَتَّى يَرْكَبَ وَيَمْضِيَ۔

وَقَالَ الشَّاكِرِيُّ: وَاسْتَدْعَاهُ يَوْمًا الْخَلِيفَةُ وَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَخَافَ أَنْ يَكُونَ قَدْ سَعَى بِهِ إِلَيْهِ بَعْضُ مَنْ يَحْسُدُهُ عَلَى مَرْتَبَتِهِ مِنَ الْعَلَوِيِّينَ وَالْهَاشِمِيِّينَ۔ فَرَكِبَ وَمَضَى إِلَيْهِ، فَلَمَّا حَصَلَ فِي الدَّارِ قِيلَ لَهُ: إِنَّ الْخَلِيفَةَ قَدْ قَامَ وَلٰكِنِ اجْلِسْ فِي مَرْتَبَتِكَ أَوِ انْصَرِفْ!

قَالَ: فَانْصَرَفَ وَجَاءَ إِلَى سُوقِ الدَّوَابِّ وَفِيهَا مِنَ الضَّجَّةِ وَالْمُصَادَمَةِ وَاخْتِلَافِ النَّاسِ شَيْءٌ كَثِيرٌ، فَلَمَّا دَخَلَ إِلَيْهَا سَكَنَ النَّاسُ وَهَدَأَتِ الدَّوَابُّ۔

قَالَ: وَجَلَسَ إِلَى نَخَّاسٍ كَانَ يَشْتَرِي لَهُ الدَّوَابَّ۔

قَالَ: فَجِيءَ لَهُ بِفَرَسٍ كَبُوسٍ لَا يَقْدِرُ أَحَدٌ أَنْ يَدْنُوَ مِنْهُ۔

قَالَ: فَبَاعُوهُ إِيَّاهُ بِوُكْسٍ۔

فَقَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ! قُمْ فَاطْرَحِ السَّرْجَ عَلَيْهِ۔

قَالَ: فَقُلْتُ: إِنَّهُ لَا يَقُولُ لِي مَا يُؤْذِينِي، فَحَلَلْتُ

الْحِزَامَ وَطَرَحْتُ السَّرْجَ، فَهَدَأَ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ وَجِئْتُ بِهِ لِاُمْضِيَ بِهِ۔

فَجَاءَ النَّخَّاسُ فَقَالَ لِي: لَيْسَ يُبَاعُ۔

فَقَالَ لِي: سَلِّمْهُ إِلَيْهِمْ۔

قَالَ: فَجَاءَ النَّخَّاسُ لِيَأْخُذَهُ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الْتِفَاتَةً ذَهَبَ مِنْهُ مُنْهَزِماً۔

قَالَ: وَرَكِبَ وَمَضَيْنَا فَلَحِقَنَا النَّخَّاسُ، فَقَالَ: صَاحِبُهُ يَقُوْلُ: أَشْفَقْتُ أَنْ يُرَدَّ، فَإِنْ كَانَ عَلِمَ مَا فِيهِ مِنَ الْكَبْسِ فَلْيَشْتَرِهِ۔

فَقَالَ لَهُ أُسْتَاذِي: قَدْ عَلِمْتُ۔

فَقَالَ: قَدْ بِعْتُكَ۔

فَقَالَ لِي خُذْهُ!

فَأَخَذْتُهُ فَجِئْتُ بِهِ إِلَى الْإِصْطَبْلِ، فَمَا تَحَرَّكَ، وَلَا آذَانِي بِبَرَكَةِ أُسْتَاذِي، فَلَمَّا نَزَلَ جَاءَ إِلَيْهِ وَأَخَذَ أُذُنَهُ الْيُمْنٰى فَرَقَاهُ، ثُمَّ أَخَذَ أُذُنَهُ الْيُسْرٰى فَرَقَاهُ۔ فَوَاللهِ، لَقَدْ كُنْتُ أَطْرَحُ الشَّعِيْرَ لَهُ فَأُفَرِّقُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلَا يَتَحَرَّكُ هٰذَا بِبَرَكَةِ أُسْتَاذِي۔

قَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ: قَالَ أَبُوْ عَلِيِّ بْنُ هَمَّامٍ: هٰذَا الْفَرَسُ يُقَالُ لَهُ الصَّئُوْلُ۔

قَالَ: يَزْجُمُ بِصَاحِبِهِ حَتّٰى يَرْجُمَ بِهِ الْحِيْطَانَ وَيَقُوْمُ عَلٰى رِجْلَيْهِ وَيَلْطِمُ صَاحِبَهُ.... (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۵۳)

ایک جماعت نے حلعکبری سے روایت کی ہے: میں ابوعلی بن محمد بن حمام کے حجرہ میں تھا جو اس کی دکان کے ساتھ تھا۔ اسی دوران ایک بزرگ سالخوردہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ وہ جبہ پہنے ہوئے تھا۔ اس نے اُسے سلام کیا اور ابوعلی نے اُسے سلام کا جواب دیا اور چلتا بنا۔

ابوعلی نے مجھے کہا کہ جانتے ہو یہ کون ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اُس نے کہا کہ یہ ہمارے امام اور آقا و مولا امام حسن عسکری علیہ السلام کے غلام ہیں۔ کیا تم اُس سے اپنے امامؑ کی کچھ احادیث سننا پسند کرو گے؟

میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ اُس نے کہا: کیا تیرے پاس کچھ رقم ہے کہ تم اُسے هبہ کرسکو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! میرے پاس دو درہم ہیں۔ اُنھوں نے کہا: کافی ہیں۔ میں اس کے پیچھے چل پڑا۔ جب اُس کے قریب پہنچا تو اُسے کہا کہ ابوعلی کہہ رہے ہیں اگر آپ ناراض نہ ہوں تو تھوڑی دیر کے لیے واپس تشریف لے آیئے۔ اُس نے جواب دیا: ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔ پس ہم دونوں ابوعلی کے پاس آئے۔ پس وہ ابوعلی کے پاس بیٹھ گئے۔ اس وقت ابوعلی نے میری طرف اشارہ کیا کہ وہ رقم اُس کے حوالے کروں۔ جب میں نے اُنھیں وہ رقم دینا چاہی تو اُس نے کہا: نہیں مجھے رقم کی ضرورت نہیں ہے لیکن انھوں نے بعد میں لے لی۔ ابوعلی نے اُسے کہا: اے ابوعبداللہ! جو کچھ آپ نے ہمارے امام حسن عسکری علیہ السلام کی فضیلت کے بارے میں مشاہدہ کیا ہے وہ بیان کیجیے۔

وہ امام علیہ السلام کی شان میں یوں گویا ہوا:

میرے استاذ علویوں میں بارز و بے نظیر شخصیت تھے۔ میں نے اُن جیسی شخصیت زندگی بھر نہیں دیکھی۔ وہ جس گھوڑے پر سوار ہوتے تھے اس کی زین و برگ سندس کی اور آبی رنگ کی ہوتی تھی۔ وہ سوموار اور جمعرات کو دارالخلافہ سامرہ تشریف

لے جاتے تھے۔

ایک دفعہ ایسا دیکھنے میں آیا کہ راستے پر لوگوں کی ہر طرف بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ ایک اژدہام تھا کہ راستہ چلنے کی کوئی جگہ ہی نہ تھی۔ ہر طرف گھوڑے، خچر، گدھے تاحدِ نگاہ موجود تھے۔ ہر طرف شور تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی لیکن اس اثناء میں میرے سردار امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری نمودار ہوئی۔ جونہی آپؑ تشریف لائے ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ گھوڑوں، گدھوں کی آوازیں خاموش ہوگئیں۔ جب جس طرف سے گزرتے گھوڑے، گدھے، خچر سب اِدھر اُدھر ہوجاتے۔ اس طرح راستہ کھل گیا۔ آپؑ کے سامنے کوئی مزاحمت باقی نہ رہی۔ آپؑ جب دارالخلافہ میں تشریف لے گئے وہاں کچھ لمحہ بیٹھے جس وقت آپؑ نے واپسی کا ارادہ کیا تو دربان نے آواز لگائی کہ ابومحمدؑ کی سواری حاضر کی جائے۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ امامؑ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور واپس چلے آئے۔

ایک دفعہ عباسی خلیفہ نے آپؑ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ امامؑ پریشان ہوئے مبادا کسی علوی نے ازراہ حسد بادشاہ سے ان کے بارے میں کوئی چغلی نہ کھائی ہو؟ آپؑ اپنے مرکب پر سوار ہوئے اور تشریف لے گئے۔ جب دربار میں پہنچے تو آپؑ کے حضور کہا گیا کہ خلیفہ دربار سے چلے گئے ہیں۔ اگر مناسب سمجھیں تو تشریف رکھیں یا واپس چلے جائیں۔ آپؑ وہاں سے اُٹھے اور واپسی کا ارادہ کیا۔ سواری پر سوار ہوئے اور چوپاؤں کے بازار میں پہنچ گئے۔ اس وقت لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ چوپاؤں کا بھی ہر طرف رش تھا۔ ایک شور شرابے کا ماحول تھا۔ جونہی امامؑ کی سواری نے قدم رکھا ہر طرف خاموشی چھا گئی حتیٰ کہ چوپائے بھی خاموش ہوگئے۔ آپؑ ایک مال فروخت کرنے والے آدمی کے پاس پہنچے تاکہ اپنے لیے ایک گھوڑا خریدیں۔ اُس آدمی نے آپؑ کے حضور ایک مست بے قابو ہونے والا اور دولتیاں مارنے والا

گھوڑا حاضر کیا۔ وہ گھوڑا اس قدر خطرناک تھا کہ کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ اس کے قریب جائے۔ اُس نے نقصان کی بنیاد پر امامؑ کے ہاتھ گھوڑا بیچ دیا۔

گھوڑا خریدنے کے بعد آپؑ نے میری طرف رُخِ انور کیا اور فرمایا: محمد، اُٹھو اور زین و برگ اس گھوڑے پر رکھو۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھے امامؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ خیال رکھنا کہیں اس گھوڑے سے تمہیں اذیت نہ پہنچے۔ پس میں نے اُسے لگام دیا، اس کے اُوپر زین رکھی۔ اس دوران گھوڑا پُرسکون کھڑا رہا اور اس نے اِدھر اُدھر کوئی حرکت نہ کی۔ میں اُسے امامؑ کی خدمت میں لے آیا تا کہ آپؑ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہو جائیں۔ اِس دوران مال فروش ہمارے پاس آیا اور اُس نے کہا: یہ گھوڑا میں نہیں بیچنا چاہتا اسے واپس کر دیا جائے۔ امامؑ نے مجھے حکم دیا کہ گھوڑے کی لگام اسے تھما دو۔ جونہی اُس دلّال نے گھوڑے کی لگام اپنے ہاتھ میں لی گھوڑے نے دوبارہ اپنی حرکتیں شروع کر دیں۔ امامؑ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے کہ وہاں سے روانہ ہو جائیں۔ پھر وہ دلّال آیا اور کہا کہ گھوڑے کا مالک کہتا ہے: جب مجھے پتا چلا کہ یہ گھوڑا دولتیاں مارنے والا ہے تو میں نے اِسے آپؑ سے واپس لے لیا۔ اگر آپؑ اس گھوڑے کی وضع کو جانتے ہیں تو پھر یہ قابلِ فروخت ہے آپؑ لے جائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں میں اس کی وضع سے واقف ہوں کہ یہ گھوڑا کس قسم کا ہے۔ دلّال نے کہا: ٹھیک ہے یہ آپؑ لے لیں۔ امامؑ نے مجھے فرمایا: اس سے گھوڑا لے لیجیے۔ میں نے گھوڑے کو پکڑا اور اصطبل میں لے آیا۔ آقا کی برکت سے اس گھوڑے نے مجھے معمولی سی تکلیف بھی نہ دی۔

جب امام علیہ السلام اپنے خانۂ اقدس میں تشریف لے آئے تو گھوڑے کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے دائیں کان کو پکڑا اور دعا پڑھی۔ پھر اس کے بائیں کان

کو پکڑا اور دعا پڑھی: بخدا جب میں اس کے سامنے جوتے لے جاتا اور اس کے سامنے ڈالتا اور آنکھیں اوپر نیچے کرتا وہ میرے سامنے ذرا برابر حرکت نہ کرتا۔ یہ سب کچھ میرے آقا و مولا امام حسن عسکری علیہ السلام کی برکت تھی کہ وہ شرارتی گھوڑا رام ہو گیا تھا۔

ابو محمد نے کہا کہ ابوعلی نے کہا کہ "چموش" اُس گھوڑے کو کہا جاتا ہے کہ جو اپنے سوار کو زمین پر گرا دے یا دیوار پر دے مارے یا پھر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے یا اپنے سوار کو دولتیاں مارے۔

کیا حجت خدا قیمتی، خوب صورت اور سفید لباس پہنتے ہیں؟

اَلْفَزَارِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ:

وَجَّهَ قَوْمٌ مِنَ الْمُفَوِّضَةِ وَالْمُقَصِّرَةِ كَامِلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْمَدَنِيَّ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام، قَالَ كَامِلٌ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: أَسْأَلُهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَ مَعْرِفَتِي وَقَالَ بِمَقَالَتِي۔

قَالَ: فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَى سَيِّدِي أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام، نَظَرْتُ إِلَى ثِيَابٍ بَيَاضٍ نَاعِمَةٍ عَلَيْهِ ۔ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: وَلِيُّ اللهِ وَحُجَّتُهُ يَلْبَسُ النَّاعِمَ مِنَ الثِّيَابِ وَيَأْمُرُنَا نَحْنُ بِمُوَاسَاةِ الْإِخْوَانِ وَيَنْهَانَا عَنْ لُبْسِ مِثْلِهِ۔

فَقَالَ مُتَبَسِّمًا: يَا كَامِلُ وَحَسَرَ ذِرَاعَيْهِ فَإِذَا مِسْحٌ أَسْوَدُ خَشِنٌ عَلَى جِلْدِهِ فَقَالَ: هٰذَا لِلّٰهِ وَهٰذَا لَكُمْ۔

فَسَلَّمْتُ وَجَلَسْتُ إِلَى بَابٍ عَلَيْهِ سِتْرٌ مُرْخًى، فَجَاءَتِ

الرِّيحُ فَكَشَفَتْ طَرَفَهُ، فَإِذَا أَنَا بِفَتًى كَأَنَّهُ فِلْقَةُ قَمَرٍ مِنْ أَبْنَاءِ أَرْبَعِ سِنِينَ أَوْمِثْلِهَا، فَقَالَ لِي: يَا كَامِلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ!

فَاقْشَعْرَرْتُ مِنْ ذٰلِكَ وَأُلْهِمْتُ أَنْ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا سَيِّدِي!

فَقَالَ: جِئْتَ إِلَى وَلِيِّ اللهِ وَحُجَّتِهِ وَبَابِهِ تَسْأَلُهُ هَلْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَ مَعْرِفَتَكَ وَقَالَ بِمَقَالَتِكَ؟

فَقُلْتُ: إِي وَاللهِ۔

قَالَ: إِذَنْ وَاللهِ يَقِلَّ دَاخِلُهَا، وَاللهِ إِنَّهُ لَيَدْخُلُهَا قَوْمٌ يُقَالُ لَهُمُ الْحَقِّيَّةُ۔

قُلْتُ: يَا سَيِّدِي! وَمَنْ هُمْ؟

قَالَ: قَوْمٌ مِنْ حُبِّهِمْ لِعَلِيٍّ علیہ السلام، يَحْلِفُونَ بِحَقِّهِ وَلَا يَدْرُونَ مَا حَقُّهُ وَفَضْلُهُ۔

ثُمَّ سَكَتَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ عَنِّي سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: وَجِئْتَ تَسْأَلُهُ عَنْ مَقَالَةِ الْمُفَوِّضَةِ، كَذَبُوا، بَلْ قُلُوبُنَا أَوْعِيَةٌ لِمَشِيَّةِ اللهِ، فَإِذَا شَاءَ شِئْنَا وَاللهُ يَقُولُ: ﴿وَمَا تَشَاؤُنَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللهُ﴾۔ (سورۂ دہر، آیت ۳۰)

ثُمَّ رَجَعَ السِّتْرُ إِلَى حَالَتِهِ فَلَمْ أَسْتَطِعْ كَشْفَهُ۔

فَنَظَرَ إِلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام، مُتَبَسِّمًا فَقَالَ: يَا كَامِلُ! مَا جُلُوسُكَ؟ قَدْ أَنْبَأَكَ بِحَاجَتِكَ الْحُجَّةُ مِنْ بَعْدِي۔

فَقُمْتُ وَخَرَجْتُ وَلَمْ أُعَايِنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ۔

قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ: فَلَقِيتُ كَامِلًا، فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ

فَحَدَّثَنِی بِهِ (بحار الانوار، ج ۲۵، ص ۳۲۸ و ۵۰، ص ۲۵۳)

محمد بن احمد انصاری کا بیان ہے: کچھ مفوضہ اور مقصرہ لوگوں نے کامل بن ابراہیم مدنی کو کچھ مسائل کے ساتھ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں بھیجا۔ کامل کا اپنا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں امامؑ سے یہ سوال کروں گا کہ کیا صرف مجھ جیسی معرفت و عقیدت رکھنے والے انسان جنت میں داخل ہوں گے۔

وہ کہتا ہے کہ میں اپنے سردار و سرور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہِ امامت میں پہنچا تو میں نے انھیں سفید خوب صورت اور قیمتی لباس میں دیکھا تو میرے دل میں آیا کہ یہ اللہ کے ولی ہیں، حجتِ خدا ہیں اور خود ایسے قیمتی لباس پہنتے ہیں اور ہمیں اپنے برادرانِ ایمانی کے ساتھ مواسات کا حکم دیتے ہیں اور ایسے لباس سے منع کرتے ہیں۔

فوراً آپؑ نے تبسم آمیز لہجے میں فرمایا: اے کامل! اِدھر دیکھو آپ نے اپنی آستینیں اُٹھیں تو دیکھا کہ آپؑ نے اس لباس کے نیچے موٹا اور کھردرا لباس پہن رکھا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ لباس اللہ کے لیے ہے اور یہ لباس تمھارے لیے ہے۔

میں نے آپؑ کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ سامنے دروازے پر پردہ پڑا ہوا تھا میں وہاں بیٹھا تھا کہ ہوا کا ایک جھونکا آیا اور پردہ دروازے سے ہٹا۔ اچانک میری نگاہ ایک خوب صورت ترین بچے پر پڑی گویا کہ وہ چودھویں کا چاند ہے جس کی عمر چار سال کے لگ بھگ تھی۔ انھوں نے مجھے کہا: اے کامل بن ابراہیم! جب انھوں نے میرا نام لیا تو میرے جسم میں بجلی سی کوند گئی اور میں اپنی جگہ لرز کر رہ گیا اور بے اختیار کہا: آقائی من! میں حاضر ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: تیرے سامنے ولی اللہ، حجت اللہ اور بابِ اللہ موجود ہے تو

یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ہاں صرف وہ جو میرا عقیدہ و مذہب رکھتا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں! بخدا یہی میرا سوال ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اگر یہ تیرا عقیدہ صحیح ہے تو اس عقیدہ والے بہت کم لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ جنت میں وہ لوگ داخل ہوں گے جنھیں حقیہ کہا جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا: وہ کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جو امام علیؑ سے محبت رکھتے ہیں اور حق پر صرف انھیں ہی جانتے ہیں اور اُنھیں بعد از رسول اللہؐ سب پر فضیلت دیتے ہیں۔

آپؑ نے تھوڑا سا توقف کیا اور پھر فرمایا: تو مفوضہ کے بارے میں پوچھنے کے لیے آیا ہے؟ وہ جھوٹے ہیں ہم مشیت خداوندی کے پابند ہیں۔ جو وہ چاہتا ہے ہم وہی چاہتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: ''تم نہیں چاہتے مگر وہ جو اللہ چاہتا ہے۔ اس دوران پردہ گرا جو میرے اور ان کے درمیان حائل ہوگیا۔ مجھے جرأت نہ ہوئی کہ اُسے ہٹاؤں۔

اس دوران حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے میری طرف دیکھا اور تبسم آمیز لہجے میں فرمایا: اے کامل! تیری حوائج پوری ہوچکی ہیں۔ تیرے سوالات کے جوابات اُس نے دیے ہیں جو میرے بعد حجت خدا ہیں۔ اب مزید بیٹھنے کا فائدہ نہیں۔

کامل کہتا ہے کہ میں اپنی جگہ سے اُٹھا اور واپس چلا آیا اور اُنھیں دوبارہ نہ دیکھ سکا۔

ابونعیم راوی کا بیان ہے: میں نے کامل سے ملاقات کی اور اس سے یہ حدیث سنی اور اُس نے مجھے یہ حدیث سنائی۔

میں کس صورت میں میں اپنا قرض ادا کروں گا؟

رُوِیَ أَبُوْهَاشِمٍ: أَنَّهُ رَكِبَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ علیه السلام ،يَوْماً إِلَى الصَّحْرَاءِ، فَرَكِبْتُ مَعَهُ فَبَيْنَمَا يَسِيْرُ قُدَّامِيْ وَأَنَا خَلْفَهُ، إِذْ عَرَضَ لِيْ فِكْرٌ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلَيَّ قَدْ حَانَ أَجَلُهُ، فَجَعَلْتُ أُفَكِّرُ فِيْ أَيِّ وَجْهٍ قَضَاؤُهُ۔

فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَقَالَ: اللهُ يَقْضِيهِ۔

ثُمَّ انْحَنَى عَلَى قَرَبُوسِ سَرْجِهِ ، فَخَطَّ بِسَوْطِهِ خَطَّةً فِي الْأَرْضِ فَقَالَ: يَا أَبَا هَاشِمٍ! انْزِلْ فَخُذْ وَاكْتُمْ۔

فَنَزَلْتُ وَ إِذَا سَبِيْكَةُ ذَهَبٍ ۔ قَالَ: فَوَضَعْتُهَا فِي خُفِّيْ، وَسِرْنَا فَعَرَضَ لِيَ الْفِكْرُ فَقُلْتُ: إِنْ كَانَ فِيْهَا تَمَامُ الدَّيْنِ وَ إِلاَّ فَإِنِّيْ أُرْضِيْ صَاحِبَهُ بِهَا وَيَجِبُ أَنْ نَنْظُرَ فِيْ وَجْهِ نَفَقَةِ الشِّتَاءِ وَمَا نَحْتَاجُ إِلَيْهِ فِيْهِ مِنْ كِسْوَةٍ وَغَيْرِهَا۔

فَالْتَفَتَ إِلَيَّ ثُمَّ انْحَنَى ثَانِيَةً ، فَخَطَّ بِسَوْطِهِ مِثْلَ الْأُوْلَى، ثُمَّ قَالَ: انْزِلْ وَخُذْ وَاكْتُمْ۔

قَالَ: فَنَزَلْتُ فَإِذَا بِسَبِيْكَةٍ فَجَعَلْتُهَا فِي الْخُفِّ الْآخَرِ وَسِرْنَا يَسِيْرًا۔

ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى مَنْزِلِهِ وَانْصَرَفْتُ إِلَى مَنْزِلِيْ ، فَجَلَسْتُ وَحَسَبْتُ ذٰلِكَ الدَّيْنَ وَعَرَفْتُ مَبْلَغَهُ ، ثُمَّ وَزَنْتُ سَبِيْكَةَ الذَّهَبِ، فَخَرَجَ بِقِسْطِ ذٰلِكَ الدَّيْنِ مَا زَادَتْ وَلَا نَقَصَتْ۔

ثُمَّ نَظَرْتُ مَا نَحْتَاجُ إِلَيْهِ لِشَتْوَتِيْ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ ، فَعَرَفْتُ مَبْلَغَهُ الَّذِيْ لَمْ يَكُنْ بُدٌّ مِنْهُ عَلَى الْإِقْتِصَادِ بِلَا تَقْتِيْرٍ وَلَا

إِسْرَافٍ، ثُمَّ وَزَنْتُ سَبِيكَةَ الْفِضَّةِ فَخَرَجَتْ عَلَى مَا قَدَّرْتُهُ مَا زَادَتْ وَلَا نَقَصَتْ۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۶۰)

ابوہاشم جعفری کی روایت ہے: ایک سفر میں مَیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ ان کی سواری آگے آگے چل رہی تھی اور میں ان کے پیچھے چلا آرہا تھا۔ میں نے کسی آدمی کا قرض دینا تھا۔ قرض چکانے کی تاریخ بالکل قریب تھی۔ میں سخت پریشان تھا کہ یہ قرض کس طرح چکاؤں گا؟

اس دوران میرے سردار و سرور امام حسن عسکری علیہ السلام نے میری طرف رُخِ انور فرمایا اور کہا: تمہارا قرض اللہ تعالیٰ چکائے گا، اپنے مرکب پر سواری کی حالت میں تھوڑا سا زمین کی طرف جھکے اور اپنے تازیانے کے ساتھ زمین پر خط کھینچا اور فرمایا: ابوہاشم نیچے آؤ اور اِسے اُٹھاؤ اور اپنے ہاں اِسے چھپالو۔ میں فوراً نیچے آیا میں نے دیکھا تو وہ خالص سونے کی ڈلی تھی اور اُسے اپنی جوتی میں رکھا۔ پھر مجھے فکر دامن گیر ہوئی۔ اگر یہ سونا اس قرض کے برابر ہوا تو ٹھیک بصورتِ دیگر قرض خواہ کو اِسی پر راضی کرلوں گا لیکن سردیوں کی آمد آمد ہے اور سردیوں کے اخراجات کپڑے وغیرہ اور دوسری ضروریات بھی ہیں۔ ان کی رقم نہیں ہے اس کا کیا ہوگا؟

جعفری کہتا ہے: میرے امامؑ نے پھر مجھے پکارا۔ پھر آپؑ زمین کی طرف جھکے اور تازیانہ سے زمین پر خط کھینچا اور فرمایا: نیچے آؤ اور اِسے اُٹھاؤ اور اپنے ہاں چھپالو۔ جب میں نیچے اُترا تو وہ خالص چاندی تھی، اُسے مَیں نے دوسری جوتی میں رکھا۔

جب سفر ختم ہوا تو وہ اپنے خانۂ اقدس کی طرف تشریف لے گئے اور میں اپنے گھر کی طرف چلا آیا۔ میں نے جب اُس سونے کا حساب کیا تو وہ میرے قرض کے بالکل برابر تھا، نہ کم تھا اور نہ زیادہ تھا۔

پھر میں نے اپنے موسمِ سرما کے اخراجات کا حساب لگایا اور جس جس چیز کی

مجھے ضرورت تھی اُسی کے مطابق حساب کیا اور اُس چاندی کی ڈلی کا وزن کیا تو وہ میری سرمائی ضرورت کے بالکل برابر تھی، نہ زیادہ تھی اور نہ کم تھی۔

اس خچر کو لگام دے دو

رُوِيَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ الْقَزْوِينِيِّ قَالَ:

كُنْتُ مَعَ أَبِي بِسُرَّ مَنْ رَأَى، وَكَانَ أَبِي يَتَعَاطَى الْبَيْطَرَةَ فِي مَرْبِطِ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، وَكَانَ عِنْدَ الْمُسْتَعِينِ بَغْلٌ لَمْ يُرَ مِثْلُهُ حُسْناً وَكِبَراً، وَكَانَ يَمْنَعُ ظَهْرَهُ وَاللِّجَامَ، وَجَمَعَ الرُّوَّاضَ فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ حِيلَةٌ فِي رُكُوبِهِ۔

فَقَالَ لَهُ بَعْضُ نُدَمَائِهِ: أَلَا تَبْعَثُ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ الرِّضَا حَتَّى يَجِيءَ، فَإِمَّا أَنْ يَرْكَبَهُ، وَإِمَّا يَقْتُلَهُ؟!

فَبَعَثَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، وَمَضَى مَعَهُ أَبِي۔

فَلَمَّا دَخَلَ الدَّارَ نَظَرَ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام إِلَى الْبَغْلِ وَاقِفاً فِي صَحْنِ الدَّارِ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى كَتِفِهِ، فَعَرِقَ الْبَغْلُ، ثُمَّ صَارَ إِلَى الْمُسْتَعِينِ فَرَحَّبَ بِهِ، وَقَالَ: أَلْجِمْ هَذَا الْبَغْلَ؟!

فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام، لِأَبِي: أَلْجِمْهُ۔

فَقَالَ الْمُسْتَعِينُ: أَلْجِمْهُ أَنْتَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ!

فَقَامَ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام، فَوَضَعَ طَيْلَسَانَهُ، فَأَلْجَمَهُ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَجْلِسِهِ۔

فَقَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! أَسْرِجْهُ!

فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام، لِأَبِي: أَسْرِجْهُ۔

فَقَالَ الْمُسْتَعِيْنُ: أَسْرِجْهُ أَنْتَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ!
فَقَامَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ علیہ السلام ، ثَانِيَةً فَأَسْرَجَهُ وَرَجَعَ۔
فَقَالَ: تَرٰى أَنْ تَرْكَبَهُ؟
قَالَ: نَعَمْ۔
فَرَكِبَهُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ علیہ السلام ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَمْتَنِعَ عَلَيْهِ، ثُمَّ رَكَضَهُ فِي الدَّارِ، ثُمَّ حَمَلَهُ عَلَى الْهَمْلَجَةِ، فَمَشٰى أَحْسَنَ مَشْيٍ، ثُمَّ نَزَلَ فَرَجَعَ إِلَيْهِ۔
فَقَالَ الْمُسْتَعِيْنُ: قَدْ حَمَلَكَ عَلَيْهِ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔
فَقَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ علیہ السلام ، لِغُلَامِهِ: خُذْهُ۔
فَأَخَذَهُ وَقَادَهُ۔ (بحارالانوار، ج۵۰، ص۲۶۶)

احمد بن حارث قزوینی کا کہنا ہے: میں اپنے والد کے ساتھ سامرہ میں رہ رہا تھا اور وہاں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصطبل میں چوپاؤں کی تعلبدی کرتے تھے۔ اُن دنوں مستعین عباسی خلیفہ کے پاس ایک قیمتی اور خوب صورت خچر آیا ہوا تھا، جو بہت ہی مست اور لڑاکا تھا۔ اپنے قریب کسی کو نہیں آنے دیتا تھا۔ لڑنے مارنے پر اتر آتا تھا۔ کسی کو جرأت نہ تھی کہ اُس پر زین رکھے اور اُسے لگام دے سواری کی بات تو علیحدہ تھی۔

مستعین کے کسی ندیم نے اُسے کہا کہ میری یہ تجویز اچھی رہے گی۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجو کہ وہ یہاں آئیں اور اِس پر سواری کریں تو دو کاموں میں سے ایک کام ضرور ہوگا یا یہ رام ہو جائے گا یا یہ اُنھیں مار ڈالے گا۔

مستعین نے آپؑ کی طرف پیغام بھیجا تو آپؑ جب اُدھر چلے میرا والد بھی اُن کے ساتھ تھا۔ جب آپؑ وہاں تشریف لے گئے تو آپؑ نے دیکھا کہ وہ خچر گھر کے صحن میں موجود تھا۔ آپؑ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو خچر پسینہ پسینہ ہوگیا۔ پھر آپؑ

مستعین کی طرف تحریف لے گئے۔ اُس نے آپؑ کے احترام کے لیے آپؑ کو خوش آمدید کہا اور پھر کہا کہ اے ابو محمدؑ! اس خچر کو لگام دے دیجیے۔

امام علیہ السلام نے میرے والد سے کہا کہ جاؤ اور اِسے لگام دو۔

لیکن مستعین نے کہا: یا ابو محمدؑ! خود آپؑ اسے لگام دیجیے۔ یہ سن کر امام علیہ السلام نے اپنی عبا ایک طرف رکھی اور اُسے لگام دی اور پھر اپنی جگہ پر واپس آ گئے۔

مستعین نے کہا کہ اے ابو محمدؑ! اس پر زین رکھیے!

آپؑ نے میرے والد سے فرمایا: جاؤ اور اس پر زین رکھ دو۔

مستعین نے کہا: یا ابو محمدؑ! خود آپؑ اس پر زین رکھیے۔

آپؑ دوبارہ اپنی جگہ سے اُٹھے اور اس پر زین رکھی اور واپس اپنی جگہ پر آئے۔

مستعین نے کہا: کیا آپؑ اس پر سواری کریں گے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

بس آپؑ اپنی جگہ سے اُٹھے اور اس خچر پر سوار ہوئے۔ آپؑ نے کسی قسم کی پریشانی کا اظہار تک نہ کیا۔ پھر آپؑ نے اس کی رکاب کھینچی اور اُسے دوڑایا۔ پھر آپؑ نے اُسے آرام سے چلایا۔ پھر آپؑ واپس آئے اور اس سے نیچے اُتر آئے۔

مستعین نے کہا کہ یہ خچر آپؑ کا ہے۔

آپؑ نے میرے والد سے کہا: اِسے لے لو۔

میرے والد نے خچر کو پکڑا اور اپنے ساتھ لے آئے۔

یہ پیدا مدینے میں ہوئے پھر وہ اُن لوگوں کی زبان میں کس طرح بات کرتے ہیں؟

رُوِيَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ نُصَيْرِ الْخَادِمِ قَالَ:

سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عليه السلام ، غَيْرَ مَرَّةٍ يُكَلِّمُ غِلْمَانَهُ وَغَيْرَهُمْ بِلُغَاتِهِمْ وَفِيهِمْ رُومٌ وَتُرْكٌ وَصَقَالِبَةٌ ، فَتَعَجَّبْتُ مِنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ: هٰذَا وُلِدَ بِالْمَدِينَةِ ؟!

وَلَمْ يَظْهَرْ لِأَحَدٍ ، حَتّٰى قَضٰى أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام ، وَلَا رَآهُ أَحَدٌ فَكَيْفَ؟ هٰذَا أُحَدِّثُ بِهٰذَا نَفْسِيْ۔

فَأَقْبَلَ عَلَيَّ وَقَالَ:

إِنَّ اللّٰهَ بَيَّنَ حُجَّتَهُ مِنْ بَيْنِ سَائِرِ خَلْقِهِ وَأَعْطَاهُ مَعْرِفَةَ كُلِّ شَيْءٍ ، فَهُوَ يَعْرِفُ اللُّغَاتِ وَالْأَنْسَابَ وَالْحَوَادِثَ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحُجَّةِ وَالْمَحْجُوجِ فَرْقٌ ۔ (بحارالانوار، ج۵۰، ص۲۶۸)

ابوحمزہ نصیر خادم کی روایت ہے: میں نے بارہا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو مختلف زبان رکھنے والے غلاموں سے ان کی زبان میں بات کرتے دیکھا۔ کچھ غلام ترکی سے ہوتے، کچھ کا تعلق روم سے ہوتا اور کچھ صقالبی ہوتے۔ مجھے اس بات سے تعجب ہوتا اور دل میں کہتا ہوں: یہ پیدا تو مدینے میں ہوئے ہیں؟ لیکن ہر زبان بول لیتے ہیں!

میں نے اپنے دل کی بات کسی پر ظاہر نہ کی یہاں تک کہ دسویں امام حضرت ابوالحسنؑ شہید کردیے گئے۔ میں نے یہ بات اپنے دل میں رکھی کہ وہ اس طرح مختلف زبانوں میں گفتگو کس طرح کرتے ہیں؟

ایک دن آپؑ نے مجھ سے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے اپنی حجت کو باقی تمام لوگوں سے ممتاز قرار دیا ہے اُسے ہر چیز کی معرفت عطا کی وہ تمام لُغات، انساب اور حوادث کو جان سکتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر حجت اور باقی لوگوں میں کیا فرق رہ

جاتا۔

آپ نظر کرم فرمائیں کہ خدا مجھے بیٹا دے دے

رُوِیَ أَبُو سُلَیْمَانَ دَاوُدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمَالِکِیُّ

عَنِ ابْنِ الْفُرَاتِ قَالَ:

کُنْتُ بِالْعَسْکَرِ قَاعِدًا فِي الشَّارِعِ وَکُنْتُ أَشْتَهِي الْوَلَدَ

شَهْوَةً شَدِیْدَةً ، فَأَقْبَلَ أَبُوْمُحَمَّدٍ علیہ السلام ، فَارِسًا فَقُلْتُ:

تَرَانِي أُرْزَقُ وَلَدًا؟

فَقَالَ بِرَأْسِهِ، نَعَمْ۔

فَقُلْتُ: ذَکَرًا؟

فَقَالَ بِرَأْسِهِ، لَا۔

فَوُلِدَتْ لِي ابْنَةٌ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۶۸)

ابن فرات کا بیان ہے: میں سامرہ میں ایک خیابان میں بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے بیٹے کی سخت پیاس تھی۔ اسی وقت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری کا وہاں سے گزر ہوا۔ میں نے ان کے حضور عرض کیا: نظر کرم فرمائیں کہ مجھے اللہ بیٹا دے دے۔

آپ نے اپنے سر مبارک سے اشارہ فرمایا: جی ہاں۔

میں عرض کیا: بیٹا ہونا چاہیے۔

آپ نے پھر اپنے سر مبارک سے اشارہ فرمایا: نہیں۔

پس اللہ نے مجھے بیٹی عطا کی۔

میرے بیٹے احمد کے لیے دعا فرمائیں

رُوِیَ أَبُو سُلَیْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ یَزِیْدَ الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ رِمْش

قَالَ:

اعْتَلَّ ابْنِي أَحْمَدُ وَرَكِبْتُ بِالْعَسْكَرِ وَهُوَ بِبَغْدَادَ، فَكَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام، أَسْأَلُهُ الدُّعَاءَ۔

فَخَرَجَ تَوْقِيعُهُ: أَوَمَا عَلِمَ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابًا؟

فَمَاتَ الْابْنُ۔ (ایضاً، ص ۴۳۹)

علی بن یزید معروف ابن رمش کی روایت ہے: میرے بیٹے احمد بیمار ہوئے اور میں سامرہ گیا ہوا تھا۔ اس وقت میرا بیٹا بغداد میں تھا۔ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ اس کے لیے دعا فرمائیں۔

آنحضرتؑ نے جواب میں لکھا: کیا تو نہیں جانتا ہر چیز کی عمر معین ہوتی ہے؟

آخر میرا بیٹا اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

اے میرے سردار! میں آپ کا کھانا لاؤں؟

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ زِيَادٍ الْهَمَدَانِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هَاشِمٍ دَاوُدُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ:

كُنْتُ فِي الْحَبْسِ الْمَعْرُوفِ بِحَبْسِ صَالِحِ بْنِ وَصِيفٍ الْأَحْمَرِ أَنَا وَالْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَقِيقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْعَمْرِيُّ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ، إِذْ وَرَدَ عَلَيْنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ علیہ السلام وَأَخُوهُ جَعْفَرٌ۔

فَحَفَفْنَا لَهُ إِلَى خِدْمَتِهِ، وَكَانَ الْمُتَوَلِّي لِحَبْسِهِ صَالِحَ بْنَ وَصِيفٍ، وَكَانَ مَعَنَا فِي الْحَبْسِ رَجُلٌ جُمَحِيٌّ يَقُولُ: إِنَّهُ عَلَوِيٌّ۔

قَالَ: فَالْتَفَتَ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام، فَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ فِيكُمْ مَنْ لَيْسَ مِنْكُمْ لَأَعْلَمْتُكُمْ مَتَى يُفَرَّجُ عَنْكُمْ - وَأَوْمَأَ إِلَى الْجُمَحِيِّ - أَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ۔

فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام: هَذَا الرَّجُلُ لَيْسَ مِنْكُمْ فَاحْذَرُوهُ، فَإِنَّ فِي ثِيَابِهِ قِصَّةً قَدْ كَتَبَهَا إِلَى السُّلْطَانِ يُخْبِرُهُ بِمَا تَقُولُونَ فِيهِ - فَقَامَ بَعْضُهُمْ فَفَتَّشَ ثِيَابَهُ، فَوَجَدَ فِيهَا الْقِصَّةَ يَذْكُرُنَا فِيهَا بِكُلِّ عَظِيمَةٍ۔

وَكَانَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ عليه السلام يَصُومُ، فَإِذَا أَفْطَرَ أَكَلْنَا مَعَهُ مِنْ طَعَامٍ كَانَ يَحْمِلُهُ غُلَامُهُ إِلَيْهِ فِي جُونَةٍ مَخْتُومَةٍ، وَكُنْتُ أَصُومُ مَعَهُ۔

فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ ضَعُفْتُ فَأَفْطَرْتُ فِي بَيْتٍ آخَرَ عَلَى كَعْكَةٍ وَمَا شَعَرَ بِي وَاللهِ أَحَدٌ، ثُمَّ جِئْتُ فَجَلَسْتُ مَعَهُ فَقَالَ لِغُلَامِهِ: أَطْعِمْ أَبَا هَاشِمٍ شَيْئًا، فَإِنَّهُ مُفْطِرٌ۔

فَتَبَسَّمْتُ، فَقَالَ: مَا يُضْحِكُكَ يَا أَبَا هَاشِمٍ! إِذَا أَرَدْتَ الْقُوَّةَ فَكُلِ اللَّحْمَ، فَإِنَّ الْكَعْكَ لَا قُوَّةَ فِيهِ۔

فَقُلْتُ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ وَأَنْتُمْ فَأَكَلْتُ۔

فَقَالَ لِي: أَفْطِرْ ثَلَاثًا، فَإِنَّ الْمُنَّةَ لَا تَرْجِعُ إِذَا نَهَكَهُ الصَّوْمُ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ۔

فَلَمَّا كَانَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَرَادَ اللهُ سُبْحَانَهُ أَنْ يُفَرِّجَ عَنْهُ جَاءَهُ الْغُلَامُ فَقَالَ: يَا سَيِّدِي! أَحْمِلُ فُطُورَكَ؟

فَقَالَ: احْمِلْ وَمَا أَحْسَبُنَا نَأْكُلُ مِنْهُ۔

فَحَمَلَ الطَّعَامَ الظُّهرَ وَأُطْلِقَ عِنْدَ الْعَصْرِ وَهُوَ صَائِمٌ
فَقَالَ: كُلُوا هَنَّأَكُمُ اللهُ۔ (اعلام الوریٰ، ص ۳۷۳)

علی بن ابراہیم راوی ہیں: ابوہاشم داؤد بن قاسم کہتے ہیں: جن دنوں میں حسن بن محمد عقیقی، محمد بن ابراہیم عمری اور فلاں فلاں لوگ صالح بن وصیف احمد کے زندان میں محبوس تھے حضرت امام حسن عسکریؑ اور ان کے بھائی جعفر کو بھی اُسی زندان میں لایا گیا۔ جونہی وہ بزرگوار وارد ہوئے ہم نے آنحضرتؑ کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کیا۔

صالح بن وصیف آنحضرتؑ کے حبس پر مامور تھا۔ ہمارے درمیان ایک جمحی نامی آدمی تھا۔ وہ اپنے آپ کو علوی کہلواتا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ جب امامؑ زندان میں داخل ہوئے تو اُس آدمی پر نگاہ کی اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر تمھارے درمیان اجنبی نہ ہوتا تو تمھیں بتاتا کہ تم نے کس وقت یہاں سے آزاد ہونا ہے۔ اس اشارہ سے وہ جمحی نامی آدمی وہاں سے دُور چلا گیا۔

آپؑ نے ہمیں فرمایا: یہ آدمی تم میں سے نہیں ہے۔ اس سے بچ کر رہیے یہ حکومتی آدمی ہے۔ اس نے اپنے لباس میں نوٹ بک چھپا رکھی ہے جس میں تمھاری تمام گفتگو لکھی ہوئی ہے جو تم آپس میں کرتے رہے ہو۔ یہ خفیہ ڈائری حاکم کے پاس جائے گی۔

ہمارا ایک آدمی فوراً وہاں سے اُٹھا اور اس کے لباس کی تلاشی لی تو واقعی زندان کی تمام رُوئیداد اُس میں لکھی ہوئی تھی تاکہ وہ حاکم کو پیش کر سکے۔

ابوہاشم کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام زندان میں روزانہ روزہ رکھتے تھے اور ان کا غلام ان کے گھر سے افطار کا سامان لاتا تھا۔ میں بھی روزہ رکھتا تھا اور

ان کے ساتھ دسترخوان پر ان کے کھانے سے روزہ افطار کرتا تھا۔ کچھ دنوں بعد مجھ میں کمزوری پیدا ہوگئی تو میں نے روزہ نہ رکھا اور اپنے کمرے میں تھوڑی سی نان کمک کھائی۔ جب میں نے اُسے کھایا تو مجھے دیکھنے والا کوئی نہ تھا۔ میں اپنے کمرے سے نکلا اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں جا بیٹھا۔

آپؑ نے اپنے غلام سے کہا: ابوہاشم کے لیے کھانا لاؤ کہ انھیں آج روزہ نہیں ہے۔ یہ سن کر میں مسکرا دیا۔

آپؑ نے فرمایا: کیوں ہنس پڑے ہو اگر طاقت چاہتے ہو تو گوشت کھاؤ۔ نان کمک میں تو کوئی طاقت نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: اللہ اور اُس کے رسولؐ اور آپؑ نے سچ فرمایا: میں نے ابھی نان کمک کھائی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اب تین دن روزہ نہ رکھو اور اپنے آپ کو کمزور نہ کرو۔ خداوند تعالیٰ نے جس دن آپ کی آزادی چاہی۔ آپؑ کا غلام آیا اور عرض کی: اے میرے سردار! میں آپؑ کا افطار لے آؤں؟

آپؑ نے فرمایا: لے آ، لیکن ہم اُس میں سے نہیں کھائیں گے۔ ابھی ظہر کا وقت تھا کہ ان بزرگوار کا کھانا لایا گیا اور اُسی دن عصر کے وقت آنحضرتؑ کو زندان سے رہائی مل گئی۔ جس وقت آپؑ زندان سے باہر جانے لگے تو فرمایا: یہ غذا کھایئے خداوند تعالیٰ تمھیں مبارک کرے۔

آقائی من! الحمدللہ کہ اُس نے اُسے اپنی پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے

مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَمُّونٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، حِينَ أَخَذَ الْمُهْتَدِي

فِي قَتْلِ الْمَوَالِي: يَا سَيِّدِي! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي شَغَلَهُ عَنَّا ، فَقَدْ بَلَغَنِيْ أَنَّهُ يَتَهَدَّدُكَ وَيَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَأُجْلِيَنَّهُمْ عَنْ جَدَدِ الْأَرْضِ۔

فَوَقَّعَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ عليه السلام بِخَطِّهِ : ذٰلِكَ أَقْصَرُ لِعُمْرِهِ ، عُدَّ مِنْ يَوْمِكَ هٰذَا خَمْسَةَ أَيَّامٍ، وَيُقْتَلُ فِي الْيَوْمِ السَّادِسِ بَعْدَ هَوَانٍ وَاسْتِخْفَافٍ يَمُرُّ بِهِ۔

وَكَانَ كَمَا قَالَ عليه السلام - (الارشاد، ج ۲، ص ۳۳۳)

احمد بن محمد کا کہنا ہے: میں نے اُن دنوں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا جن دنوں مہدی عباسی نے ان کے پیروکاروں کا قتلِ عام شروع کر رکھا تھا۔ میں نے لکھا: اے میرے آقا و مولا! الحمدللہ کہ اُس نے اُسے مصروف کر دیا ہے کہ وہ اپنی آپ میں پڑ گیا ہے اور ہم سے اس کی توجہ ہٹ گئی ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اُس نے آپ کو دھمکی دی ہے کہ بخدا! رُوئے زمین پر ان میں سے کسی ایک کو نہیں چھوڑوں گا۔

آپؑ نے میرے خط کے جواب میں لکھا: اللہ نے اس کی عمر کوتاہ کر دی ہے۔ آج سے پانچ دنوں تک گنتے رہو، چھٹے روز وہ ذلت و خواری کے ساتھ قتل کر دیا جائے گا۔

جی ہاں! ایسا ہوا جس طرح کہ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا:

میرے بیٹے احمد کے ہاں بیٹا ہوا ہے......!

حَدَّثَ هَارُوْنُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ:

وُلِدَ لِابْنِي أَحْمَدَ ابْنٌ ، فَكَتَبْتُ إِلٰى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام وَذٰلِكَ بِالْعَسْكَرِ الْيَوْمَ الثَّانِيَ مِنْ وِلَادَتِهِ أَسْأَلُهُ أَنْ يُسَمِّيَهُ

وَيُكَنِّيَهُ، وَكَانَ مَحَبَّتِي أَنْ أُسَمِّيَهُ جَعْفَراً وَأُكَنِّيَهُ بِأَبِي عَبْدِ اللهِ۔ فَوَافَانِي رَسُولُهُ فِي صَبِيحَةِ الْيَوْمِ السَّابِعِ وَمَعَهُ كِتَابٌ: سَمِّهِ جَعْفَراً وَكَنِّهِ بِأَبِي عَبْدِ اللهِ وَدَعَا لِي ۔

(بحار الانوار، ج۵۰، ص۲۹۶)

ہارون بن مسلم کہتے ہیں: میرے بیٹے احمد کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ میں نے اس کی ولادت کے دوسرے روز امام علیہ السلام کی طرف خط لکھا اور درخواست کی کہ اس کا نام اور کنیت تجویز کریں لیکن مجھے پسند ہے کہ اس کا نام جعفر ہو اور کنیت ابوعبداللہ ہو۔

آپؑ کا پیغامبر میرے پاس ساتویں دن آیا۔ اس نے آپؑ کا خط میرے حوالے کیا۔ اس خط میں لکھا ہوا تھا: اس کا نام جعفر اور کنیت ابوعبداللہ رکھو۔ آخر میں آپؑ نے میرے لیے دعا فرمائی۔

میرا مقروض ٹال مٹول کر رہا ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى قَالَ:

شَكَوْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، مَطْلَ غَرِيمٍ لِي۔

فَكَتَبَ إِلَيَّ: عَنْ قَرِيبٍ يَمُوتُ، وَلَا يَمُوتُ حَتَّى يُسَلِّمَ إِلَيْكَ مَا لَكَ عِنْدَهُ۔

فَمَا شَعَرْتُ إِلَّا وَقَدْ دَقَّ عَلَيَّ الْبَابَ، وَمَعَهُ مَالِي وَجَعَلَ يَقُولُ: اجْعَلْنِي فِي حِلٍّ مِمَّا مَطَلْتُكَ۔

فَسَأَلْتُهُ عَنْ مُوجِبِهِ۔

فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عليه السلام فِي مَنَامِي وَهُوَ يَقُولُ لِي: ادْفَعْ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى مَا لَهُ عِنْدَكَ، فَإِنَّ أَجَلَكَ قَدْ

حَضَرَ قَدْ حَضَرَ وَاسْأَلْهُ أَنْ يَجْعَلَكَ فِي حِلٍّ مِنْ مَطْلِكَ۔

(بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۸۴)

محمد بن موسیٰ کہتے ہیں: میں نے ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہ میں اپنے مقروض کی شکایت کی کہ وہ میرا مال دینے میں ٹال مٹول سے کام لے رہا ہے۔

آپؑ نے میری طرف لکھا: وہ عنقریب مرجائے گا لیکن مرنے سے پہلے تیرا مال تجھے دے جائے گا۔

اچانک کیا ہوا مجھے معلوم بھی نہ تھا کہ میرے دروازے پر دستک ہوئی۔ جب میں دروازے پر گیا تو وہ آدمی میرے مال سمیت موجود تھا۔ اُس نے کہا کہ میں جتنا عرصہ ٹال مٹول سے کام لیتا رہا وہ معاف فرمائیں اور یہ اپنا مال وصول کریں۔

میں نے اُس سے پوچھا: یہ کیا ہوا؟ اُس نے کہا: میں نے خواب میں امام حسن عسکری علیہ السلام کو دیکھا۔ انھوں نے فرمایا: محمد بن موسیٰ کا مال واپس کرو تمھاری موت قریب ہے جس قدر تو نے تاخیر کی ہے میں اُس سے کہوں گا وہ تجھے معاف کردے گا۔

☼☼☼

mablib.org

فصلِ ششم

آخرالزمان

اور

امام مہدیؑ کون ہیں؟

maablib.org

اے میرے سیّد و سرور! صاحب الامر کون ہیں؟

مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ الْعَيَّاشِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ آدَمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَلْخِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ هَارُونَ الدَّقَّاقِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْأَشْتَرِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ مَنْقُوشٍ قَالَ:

دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى دُكَّانٍ فِي الدَّارِ وَعَنْ يَمِينِهِ بَيْتٌ عَلَيْهِ سِتْرٌ مُسْبَلٌ، فَقُلْتُ لَهُ: سَيِّدِي! مَنْ صَاحِبُ هَذَا الْأَمْرِ؟

فَقَالَ: ارْفَعِ السِّتْرَ!

فَرَفَعْتُهُ فَخَرَجَ إِلَيْنَا غُلَامٌ خُمَاسِيٌّ لَهُ عَشْرٌ أَوْ ثَمَانٌ أَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ وَاضِحُ الْجَبِينِ، أَبْيَضُ الْوَجْهِ دُرِّيُّ الْمُقْلَتَيْنِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ مَعْطُوفُ الرُّكْبَتَيْنِ فِي خَدِّهِ الْأَيْمَنِ خَالٌ، وَفِي رَأْسِهِ ذَوَائِبُ۔ فَجَلَسَ عَلَى فَخِذِ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام فَقَالَ لِي: هَذَا صَاحِبُكُمْ۔

ثُمَّ وَثَبَ فَقَالَ لَهُ: يَا بُنَيَّ! ادْخُلْ إِلَى الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ۔

فَدَخَلَ الْبَيْتَ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا يَعْقُوبُ! انْظُرْ مَنْ فِي الْبَيْتِ فَدَخَلْتُ فِيهَا فَمَا رَأَيْتُ أَحَداً۔ (اعلام الوریٰ، ص ۴۴۱)

یعقوب بن منقوش کا بیان ہے: ایک دن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے

حضور حاضر ہوا حالانکہ وہ اس وقت چبوترے کے سامنے بیٹھے تھے۔ آپؑ کے دائیں طرف ایک کمرہ تھا کہ جس پر پردہ آویزاں تھا۔ میں نے عرض کیا: صاحب امر کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: پردے کو اُٹھاؤ۔

میں نے جس وقت پردے کو اُٹھایا تو اچانک میری نگاہ ایک پانچ سالہ یا آٹھ یا دس سالہ بچے پر پڑی جو مہتابی حُسن لیے ہوئے تھا جس کا چہرہ درخشندہ تھا۔ ان کی خوب صورت آنکھیں اس قدر ضوفشاں تھیں جن کے سامنے مدمقابل کی آنکھیں نہیں ٹھہر سکتی تھیں۔ ان کی پیشانی چوڑی اور عریض تھی اور آفتاب کی شکل روشن تھی۔ ان کے بازو مضبوط و طاقتور تھے۔ ان کے قدم استوار تھے۔ ان کے دائیں گلابی رخسارے پر خال تھا۔ ان کے سر کے بال عنبر فام گھنگریالے تھے۔ وہ کائنات کے حُسن کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ملکوتی انداز سے خراماں خراماں آیا اور اپنے پدرِ بزرگوار کے دامن میں جگہ لی۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: یہ تمھارے ولی امر ہیں۔

پھر آپؑ نے اپنے اس شہزادے کی طرف دیکھا اور فرمایا: میرے بیٹے وقت معین تک واپس کمرے میں جائیے۔ پس وہ شہزادہ واپس کمرے میں داخل ہوا اور میری نظریں ان کا پیچھا کرتی رہیں۔ پھر امامؑ نے مجھے فرمایا: یعقوب جاؤ کمرے میں کہ وہاں کوئی ہے۔ یعقوب کہتا ہے کہ میں کمرے میں داخل ہوا وہاں مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ دن میں دوبارہ میں بارگاہِ امامت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کل جو آپؑ نے مجھ پر لطف و احسان کیا میری خوشی و مسرت کی انتہا نہیں رہی۔ لیکن آپؑ نے فرمایا تھا کہ یہ اس اُمت کے خضرؑ و ذوالقرنینؑ کی مانند ہیں اس سے آپؑ کی کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ان کی طولانی غیبت ہے۔

پھر میں نے عرض کیا: کیا ان کی غیبت طولانی ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں! اس قدر طولانی ہوگی کہ ان کے اکثر عقیدت مند

انھیں چھوڑ جائیں گے صرف وہ لوگ باقی رہیں گے جن سے اللہ نے ہماری ولایت کا عہد لیا تھا اور ان کے قلوب میں ایمان کو راسخ کر دیا اور ان کی خود تائید فرما دی۔

آپؑ نے فرمایا: اے احمد بن اسحاق! ان کی غیبت اللہ کا امر ہے اور اس کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور اس کے غیبوں میں سے ایک غیب ہے۔ جو کچھ میں نے تمھیں کہہ دیا ہے اسے قبول کرو اور اسے پوشیدہ رکھو اور اللہ کا شکر ادا کرو تا کہ کل قیامت کے دن بہشت کے اعلیٰ ترین درجات میں ہمارے ساتھ رہو۔

اے فرزندِ رسولؐ خدا! آپؑ کے بعد حجتِ خدا کون ہیں؟ اُن کی والدہ کون ہیں؟

ابْنُ الْوَلِيدِ عَنْ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ رِزْقِ اللهِ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي حَكِيمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليهم السلام قَالَتْ:

بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عليهما السلام فَقَالَ: يَا عَمَّةِ! اجْعَلِي إِفْطَارَكِ اللَّيْلَةَ عِنْدَنَا، فَإِنَّهَا لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَإِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَيُظْهِرُ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ الْحُجَّةَ وَهُوَ حُجَّتُهُ فِي أَرْضِهِ۔

قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهُ: وَمَنْ أُمُّهُ؟

قَالَ لِي: نَرْجِسُ۔

قُلْتُ لَهُ: وَاللهِ، جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ مَا بِهَا أَثَرٌ۔

فَقَالَ: هُوَ مَا أَقُولُ لَكِ۔

قَالَتْ: فَجِئْتُ ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ وَجَلَسْتُ جَاءَتْ تَنْزِعُ خُفِّي

وَقَالَتْ لِي: يَا سَيِّدَتِي! كَيْفَ أَمْسَيْتِ؟

فَقُلْتُ: بَلْ أَنْتِ سَيِّدَتِي وَسَيِّدَةُ أَهْلِي۔

قَالَتْ: فَأَنْكَرَتْ قَوْلِي وَقَالَتْ: مَا هَذَا يَا عَمَّةِ؟

قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهَا : يَا بُنَيَّةِ ! إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَيَهَبُ

لَكِ فِي لَيْلَتِكِ هَذِهِ غُلَامًا سَيِّدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

قَالَتْ: فَجَلَسَتْ وَاسْتَحْيَتْ۔

فَلَمَّا أَنْ فَرَغْتُ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَأَفْطَرْتُ وَأَخَذْتُ

مَضْجَعِي فَرَقَدْتُ، فَلَمَّا أَنْ كَانَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ قُمْتُ إِلَى

الصَّلَاةِ فَفَرَغْتُ مِنْ صَلَاتِي وَهِيَ نَائِمَةٌ لَيْسَ بِهَا حَادِثٌ ثُمَّ

جَلَسْتُ مُعَقِّبَةً ثُمَّ اضْطَجَعْتُ ثُمَّ انْتَبَهْتُ فَزِعَةً وَهِيَ رَاقِدَةٌ

ثُمَّ قَامَتْ فَصَلَّتْ۔

قَالَتْ حَكِيمَةُ: فَدَخَلَتْنِي الشُّكُوكُ فَصَاحَ بِي أَبُو

مُحَمَّدٍ عليه السلام مِنَ الْمَجْلِسِ فَقَالَ: لَا تَعْجَلِي يَا عَمَّةِ! فَإِنَّ

الْأَمْرَ قَدْ قَرُبَ۔

قَالَتْ: فَقَرَأْتُ ﴿الم السَّجْدَةَ﴾ وَ ﴿يس﴾، فَبَيْنَمَا أَنَا

كَذَلِكَ إِذَا انْتَبَهَتْ فَزِعَةً، فَوَثَبْتُ إِلَيْهَا فَقُلْتُ اسْمُ اللهِ

عَلَيْكِ۔ ثُمَّ قُلْتُ لَهَا : تُحِسِّينَ شَيْئًا؟

قَالَتْ: نَعَمْ يَا عَمَّةِ!

فَقُلْتُ لَهَا : اجْمَعِي نَفْسَكِ وَاجْمَعِي قَلْبَكِ فَهُوَ مَا قُلْتُ

لَكَ۔

قَالَتْ حَكِيْمَةُ: ثُمَّ أَخَذَتْنِي فَتْرَةٌ وَأَخَذَتْهَا فَتْرَةٌ، فَانْتَبَهْتُ بِحِسِّ سَيِّدِي عليه السلام، فَكَشَفْتُ الثَّوْبَ عَنْهُ، فَإِذَا أَنَا بِهِ عليه السلام، سَاجِداً يَتَلَقَّى الْأَرْضَ بِمَسَاجِدِهِ، فَضَمَمْتُهُ إِلَيَّ فَإِذَا أَنَا بِهِ نَظِيْفٌ مُنَظَّفٌ۔

فَصَاحَ بِي أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام، هَلُمِّي إِلَيَّ ابْنِي يَا عَمَّةِ!

فَجِئْتُ بِهِ إِلَيْهِ، فَوَضَعَ يَدَيْهِ تَحْتَ أَلْيَتَيْهِ وَظَهْرِهِ وَوَضَعَ قَدَمَيْهِ صَدْرِهِ، ثُمَّ أَدْلَى لِسَانَهُ فِي فِيهِ وَأَمَرَّ يَدَهُ عَلَى عَيْنَيْهِ وَسَمْعِهِ وَمَفَاصِلِهِ ثُمَّ قَالَ: تَكَلَّمْ يَا بُنَيَّ!

فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم۔

ثُمَّ صَلَّى عَلَى أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عليه السلام، وَعَلَى الْأَئِمَّةِ عليهم السلام، إِلَى أَنْ وَقَفَ عَلَى أَبِيْهِ ثُمَّ أَحْجَمَ۔

قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام: يَا عَمَّةِ! اذْهَبِي بِهِ إِلَى أُمِّهِ لِيُسَلِّمَ عَلَيْهَا وَائْتِيْنِي بِهِ۔ فَذَهَبْتُ بِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا وَرَدَدْتُهُ وَوَضَعْتُهُ فِي الْمَجْلِسِ۔

ثُمَّ قَالَ: يَا عَمَّةِ! إِذَا كَانَ يَوْمُ السَّابِعِ فَأْتِيْنَا۔

قَالَتْ حَكِيْمَةُ: فَلَمَّا أَصْبَحْتُ جِئْتُ لِأُسَلِّمَ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، فَكَشَفْتُ السِّتْرَ لِأَتَفَقَّدَ سَيِّدِي عليه السلام فَلَمْ أَرَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ! مَا فَعَلَ سَيِّدِي؟

فَقَالَ: يَا عَمَّةِ! اسْتَوْدَعْنَاهُ الَّذِي اسْتَوْدَعَتْهُ أُمُّ مُوسَى عليه السلام

قَالَتْ حَكِيمَةُ: فَلَمَّا كَانَ فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ جِئْتُ وَسَلَّمْتُ وَجَلَسْتُ! فَقَالَ: هَلُمِّي إِلَيَّ ابْنِي۔

فَجِئْتُ بِسَيِّدِي فِي الْخِرْقَةِ، فَفَعَلَ بِهِ كَفَعْلَتِهِ الْأُولَى، ثُمَّ أَدْلَى لِسَانَهُ فِي فِيهِ كَأَنَّهُ يُغَذِّيهِ لَبَناً أَوْ عَسَلاً ثُمَّ قَالَ: تَكَلَّمْ يَا بُنَيَّ!

فَقَالَ علیہ السلام: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ۔

وَثَنَّى بِالصَّلَاةِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْأَئِمَّةِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى أَبِيهِ علیہ السلام، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴿وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ـ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ۔ (سورۂ قصص، آیہ ۵ و ۶)

قَالَ مُوسَى: فَسَأَلْتُ عُقْبَةَ الْخَادِمَ عَنْ هٰذَا۔

فَقَالَ: صَدَقَتْ حَكِيمَةُ۔ (کمال الدین، ج ۲، ص ۴۲۵ و بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۳)

موسیٰ بن محمد روایت کرتے ہیں کہ حکیمہ خاتون بنت امام محمد بن علیؑ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ چچی جان! آج پندرہ شعبان ہے۔ ہمارے ہاں افطار کریں کہ اس رات خدا تعالیٰ اپنی حجت زمین پر آشکار کرنے والے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ ان کی والدہ محترمہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ نرجسؑ۔ عرض کیا: قربان جاؤں اس کے کوئی آثار تو نہیں ہیں۔ فرمایا: اسی

طرح ہے جو ہم کہہ رہے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: نرجس خاتون کے بطن سے اُس نے پیدا ہونا ہے۔

میں نرجس خاتون کے پاس گئی اور انھیں اچھی طرح سے دیکھا۔ اُن میں حمل کے کوئی آثار نہ تھے۔ پھر میں امامؑ کے پاس آئی اور حقیقت ان کے سامنے رکھی تو آپ مسکرائے اور فرمایا: جب صبح ہوگی تو اُس وقت آپ آثارِ حمل دیکھیں گی کیونکہ اس کی مثال جناب اُمِ موسیٰؑ کی مثال ہے۔ ولادت کے وقت ان کے آثارِ حمل پر کسی کو اطلاع نہیں ہوگی کیونکہ فرعونِ مصر نے جناب موسیٰؑ کی طلب میں بہت سی حاملہ خواتین کے شکم کو شق کرڈالا تھا۔ یہ نوزادبھی جناب موسیٰؑ کی مثال ہے۔

میں اُنھیں ساری رات دیکھتی رہی اور وہ صبح تک میرے سامنے سوتی رہیں۔ اُنھوں نے پہلو بھی تبدیل نہ کیا۔ جونہی صبح نزدیک ہوئی تو اس وقت ان کے ہاں وضع حمل کے آثار نمودار ہوئے تو میں نے انھیں اپنے سینے سے لگایا اور ان پر اللہ کے نام کا ذکر کیا۔ تو اُس وقت امامؑ نے مجھے آواز دی کہ ان پر سورۂ قدر انا انزلنہ فی لیلۃ القدر پڑھیں۔ تو میں نے ان پر سورۂ قدر پڑھنا شروع کی اور اس دوران پوچھا: تمھارا کیا حال ہے؟ اُنھوں نے مجھے کہا: جو کچھ میرے آقا نے فرمایا تھا وہی کچھ ظاہر ہوگیا ہے۔

جس وقت میں ان پر سورۂ قدر پڑھ رہی تھی اُسی طرح بچہ بھی شکمِ مادر میں سورۂ قدر پڑھ رہا تھا۔ اُنھوں نے مجھے سلام کیا۔ جب میں نے ان کی آواز سنی تو خوفزدہ ہوئی اور حیران ہوئی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: امر اللہ پر تعجب نہ کرو خداوند تعالیٰ ہمیں بچپن میں اپنی حکمت سے ہمیں نطق عطا کرتا ہے اور جب ہم بڑے ہوتے ہیں تو اپنی زمین پر حجت قرار دیتا ہے۔

سیدہ حکیمہ فرماتی ہیں کہ ابھی امام علیہ السلام کی گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ نرجس خاتون میری آنکھوں سے غیب ہوگئیں گویا کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی پردہ حائل کردیا گیا ہو۔ میں چیختی چلاتی بارگاہِ امامت میں پہنچی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے پھوپھی جان! واپس جایئے وہ اپنی جگہ پر موجود ہیں۔

سیدہ حکیمہ خاتون کہتی ہیں: جب میں واپس گئی، ابھی لمحہ بھی نہ گزرا تھا کہ جیسے میرے اور ان کے درمیان پردہ اُٹھا ہو۔ میں نے دیکھا کہ اُن سے نور ساطع ہوا ہو جس نے میری آنکھوں کو خیرہ کردیا۔ اُس وقت میں نے نومولود کو دیکھا کہ وہ اُس وقت سجدہ ریز تھا۔ پھر وہ دوزانو ہوکر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف اپنی دونوں انگلیوں کو بلند کیا اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میرے جد اللہ کے رسول ہیں اور میرے بابا امیرالمومنینؑ ہیں۔ پھر آپؑ نے تمام آئمہ کے باری باری نام لیے اور آخر میں اپنا نام لیا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اے میرے اللہ! میرے وعدے کو پورا فرما، میرے امر کو مکمل فرما، میرے کام کو سرانجام دے اور میرے ذریعے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پھوپھی جان! انھیں میرے پاس لایئے!

اس وقت میں نے انھیں اُٹھایا اور انھیں اُن کے پاس لائی۔ جب میں ان کے قریب آئی وہ ابھی میرے ہاتھوں میں تھے کہ اُنھوں نے اپنے پدر بزرگوار کو سلام کیا۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے انھیں مجھ سے لیا تو اُس کے سر پر کچھ پرندے پرواز کرنے لگے تو امامؑ نے ایک پرندے کو آواز دی کہ انھیں لے جائیں، ان کی حفاظت کریں اور ہر چالیسویں دن انھیں ہمارے پاس لے آئیں۔ پس اُس پرندے

نے انھیں لے لیا اور پرواز کر کے چلے گئے۔ باقی پرندے اس کے پیچھے چلے گئے۔ اس وقت میں نے سنا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام فرما رہے تھے: میں تمھیں اللہ کے حوالے اس طرح کرتا ہوں جس طرح کہ مادرِ موسیٰ نے موسیٰؑ کو اللہ کے حوالے کیا تھا تو اُس وقت نرجس خاتون نے رونا شروع کر دیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خاموش رہیے اس بچے نے صرف تمھارا ہی دودھ پینا ہے۔ عنقریب اس طرح یہ بچہ تمھارے پاس لوٹا دیا جائے گا کہ جس طرح جناب موسیٰ اپنی ماں کی طرف لوٹائے گئے تھے۔

ارشاد خداوندی ہے: ہم نے اُسے اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، غم زدہ مت ہو۔

میں نے پوچھا: یہ پرندے کون تھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ روح القدس تھا جو آئمہ طاہرینؑ کی حفاظت پر مامور ہے، اللہ کے حکم سے ان کے اُمور انجام دیتا ہے اور علم و معرفت کی تربیت دیتا ہے۔

چالیسویں دن جب بچے کو میرے بھتیجے کے پاس واپس لایا گیا تو امام علیہ السلام نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ جونہی میں آپؑ کے حضور آئی تو اس وقت بچہ اپنے بابا کے آگے چل رہا تھا تو یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا: اے میرے سردار! یہ بچہ تو دو سال کا دکھائی دیتا ہے۔

میری بات سن کر آپؑ مسکرا دیے اور فرمایا: انبیاءؑ و اوصیاءؑ کے بچے جو امام و وصی ہوتے ہیں تو ان کی نشوونما دوسرے بچوں کی نشوونما سے مختلف ہوتی ہے۔ ہمارا بچہ جب ایک ماہ کا ہوتا ہے تو وہ سال کا دکھائی دیتا ہے۔ ہمارے بچے شکمِ مادر میں گفتگو کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کی شیرخوارگی کے زمانے میں فرشتے ان کی اطاعت کرتے ہیں اور ہر صبح و شام ان پر نازل ہوتے رہتے ہیں۔

میں مسلسل اس نازنین کی ہر چالیسویں دن زیارت کرتی رہی۔ میں نے ان کے والد بزرگوار کی شہادت سے چند روز قبل اُنھیں مرد کی صورت میں دیکھا جنھیں میں پہچان نہ سکی۔ میں نے امامؑ کے حضور عرض کیا: یہ کون ہیں؟ آپؑ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کے سامنے بیٹھوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہی نرجس خاتون کے بیٹے ہیں جو میرے بعد خلیفہ ہیں۔ چند دنوں کے بعد میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا۔ آپ ان کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔

چند دنوں کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام کو ان کے دشمنوں نے شہید کر ڈالا تو لوگوں کے درمیان اختلاف پڑ گیا۔ بخدا! میں اُنھیں صبح وشام دیکھتی رہی۔ جو کچھ تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو وہ تمھارے پوچھنے سے قبل مجھے بتا دیتے ہیں اور میں تمھیں بتا دیتی ہوں۔ بخدا! جب میں ان سے کچھ پوچھنے کا ارادہ کرتی ہوں وہ مجھے پہلے ہی بتا دیتے ہیں۔ اُنھوں نے گذشتہ رات مجھے تیرے آنے کی اطلاع دی تھی۔ اُنھوں نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں تمھیں حقیقتِ حال سے آگاہ کروں۔

محمد بن عبداللہ راوی کا بیان ہے: بخدا! سیدہ حکیمہ خاتون نے جو مطالب مجھے بتائے جنھیں ان کے اور خدا کے سوا کوئی اور نہ جانتا تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سب کچھ سچ ہے اور اللہ کی طرف سے عدل کی بنیاد پر ہے اور مجھے یہ بھی یقین حاصل ہوا کہ جس قدر امام عصرؑ کے بارے میں ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کسی اور کو اس پر اطلاع حاصل نہیں ہے۔

حضرت قائم علیہ السلام

رُوِیَ الْحَسَنُ بْنُ ظَرِیْفٍ أَنَّهُ قَالَ:

اِخْتَلَجَ فِي صَدْرِيْ مَسْأَلَتَانِ وَأَرَدْتُ الْكِتَابَ بِهِمَا اِلَی أَبِي

مُحَمَّدٍ علیہ السلام، فَكَتَبْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الْقَائِمِ علیہ السلام، بِمَ يَقْضِي وَأَيْنَ مَجْلِسُهُ؟

وَأَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ رُقْيَةِ الْحُمَّى الرِّبْعِ، فَأَغْفَلْتُ ذِكْرَ الْحُمَّى۔

فَجَاءَ الْجَوَابُ: سَأَلْتَ عَنِ الْقَائِمِ إِذَا قَامَ يَقْضِي بَيْنَ النَّاسِ بِعِلْمِهِ كَقَضَاءِ دَاوُدَ علیہ السلام، وَلَا يَسْأَلُ الْبَيِّنَةَ۔

وَكُنْتَ أَرَدْتَ أَنْ تَسْأَلَ عَنِ الْحُمَّى الرِّبْعِ فَأُنْسِيتَ، فَاكْتُبْ وَرَقَةً وَعَلِّقْهَا عَلَى الْمَحْمُومِ: ﴿يَا نَارُ كُونِي بَرْداً وَسَلَاماً عَلَى إِبْرَاهِيمَ﴾۔ (سورۂ انبیاء، آیت ۶۹)

فَكَتَبْتُ وَعَلَّقْتُ عَلَى الْمَحْمُومِ فَبَرَأَ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۶۴)

حسن بن ظریف کا کہنا ہے: دو مسئلے مجھے درپیش تھے۔ میں نے فیصلہ کیا کہ میں ان مسائل کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھتا ہوں۔ میں امام علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں نامہ رسید کیا کہ قائمؑ آلِ محمدؐ کس طرح فیصلے صادر فرمائیں گے؟ اور آپؑ کی مجلس کہاں ہوگی؟

میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے حب ربع ① نے اپنے ظالم پنجوں میں جکڑ لیا اور میں بھول گیا۔

مجھے نامہ اس طرح ملا، تم نے قائمؑ کے بارے میں پوچھا تھا کہ آپ ظہور سے پہلے کس طرح فیصلے کریں گے؟ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح اپنے علم کے مطابق فیصلے

---

① 'حب ربع' بیماری کی ایک قسم ہے کہ انسان کو ایک روز بخار ہوجاتا ہے، دو روز افاقہ ہوتا ہے اور چوتھے روز پھر اس کو بخار ہوجاتا ہے۔

کریں گے، کسی شاہد کی ضرورت نہ ہوگی۔ تم 'تب ربع' کے بارے پوچھنا چاہتے ہو۔ کاغذ کے اوپر اس آیت کو لکھو: ﴿يَا نَارُ كُونِي بَرْداً وَّسَلَاماً عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ﴾۔
(سورۂ انبیاء، آیت ۶۹)

حسن بن ظریف کہتے ہیں کہ میں نے اسی طرح کیا، اور بخار سے مجھے مہلت مل گئی۔

اے فرزندِ رسولؐ! کیا اُن کی غیبت طولانی ہوگی

عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَرَّاقُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ:
دَخَلْتُ عَلَىٰ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام، وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنِ الْخَلَفِ بَعْدَهُ… فَقُلْتُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ! فَمَنِ الْإِمَامُ وَالْخَلِيفَةُ بَعْدَكَ؟
فَنَهَضَ عليه السلام، فَدَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ خَرَجَ وَعَلَىٰ عَاتِقِهِ غُلَامٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ الْقَمَرُ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مِنْ أَبْنَاءِ ثَلَاثِ سِنِينَ فَقَالَ:
يَا أَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ! لَوْلَا كَرَامَتُكَ عَلَى اللهِ وَعَلَىٰ حُجَجِهِ مَا عَرَضْتُ عَلَيْكَ ابْنِي هَذَا، إِنَّهُ سَمِيُّ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَكَنِيُّهُ الَّذِي يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطاً وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَظُلْماً۔

يَا أَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ! مَثَلُهُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ مَثَلُ الْخَضِرِ عليه السلام، وَمَثَلُهُ كَمَثَلِ ذِي الْقَرْنَيْنِ ـ وَاللهِ لَيَغِيبَنَّ غَيْبَةً لَا يَنْجُو فِيهَا مِنَ التَّهْلُكَةِ إِلَّا مَنْ يُثَبِّتُهُ

اللهُ عَلَى الْقَوْلِ بِإِمَامَتِهِ وَوَفَّقَهُ لِلدُّعَاءِ بِتَعْجِيلِ فَرَجِهِ۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا مَوْلَايَ! فَهَلْ مِنْ عَلَامَةٍ يَطْمَئِنُّ إِلَيْهَا قَلْبِي؟ فَنَطَقَ الْغُلَامُ عليه السلام بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ فَصِيحٍ فَقَالَ:

أَنَا بَقِيَّةُ اللهِ فِي أَرْضِهِ وَالْمُنْتَقِمُ مِنْ أَعْدَائِهِ فَلَا تَطْلُبْ أَثَرًا بَعْدَ عَيْنٍ يَا أَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ!

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ: فَخَرَجْتُ مَسْرُوراً فَرِحاً۔ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ عُدْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ! لَقَدْ عَظُمَ سُرُورِي بِمَا أَنْعَمْ عَلَيَّ، فَمَا السُّنَّةُ الْجَارِيَةُ فِيهِ مِنَ الْخَضِرِ وَذِي الْقَرْنَيْنِ؟

فَقَالَ: طُولُ الْغَيْبَةِ يَا أَحْمَدُ!

فَقُلْتُ لَهُ: يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ! وَإِنَّ غَيْبَتَهُ لَتَطُولُ؟

قَالَ: إِي وَرَبِّي حَتَّى يَرْجِعَ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ أَكْثَرُ الْقَائِلِينَ بِهِ فَلَا يَبْقَى إِلَّا مَنْ أَخَذَ اللهُ عَهْدَهُ بِوَلَايَتِنَا، وَكَتَبَ فِي قَلْبِهِ الْإِيمَانَ، وَأَيَّدَهُ بِرُوحٍ مِنْهُ۔

يَا أَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ! هَذَا أَمْرٌ مِنْ أَمْرِ اللهِ وَسِرٌّ مِنْ سِرِّ اللهِ وَغَيْبٌ مِنْ غَيْبِ اللهِ فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَاكْتُمْهُ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ تَكُنْ غَداً فِي عِلِّيِّينَ - (بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۲۴)

احمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ ایک دن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا تا کہ ان کے جانشین کے بارے میں پوچھوں۔ میں نے آپؑ

کے حضور عرض کیا: آپؑ کے بعد امامؑ کون ہوں گے؟ میری بات سن کر حضرت اندرونِ خانہ تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپؑ واپس باہر تشریف لائے۔ اس وقت آپؑ اکیلے نہیں تھے آپؑ کے شانے پر ایک تین سالہ بچہ سوار تھا۔ اس کے رخسارے چودھویں کے چاند کی مانند دمک رہے تھے۔

مجھے دیکھ کر آپؑ نے فرمایا: اے احمد بن اسحاق! اگر بارگاہِ خداوندی میں اور اس کے اولیاء کے ہاں تو قربت نہ رکھتا ہوتا تو میں تجھے اپنا یہ فرزند نہ دکھاتا۔ یہ بچہ پیغمبر اکرمؐ کا ہم نام اور ہم کنیت ہے۔ جب اس کا ظہور ہوگا تو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا کہ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ اے احمد بن اسحاق! اس اُمت میں اس بچے کی مثال جنابِ خضرؑ و جنابِ ذوالقرنینؑ کی مانند ہے۔ خدا کی قسم! وہ ایک عرصہ غیب رہیں ان کی اس غیبت کے دوران کوئی شخص ہلاکت سے نجات نہیں پا سکے گا مگر وہ جسے خداوند تعالیٰ اس کی امامت کے عقیدہ پر ثابت قدم رکھے گا اور اُسے اس کی تعجیل ظہور کی دعا کی توفیق دے گا۔

احمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے آپؑ کے حضور عرض کیا: اے میرے آقا! کیا اس بچے میں امامت کی علامت ہے جسے دیکھ کر منزلِ اطمینان حاصل کروں؟

اچانک اس بچے نے اپنی ملکوتی زبان کھولی اور فصیح عربی زبان میں گفتگو کرنا شروع کر دی:

> ”میں اللہ کی زمین میں بقیۃ اللہ ہوں اور اس کے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہوں۔ اے احمد بن اسحاق! اس حقیقت کو دیکھنے کے بعد کوئی دوسری دلیل کا مطالبہ نہ کرنا“۔

احمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ میں نے اس دن بھرپور مسرت کے ساتھ اپنے امامؑ سے واپسی کی اجازت چاہی اور اپنے ٹھکانے پر چلا آیا۔ دوسرے دن جب میں

ان کے حضور پہنچا تو ان کے حضور عرض کیا: اے فرزند رسولؐ اللہ! جس طرح کل آپ نے مجھ پر مہربانی فرمائی میں پھولے نہیں سماتا لیکن آپؑ نے فرمایا تھا کہ اس بچے میں جناب خضرؑ اور جناب ذوالقرنینؑ کی علامات ہیں وہ علامات کیا ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں! خدا کی قسم! ان علامات سے مراد طولانی غیبت ہے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! ان کی غیبت کیا بہت زیادہ طولانی ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس قدر ان کی غیبت طولانی ہوگی کہ ان کے ماننے والے ان کی امامت کا عقیدہ چھوڑ دیں گے۔ کوئی بھی ان کی امامت کے عقیدہ پر باقی نہ رہے گا مگر وہ جس سے اللہ نے ہماری امامت کا عہد لے لیا ہے اور اللہ نے ان کے قلوب میں ایمان راسخ کر دیا ہے۔

اے احمد بن اسحاق! ان کی غیبت اُمورِ الٰہی میں سے ایک امر ہے اور خدائی رازوں میں سے ایک راز ہے۔ اللہ کی غیبتوں میں سے ایک اور غیبت ہے۔ جو کچھ میں نے کہا ہے اُسے دل و جان سے قبول کر، نااہلوں سے ان باتوں کو مخفی رکھنا اور اس نعمت کا شکر ادا کر کہ کل قیامت کے دن بہشت کے بالاترین درجے پر ہمارے ساتھ ہوگا۔

اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ کے بعد حجتِ خدا کون ہیں؟

عَنْ أَبِي عَلِيِّ بْنِ هَمَّامٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ الْعَمْرِيَّ قَدَّسَ اللهُ رُوحَهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ:

سُئِلَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام، وَأَنَا عِنْدَهُ.....

فَقِيلَ لَهُ: يَابْنَ رَسُوْلِ اللهِ! فَمَنِ الْحُجَّةُ وَالْإِمَامُ بَعْدَكَ؟

فَقَالَ: ابْنِی مُحَمَّدٌ، وَهُوَ الْإِمَامُ وَالْحُجَّةُ بَعْدِيْ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْهُ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔

أَمَا إِنَّ لَهُ غَيْبَةً يَحَارُ فِيهَا الْجَاهِلُونَ، وَيَهْلِكُ فِيهَا الْمُبْطِلُونَ، وَيَكْذِبُ فِيهَا الْوَقَّاتُونَ۔ ثُمَّ يَخْرُجُ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْأَعْلَامِ الْبِيضِ تَخْفِقُ فَوْقَ رَأْسِهِ بِنَجَفِ الْكُوفَةِ۔

(بحارالانوار، ج ۵۱، ص ۱۶۰)

ابوعلی بن ہمام کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عثمان نائب دوم امام زمانؑ سے سنا انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد گرامی عثمان بن سعید نائب اول سے سنا، انھوں نے فرمایا: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہِ امامت میں پوچھا گیا اور میں اس مجلس میں موجود تھا کہ آپؑ کے بعد حجت خدا کون ہیں؟

اُس وقت آپؑ نے فرمایا: میرے بعد حجت خدا میرے بیٹے محمد ہیں۔ وہ امامؑ ہیں جو آدمی موت سے ہمکنار ہوا اور اُسے اپنے زمانے کے امامؑ کی معرفت نصیب نہ ہوئی تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ ان کی غیبت کا زمانہ کچھ اس قدر طویل ہوگا کہ جاہل لوگ حیران و سرگردان ہوجائیں گے اور باطل کی طرف میلان رکھنے والے نابود ہوجائیں گے۔

ان کے ظہور کے زمانے کو معین کرنے والے جھوٹے ہیں۔ آخر ایک دن وہ خروج کریں گے گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں۔ نجف و کوفہ کے قریب کہ ان کے سر پر سفید پرچم لہرا رہے ہیں۔

تمھیں کس چیز میں تعجب ہے؟

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُطَهَّرِيِّ قَالَ: قَصَدْتُ حَكِيْمَةَ

بِنْتَ مُحَمَّدٍ علیہ السلام، بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام، أَسْأَلُهَا عَنِ الْحُجَّةِ وَمَا قَدِ اخْتَلَفَ فِيْهِ النَّاسُ مِنَ الْحَيْرَةِ الَّتِي فِيْهَا۔

فَقَالَتْ لِي: اِجْلِسْ۔

فَجَلَسْتُ، ثُمَّ قَالَتْ لِي: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يُخْلِي الْأَرْضَ مِنْ حُجَّةٍ نَاطِقَةٍ أَوْ صَامِتَةٍ وَلَمْ يَجْعَلْهَا فِي أَخَوَيْنِ بَعْدَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ علیہما السلام، تَفْضِيلًا لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ علیہما السلام، وَتَمْيِيزاً لَهُمَا أَنْ يَكُونَ فِي الْأَرْضِ عَدِيلُهُمَا إِلَّا أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَصَّ وُلْدَ الْحُسَيْنِ علیہ السلام، بِالْفَضْلِ عَلَى وُلْدِ الْحَسَنِ علیہ السلام، كَمَا خَصَّ وُلْدَ هَارُونَ عَلَى وُلْدِ مُوسَى، وَ إِنْ كَانَ مُوسَى حُجَّةً عَلَى هَارُونَ وَالْفَضْلُ لِوُلْدِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

وَلَا بُدَّ لِلْأُمَّةِ مِنْ حَيْرَةٍ يَرْتَابُ فِيْهَا الْمُبْطِلُونَ وَيَخْلُصُ فِيْهَا الْمُحِقُّونَ ﴿لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ وَ إِنَّ الْحَيْرَةَ لَابُدَّ وَاقِعَةٌ بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ علیہ السلام

فَقُلْتُ: يَا مَوْلَاتِي! هَلْ كَانَ لِلْحَسَنِ علیہ السلام، وَلَدٌ؟

فَتَبَسَّمَتْ ثُمَّ قَالَتْ: إِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْحَسَنِ علیہ السلام، عَقِبٌ فَمَنِ الْحُجَّةُ مِنْ بَعْدِهِ؟! وَقَدْ أَخْبَرْتُكَ أَنَّ الْإِمَامَةَ لَا تَكُونُ لِأَخَوَيْنِ بَعْدَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ علیہما السلام۔

فَقُلْتُ: يَا سَيِّدَتِي! حَدِّثِيْنِي بِوِلَادَةِ مَوْلَايَ وَغَيْبَتِهِ علیہ السلام۔

قَالَتْ: نَعَمْ، كَانَتْ لِي جَارِيَةٌ يُقَالُ لَهَا: نَرْجِسُ، فَزَارَنِي ابْنُ أَخِي علیہ السلام وَأَقْبَلَ يُحِدُّ النَّظَرَ إِلَيْهَا فَقُلْتُ لَهُ: يَا سَيِّدِي! لَعَلَّكَ هَوِيتَهَا فَأُرْسِلُهَا إِلَيْكَ۔

فَقَالَ: لَا يَا عَمَّةِ! لَكِنِّي أَتَعَجَّبُ مِنْهَا۔

فَقُلْتُ: وَمَا أَعْجَبَكَ؟

فَقَالَ: سَيَخْرُجُ مِنْهَا وَلَدٌ كَرِيمٌ عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ الَّذِي يَمْلَأُ اللهُ بِهِ الْأَرْضَ عَدْلًا وَقِسْطًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا۔

فَقُلْتُ: فَأُرْسِلُهَا إِلَيْكَ يَا سَيِّدِي؟!

فَقَالَ: اسْتَأْذِنِي فِي ذٰلِكَ أَبِي۔

قَالَتْ: فَلَبِسْتُ ثِيَابِي وَأَتَيْتُ مَنْزِلَ أَبِي الْحَسَنِ علیہ السلام فَسَلَّمْتُ وَجَلَسْتُ فَبَدَأَنِي علیہ السلام، وَقَالَ: يَا حَكِيمَةُ! ابْعَثِي بِنَرْجِسَ إِلَى ابْنِي أَبِي مُحَمَّدٍ۔

قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي! عَلَى هٰذَا قَصَدْتُكَ أَنْ أَسْتَأْذِنَكَ فِي ذٰلِكَ؟

فَقَالَ: يَا مُبَارَكَةُ! إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَحَبَّ أَنْ يُشْرِكَكِ فِي الْأَجْرِ وَيَجْعَلَ لَكِ فِي الْخَيْرِ نَصِيبًا۔

قَالَتْ حَكِيمَةُ: فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ رَجَعْتُ إِلَى مَنْزِلِي وَزَيَّنْتُهَا وَوَهَبْتُهَا لِأَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام وَجَمَعْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا فِي مَنْزِلِي فَأَقَامَ عِنْدِي أَيَّامًا ثُمَّ مَضَى إِلَى وَالِدِهِ وَوَجَّهْتُ بِهَا مَعَهُ۔

قَالَتْ حَكِيمَةُ: فَمَضَى أَبُو الْحَسَنِ علیہ السلام وَجَلَسَ أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام مَكَانَ وَالِدِهِ، وَكُنْتُ أَزُورُهُ كَمَا كُنْتُ أَزُورُ

وَالِدَهُ، فَجَاءَتْنِي نَرْجِسُ يَوْماً تَخْلَعُ خُفِّي وَقَالَتْ:
يَا مَوْلَاتِي! نَاوِلِينِي خُفَّكِ۔
فَقُلْتُ: بَلْ أَنْتِ سَيِّدَتِي وَمَوْلَاتِي وَاللهِ لَا دَفَعْتُ إِلَيْكِ خُفِّي لِتَخْلَعِيهِ وَلَا خَدَمْتِينِي، بَلْ أَخْدُمُكِ عَلَى بَصَرِي۔
فَسَمِعَ أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام، ذٰلِكَ فَقَالَ: جَزَاكِ اللهُ خَيْراً يَا عَمَّةِ!
فَجَلَسْتُ عِنْدَهُ إِلَى وَقْتِ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَصِحْتُ بِالْجَارِيَةِ وَقُلْتُ: نَاوِلِينِي ثِيَابِي لِأَنْصَرِفَ۔
فَقَالَ علیہ السلام، يَا عَمَّتَاهُ! بِيتِي اللَّيْلَةَ عِنْدَنَا، فَإِنَّهُ سَيُولَدُ اللَّيْلَةَ الْمَوْلُودُ الْكَرِيمُ عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ الَّذِي يُحْيِي اللهُ عَزَّوَجَلَّ بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔
قُلْتُ: مِمَّنْ يَا سَيِّدِي؟ وَلَسْتُ أَرَى بِنَرْجِسَ شَيْئاً مِنْ أَثَرِ الْحَمْلِ۔
فَقَالَ: مِنْ نَرْجِسَ لَا مِنْ غَيْرِهَا۔
قَالَتْ: فَوَثَبْتُ إِلَى نَرْجِسَ، فَقَلَبْتُهَا ظَهْراً لِبَطْنٍ فَلَمْ أَرَ بِهَا أَثَراً مِنْ حَبَلٍ، فَعُدْتُ إِلَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا فَعَلْتُ۔
فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ لِي: إِذَا كَانَ وَقْتُ الْفَجْرِ يَظْهَرُ لَكِ بِهَا الْحَبَلُ، لِأَنَّ مَثَلَهَا مَثَلُ أُمِّ مُوسٰى لَمْ يَظْهَرْ بِهَا الْحَبَلُ وَلَمْ يَعْلَمْ بِهَا أَحَدٌ إِلَى وَقْتِ وِلَادَتِهَا، لِأَنَّ فِرْعَوْنَ كَانَ يَشُقُّ بُطُونَ الْحَبَالَى فِي طَلَبِ مُوسٰى، وَهٰذَا نَظِيرُ مُوسٰى علیہ السلام۔
قَالَتْ حَكِيمَةُ: فَلَمْ أَزَلْ أَرْقُبُهَا إِلَى وَقْتِ طُلُوعِ الْفَجْرِ وَهِيَ

نَائِمَةٌ بَيْنَ يَدَيَّ لَا تَقْلِبُ جَنْباً إِلَى جَنْبٍ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَقْتَ طُلُوعِ الْفَجْرِ وَثَبَتْ فَزِعَةً فَضَمَمْتُهَا إِلَى صَدْرِي وَسَمَّيْتُ عَلَيْهَا۔

فَصَاحَ أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام، وَقَالَ: اقْرَئِي عَلَيْهَا ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾۔

فَأَقْبَلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهَا وَقُلْتُ لَهَا: مَا حَالُكِ؟

قَالَتْ: ظَهَرَ الْأَمْرُ الَّذِي أَخْبَرَكِ بِهِ مَوْلَايَ۔

فَأَقْبَلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهَا كَمَا أَمَرَنِي، فَأَجَابَنِي الْجَنِينُ مِنْ بَطْنِهَا يَقْرَأُ كَمَا أَقْرَأُ وَسَلَّمَ عَلَيَّ۔

قَالَتْ حَكِيمَةُ: فَفَزِعْتُ لِمَا سَمِعْتُ۔

فَصَاحَ بِي أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام: لَا تَعْجَبِي مِنْ أَمْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُنْطِقُنَا بِالْحِكْمَةِ صِغَاراً، وَيَجْعَلُنَا حُجَّةً فِي أَرْضِهِ كِبَاراً۔

فَلَمْ يَسْتَتِمَّ الْكَلَامَ حَتَّى غُيِّبَتْ عَنِّي نَرْجِسُ فَلَمْ أَرَهَا كَأَنَّهُ ضُرِبَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا حِجَابٌ، فَعَدَوْتُ نَحْوَ أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام وَأَنَا صَارِخَةٌ۔

فَقَالَ لِي: ارْجِعِي يَا عَمَّةِ! فَإِنَّكِ سَتَجِدِيهَا فِي مَكَانِهَا۔

قَالَتْ: فَرَجَعْتُ فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ كُشِفَ الْحِجَابُ بَيْنِي وَبَيْنَهَا وَإِذَا أَنَا بِهَا وَعَلَيْهَا مِنْ أَثَرِ النُّورِ مَا غَشِيَ بَصَرِي، وَإِذَا أَنَا بِالصَّبِيِّ علیہ السلام، سَاجِداً عَلَى وَجْهِهِ جَاثِياً عَلَى رُكْبَتَيْهِ رَافِعاً سَبَّابَتَيْهِ نَحْوَ السَّمَاءِ وَهُوَ يَقُولُ:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَنَّ جَدِّي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَّ أَبِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عليه السلام۔

ثُمَّ عَدَّ إِمَامًا إِمَامًا إِلَى أَنْ بَلَغَ إِلَى نَفْسِهِ فَقَالَ:

اَللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لِي وَعْدِي وَأَتْمِمْ لِي أَمْرِي وَثَبِّتْ وَطْأَتِي وَ امْلَأِ الْأَرْضَ بِي عَدْلًا وَقِسْطًا۔

فَصَاحَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ عليه السلام فَقَالَ: يَا عَمَّةِ! تَنَاوَلِيْهِ فَهَاتِيْهِ۔

فَتَنَاوَلْتُهُ وَأَتَيْتُ بِهِ نَحْوَهُ، فَلَمَّا مَثُلْتُ بَيْنَ يَدَيْ أَبِيْهِ وَهُوَ عَلَى يَدَيَّ سَلَّمَ عَلَى أَبِيْهِ، فَتَنَاوَلَهُ الْحَسَنُ عليه السلام وَالطَّيْرُ تُرَفْرِفُ عَلَى رَأْسِهِ فَصَاحَ بِطَيْرٍ مِنْهَا فَقَالَ لَهُ: احْمِلْهُ وَاحْفَظْهُ وَرُدَّهُ إِلَيْنَا فِي كُلِّ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا۔

فَتَنَاوَلَهُ الطَّائِرُ وَطَارَ بِهِ فِي جَوِّ السَّمَاءِ وَأَتْبَعَهُ سَائِرُ الطَّيْرِ، فَسَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عليه السلام يَقُوْلُ: أَسْتَوْدِعُكَ الَّذِي اسْتَوْدَعَتْهُ أُمُّ مُوسٰى۔

فَبَكَتْ نَرْجِسُ عليها السلام فَقَالَ لَهَا: اسْكُتِي، فَإِنَّ الرَّضَاعَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ إِلَّا مِنْ ثَدْيِكِ وَسَيُعَادُ إِلَيْكِ كَمَا رُدَّ مُوسٰى إِلَى أُمِّهِ وَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَرَدَدْنَاهُ إِلَى أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ﴾ (سورۂ قصص، آیت ۱۳)

قَالَتْ حَكِيْمَةُ: فَقُلْتُ: مَا هٰذَا الطَّائِرُ؟

قَالَ: هٰذَا رُوحُ الْقُدُسِ الْمُوَكَّلُ بِالْأَئِمَّةِ عليهم السلام، يُوَفِّقُهُمْ وَيُسَدِّدُهُمْ وَيُرَبِّيْهِمْ بِالْعِلْمِ۔

قَالَتْ حَكِيمَةُ: فَلَمَّا أَنْ كَانَ بَعْدَ أَرْبَعِينَ يَوماً رُدَّ الْغُلَامُ وَ وَجَهَ إِلَىَّ ابْنُ أَخِي عليه السلام فَدَعَانِي فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا أَنَا بِصَبِيٍّ مُتَحَرِّكٍ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَقُلْتُ: سَيِّدِي! هٰذَا ابْنُ سَنَتَيْنِ؟

فَتَبَسَّمَ عليه السلام ثُمَّ قَالَ: إِنَّ أَوْلَادَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْصِيَاءِ إِذَا كَانُوا أَئِمَّةً يَنْشَئُونَ بِخِلَافِ مَا يَنْشَأُ غَيْرُهُمْ، وَ إِنَّ الصَّبِيَّ مِنَّا إِذَا أَتَى عَلَيْهِ شَهْرٌ كَانَ كَمَنْ يَأْتِي عَلَيْهِ سَنَةٌ ، وَ إِنَّ الصَّبِيَّ مِنَّا لَيَتَكَلَّمُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَعِنْدَ الرَّضَاعِ تُطِيعُهُ الْمَلَائِكَةُ وَتَنْزِلُ عَلَيْهِ كُلَّ صَبَاحٍ وَمَسَاءٍ۔

قَالَتْ حَكِيمَةُ: فَلَمْ أَزَلْ أَرَى ذٰلِكَ الصَّبِيَّ كُلَّ أَرْبَعِينَ يَوماً إِلَى أَنْ رَأَيْتُهُ رَجُلًا قَبْلَ مُضِيِّ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام بِأَيَّامٍ قَلَائِلَ، فَلَمْ أَعْرِفْهُ، فَقُلْتُ لِأَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام مَنْ هٰذَا الَّذِي تَأْمُرُنِي أَنْ أَجْلِسَ بَيْنَ يَدَيْهِ؟

فَقَالَ: ابْنُ نَرْجِسَ وَهُوَ خَلِيفَتِي مِنْ بَعْدِي وَعَنْ قَلِيلٍ تَفْقِدُونِّي فَاسْمَعِي لَهُ وَأَطِيعِي۔

قَالَتْ حَكِيمَةُ: فَمَضَى أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام بِأَيَّامٍ قَلَائِلَ وَافْتَرَقَ النَّاسُ كَمَا تَرَى وَ وَاللّٰهِ، إِنِّي لَأَرَاهُ صَبَاحاً وَمَسَاءً وَ إِنَّهُ لَيُنَبِّئُنِي عَمَّا تَسْأَلُونِّي عَنْهُ فَأُخْبِرُكُمْ، وَ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنِ الشَّيْءِ فَيَبْدَأُنِي بِهِ وَ إِنَّهُ لَيَرُدُّ عَلَيَّ الْأَمْرَ فَيَخْرُجُ إِلَيَّ مِنْهُ جَوَابُهُ مِنْ سَاعَتِهِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَتِي، وَقَدْ أَخْبَرَنِي

الْبَارِحَةَ بِمَجِيئِكَ إِلَيَّ وَأَمَرَنِي أَنْ أُخْبِرَكَ بِالْحَقِّ۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: فَوَ اللهِ، لَقَدْ أَخْبَرَتْنِي حَكِيمَةُ بِأَشْيَاءَ لَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهَا أَحَدٌ إِلَّا اللهُ عَزَّوَجَلَّ، فَعَلِمْتُ أَنَّ ذٰلِكَ صِدْقٌ وَعَدْلٌ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَأَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَطْلَعَهُ عَلٰى مَا لَمْ يُطْلِعْ عَلَيْهِ أَحَداً مِنْ خَلْقِهِ۔ (بحارالانوار، ج۵۱، ص ۱۴)

محمد بن عبداللہ مطہری کا بیان ہے: میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد سیدہ حکیمہ خاتون کے حضور حاضر ہوا تاکہ میں اُن سے حجت خدا کے بارے میں پوچھوں کہ لوگ اس امر میں اختلاف کر رہے ہیں اور وہ حیران و سرگردان ہیں۔

آپ نے فرمایا: بیٹھیے! پس میں اُن کے حضور بیٹھ گیا۔

آپ نے فرمایا: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے کسی دور میں اپنی زمین کو حجت ناطق و صامت کے بغیر نہیں رکھا۔ امر امامت میں جو مقام و فضیلت دو برادران حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کو ملا ان کے بعد کسی اور کو نہیں ملا۔ زمین میں وہ دونوں اپنی مثال آپ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی امر کو حضرت امام حسینؑ کی اولاد کے ساتھ خاص کر دیا، جو انھیں فضیلت دی وہ امام حسنؑ کی اولاد کو نہ دی جس طرح اللہ نے جناب ہارونؑ کی اولاد کو جناب موسیٰؑ کی اولاد پر فضیلت عطا کی۔ اگرچہ جناب موسیٰؑ جناب ہارونؑ پر حجت تھے لیکن قیامت تک فضیلت جناب ہارونؑ کی اولاد کو حاصل ہے۔

اس اُمت کی ابتلاء و آزمائش لازم ہے تاکہ باطل پرست حیران و سرگردان ہو کر رہ جائیں، شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جائیں اور حق پرست لوگ خالص ہو کر ایک طرف ہو جائیں کیونکہ ارشاد خداوندی ہے (لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل) تاکہ ان رسولوںؑ کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کے سامنے کسی حجت کی گنجائش

نہ رہے۔
حضرت امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد اس ابتلاء و آزمائش کا ہونا لازمی تھا۔
راوی: اے سیدہ! کیا امام حسن عسکریؑ کا بیٹا ہے؟
سیدہ حکیمہ خاتون مسکرائیں اور فرمایا: اگر امام حسن عسکری علیہ السلام کا بیٹا نہ ہو تو پھر اُن کے بعد حجتِ خدا کا سلسلہ کیسے باقی رہتا؟ کیا میں نے ابھی ابھی تمھیں نہیں بتایا ہے کہ جس طرح امر امامت حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کے لیے تھا اِس طرح کسی اور کے لیے نہیں ہے۔ (1)
راوی نے کہا: اے سیدہ! مجھے ان کی ولادت اور غیبت کے بارے میں بتایئے۔
سیدہ حکیمہ خاتون نے فرمایا: جی ہاں! میری ایک کنیز تھی جس کا نام نرجس خاتون تھا۔ ایک دن میرے بھتیجے امام حسن عسکری علیہ السلام میرے گھر میری زیارت کے لیے آئے۔ جب ان کی نظر نرجس خاتون پر پڑی تو اس کی طرف بڑے غور سے دیکھنے لگے۔
میں نے عرض کیا: اگر آپ کا اس کی طرف میلان ہے تو میں اِسے آپ کی طرف بھیج دیتی ہوں۔
امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، اے میری پھوپھی جان! یہ بات نہیں ہے مجھے ان میں کچھ اور نظر آرہا ہے جس کی وجہ سے مَیں نے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا ہے۔
میں نے عرض کیا: وہ کون سی تعجب خیز بات ہے؟
آپؑ نے فرمایا: بہت جلد اِن کے بطنِ اقدس سے ایک محترم و مکرم فرزند پیدا ہوگا کہ اس کے ذریعے خداوند تعالیٰ اپنی زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر

---

(1) اس بات سے یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اس زمانے میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان کے بھائی جعفر بن علیؑ نے امامت کا دعویٰ کیا تھا تو اس کو رد کرنے کے لیے یہ بات کی گئی ہے۔

دے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

میں نے عرض کیا: اے میرے سردار و سرور! میں انھیں آپؑ کی طرف بھیج دیتی ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس بارے میں آپ میرے والد بزرگوار سے اجازت لیں۔

میں نے چادر پہنی اور اپنے برادر امام ابوالحسن علی نقی علیہ السلام کے حضور حاضر ہوئی، انھیں سلام کیا اور بیٹھ گئی۔ آپ نے گفتگو کا آغاز کیا اور فرمایا:

اے حکیمہ خاتون! نرجس کو میرے بیٹے ابومحمدؑ کے ہاں بھیج دیجیے۔

میں نے عرض کیا: میں نے اسی مقصد کی خاطر آپؑ کے حضور اجازت لینے کے لیے آئی ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مبارک ہو! خداوند تعالیٰ آپ کو اس اجر عظیم میں شریک کرنا چاہتا ہے اور اس لیے اس عظیم کام میں آپ کا حصّہ رکھ دیا۔

میں پھر واپس اپنے گھر چلی آئی اور وہاں نرجس خاتون کو خوب صورت کپڑے پہنائے اور انھیں مزین کیا اور انھیں امام ابومحمدؑ کو ہبہ کر دیا اور میں نے اپنے گھر میں ان کی عروسی کا انتظام کیا۔ آنحضرتؑ کچھ دن میرے گھر میں رہ گئے۔ پھر نرجس خاتون سمیت اپنے والد کے گھر تشریف لے گئے۔

جب امام ابوالحسن علی نقی علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا تو امام ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام ان کے قائم مقام ہوئے۔ جس طرح میں اکثر و بیشتر امام ہادی علیہ السلام کی زیارت کے لیے ان کے گھر آیا کرتی تھی اسی طرح امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت کے لیے آیا کرتی تھی۔ ایک دن میں ان کے گھر آئی تو نرجس خاتون میرے پاس آگئیں اور انھوں نے میرے پاؤں سے جوتے اُتارے اور فرمایا: اے بانوئے من! چھوڑیے میں آپ کی جوتی اُٹھاتی ہوں۔ تو میں نے اُسے کہا: تو ہی ہماری بانو ہے، تو ہی ہماری

سیدہ ہے۔ بخدا! میں اب تم سے خدمت نہیں لوں گی بلکہ میں آپؑ کی خدمت کروں گی۔ میری اس بات کو امام حسن عسکری علیہ السلام نے سن لیا اور فرمایا: اے پھوپھی جان! اللہ آپ کو جزائے خیر کردے۔

میں غروب آفتاب تک وہاں بیٹھی رہی۔ پھر میں نے خادمہ کو آواز دی کہ میری چادر لے آؤ تا کہ میں وہاں سے اپنے گھر جاؤں تو اس وقت امامؑ نے فرمایا: پھوپھی جان! رات ہمارے ہاں گزاریں۔ اس شب ایک مبارک بچے کی ولادت ہے۔ خداوند تعالیٰ اس کے توسل سے اپنی مردہ زمین کو زندگی عطا کرے گا۔

میں نے عرض کیا: اس مبارک مولود نے کس بانو کے بطن سے پیدا ہونا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نرجس خاتون کے بطن سے اُس نے پیدا ہونا ہے۔

میں نرجس خاتون کے پاس گئی اور انھیں اچھی طرح سے دیکھا۔ اُن میں حمل کے کوئی آثار نہ تھے۔ پھر میں امامؑ کے پاس آئی اور حقیقت ان کے سامنے رکھی تو آپ مسکرائے اور فرمایا: جب صبح ہوگی تو اُس وقت آپ آثار حمل دیکھیں گی کیونکہ اس کی مثال جناب اُمِ موسیٰؑ کی مثال ہے۔ ولادت کے وقت ان کے آثار حمل پر کسی کو اطلاع نہیں ہوگی کیونکہ فرعون مصر نے جناب موسیٰؑ کی طلب میں بہت سی حاملہ خواتین کے شکم کو شق کرڈالا تھا۔ یہ نوزاد بھی جناب موسیٰؑ کی مثال ہے۔

میں اُنھیں ساری رات دیکھتی رہی اور وہ صبح تک میرے سامنے سوتی رہیں۔ اُنھوں نے پہلو بھی تبدیل نہ کیا۔ جونہی صبح نزدیک ہوئی تو اس وقت ان کے ہاں وضع حمل کے آثار نمودار ہوئے تو میں نے انھیں اپنے سینے سے لگایا اور ان پر اللہ کے نام کا ذکر کیا۔ تو اُس وقت امامؑ نے مجھے آواز دی کہ ان پر سورۂ قدر انا انزلنہ فی لیلۃ القدر پڑھیں۔ تو میں نے ان پر سورۂ قدر پڑھنا شروع کی اور اس دوران پوچھا: تمھارا کیا حال ہے؟ اُنھوں نے مجھے کہا: جو کچھ میرے آقا نے فرمایا تھا وہی کچھ ظاہر

ہو گیا ہے۔

جس وقت میں ان پر سورۂ قدر پڑھ رہی تھی اسی طرح بچہ بھی شکمِ مادر میں سورۂ قدر پڑھ رہا تھا۔ انھوں نے مجھے سلام کیا۔ جب میں نے ان کی آواز سنی تو خوفزدہ ہوئی اور حیران ہوئی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: امرالٰہی پر تعجب نہ کرو خداوند تعالیٰ ہمیں بچپن میں اپنی حکمت سے ہمیں نطق عطا کرتا ہے اور جب ہم بڑے ہوتے ہیں تو اپنی زمین پر حجت قرار دیتا ہے۔

سیدہ حکیمہ فرماتی ہیں کہ ابھی امام علیہ السلام کی گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ نرجس خاتون میری آنکھوں سے غیب ہو گئیں گویا کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی پردہ حائل کر دیا گیا ہو۔ میں چیختی چلاتی بارگاہِ امامت میں پہنچی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے پھوپھی جان! واپس جایئے وہ اپنی جگہ پر موجود ہیں۔

سیدہ حکیمہ خاتون کہتی ہیں: جب میں واپس گئی، ابھی لمحہ بھی نہ گزرا تھا کہ جیسے میرے اور ان کے درمیان پردہ اٹھا ہو۔ میں نے دیکھا کہ اُن سے نور ساطع ہوا ہو جس نے میری آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ اُس وقت میں نے نومولود کو دیکھا کہ وہ اُس وقت سجدہ ریز تھا۔ پھر وہ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف اپنی دونوں انگلیوں کو بلند کیا اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میرے جد اللہ کے رسول ہیں اور میرے بابا امیرالمومنینؑ ہیں۔ پھر آپؑ نے تمام آئمہ کے باری باری نام لیے اور آخر میں اپنا نام لیا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اے میرے اللہ! میرے وعدے کو پورا فرما، میرے امر کو مکمل فرما، میرے کام کو سرانجام دے اور میرے ذریعے زمین کو عدل و انصاف سے

بھردے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پھوپھی جان! انھیں میرے پاس لایئے!

اس وقت میں نے انھیں اٹھایا اور انھیں اُن کے پاس لائی۔ جب میں ان کے قریب آئی وہ ابھی میرے ہاتھوں میں تھے کہ اُنھوں نے اپنے پدر بزرگوار کو سلام کیا۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اُنھیں مجھ سے لیا تو اُس کے سر پر کچھ پرندے پرواز کرنے لگے تو امامؑ نے ایک پرندے کو آواز دی کہ اِنھیں لے جائیں، ان کی حفاظت کریں اور ہر چالیسویں دن انھیں ہمارے پاس لے آئیں۔ پس اُس پرندے نے اُنھیں لے لیا اور پرواز کر کے چلے گئے۔ باقی پرندے اس کے پیچھے چلے گئے۔ اس وقت میں نے سنا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام فرما رہے تھے: میں تمھیں اللہ کے حوالے اس طرح کرتا ہوں جس طرح کہ مادرِ موسیٰؑ نے موسیٰؑ کو اللہ کے حوالے کیا تھا تو اُس وقت نرجس خاتون نے رونا شروع کر دیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خاموش رہیے اِس بچے نے صرف تمھارا ہی دودھ پینا ہے۔ عنقریب اس طرح یہ بچہ تمھارے پاس لوٹا دیا جائے گا کہ جس طرح جناب موسیٰؑ اپنی ماں کی طرف لوٹائے گئے تھے۔

ارشادِ خداوندی ہے: ہم نے اُسے اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، غم زدہ مت ہو۔

میں نے پوچھا: یہ پرندے کون تھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ روح القدس تھا جو آئمہ طاہرینؑ کی حفاظت پر مامور ہے، اللہ کے حکم سے ان کے اُمور انجام دیتا ہے اور علم و معرفت کی تربیت دیتا ہے۔

چالیسویں دن جب بچے کو میرے بھتیجے کے پاس واپس لایا گیا تو امام علیہ السلام نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ جونہی میں آپؑ کے حضور آئی تو اس وقت بچہ اپنے بابا کے آگے

چل رہا تھا تو یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا: اے میرے سردار! یہ بچہ تو دو سال کا دکھائی دیتا ہے۔

میری بات سن کر آپؑ مسکرا دیے اور فرمایا: انبیاءؑ و اوصیاءؑ کے بچے جو امام و وصی ہوتے ہیں تو ان کی نشوونما دوسرے بچوں کی نشوونما سے مختلف ہوتی ہے۔ ہمارا بچہ جب ایک ماہ کا ہوتا ہے تو وہ سال کا دکھائی دیتا ہے۔ ہمارے بچے شکمِ مادر میں گفتگو کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کی شیرخوارگی کے زمانے میں فرشتے ان کی اطاعت کرتے ہیں اور ہر صبح و شام ان پر نازل ہوتے رہتے ہیں۔

میں مسلسل اس نازنین کی ہر چالیسویں دن زیارت کرتی رہی۔ میں نے ان کے والد بزرگوار کی شہادت سے چند روز قبل اُنھیں مرد کی صورت میں دیکھا جنھیں میں پہچان نہ سکی۔ میں نے امامؑ کے حضور عرض کیا: یہ کون ہیں؟ آپؑ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کے سامنے بیٹھوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہی نرجس خاتون کے بیٹے ہیں جو میرے بعد خلیفہ ہیں۔ چند دنوں کے بعد میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا۔ آپ ان کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔

چند دنوں کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام کو ان کے دشمنوں نے شہید کر ڈالا تو لوگوں کے درمیان اختلاف پڑ گیا۔ بخدا! میں اُنھیں صبح و شام دیکھتی رہی۔ جو کچھ تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو وہ تمھارے پوچھنے سے قبل مجھے بتا دیتے ہیں اور میں تمھیں بتا دیتی ہوں۔ بخدا! جب میں ان سے کچھ پوچھنے کا ارادہ کرتی ہوں وہ مجھے پہلے ہی بتا دیتے ہیں۔ انھوں نے گذشتہ رات مجھے تیرے آنے کی اطلاع دی تھی۔ اُنھوں نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں تمھیں حقیقتِ حال سے آگاہ کروں۔

محمد بن عبداللہ راوی کا بیان ہے: بخدا! سیدہ حکیمہ خاتون نے جو مطالب مجھے

بتائیے جنھیں ان کے اور خدا کے سوا کوئی اور نہ جانتا تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سب کچھ سچ ہے اور اللہ کی طرف سے عدل کی بنیاد پر ہے اور مجھے یہ بھی یقین حاصل ہوا کہ جس قدر امامِ عصرؑ کے بارے میں ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کسی اور کو اس پر اطلاع حاصل نہیں ہے۔

اس کا مطلب کیا ہے؟

سَعْدٌ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام فَقَالَ: إِذَا قَامَ الْقَائِمُ أَمَرَ بِهَدْمِ الْمَنَائِرِ وَالْمَقَاصِيرِ الَّتِي فِي الْمَسَاجِدِ۔
فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لِأَيِّ مَعْنًى هٰذَا؟
فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: مَعْنٰى هٰذَا أَنَّهَا مُحْدَثَةٌ مُبْتَدَعَةٌ لَمْ يَبْنِهَا نَبِيٌّ وَلَا حُجَّةٌ۔ (اعلام الوریٰ، ص ۳۷۰ و بحار الانوار، ج۵۰، ص۲۵۰)

ابوہاشم جعفری کا بیان ہے: میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہ میں تھا کہ آپؑ نے فرمایا: جب قائمؑ کا قیام ہوگا تو وہ اس وقت مساجد کے میناروں اور محرابوں کے گرا دینے کا حکم دیں گے۔

میں نے اپنے دل میں سوچا: وہ اس طرح کا حکم کیوں دیں گے؟

اُس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا: آپ اس لیے یہ حکم دیں گے کیونکہ یہ سب کچھ بدعات ہیں۔ اس طرح کا کام آج تک نہ کسی نبیؐ نے کیا ہے اور نہ اس کے وصی نے کیا ہے؟

✿✿✿

فصلِ ہفتم

ایمان و کفر

maablib.org

ہمارا ناصبی ہمسایہ ہمیں آزار دیتا رہتا ہے

قَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ عليه السلام، لِبَعْضِ تَلَامِذَتِهِ لَمَّا اجْتَمَعَ إِلَيْهِ قَوْمٌ مِنْ مَوَالِيهِ وَالْمُحِبِّيْنَ لِآلِ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بِحَضْرَتِهِ، وَقَالُوا: يَابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ! إِنَّ لَنَا جَاراً مِنَ النُّصَّابِ يُؤْذِيْنَا، وَيَحْتَجُّ عَلَيْنَا فِيْ تَفْضِيْلِ الْأَوَّلِ وَالثَّانِيْ وَالثَّالِثِ عَلَى أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عليه السلام، وَيُوْرِدُ عَلَيْنَا حُجَجاً لَا نَدْرِيْ كَيْفَ الْجَوَابُ عَنْهَا وَالْخُرُوْجُ مِنْهَا:

مُرَّ بِهٰؤُلَاءِ إِذَا كَانُوْا مُجْتَمِعِيْنَ يَتَكَلَّمُوْنَ فَتَسْتَمِعُ عَلَيْهِمْ فَيَسْتَدْعُوْنَ مِنْكَ الْكَلَامَ، فَتَكَلَّمْ وَأَفْحِمْ صَاحِبَهُمْ وَاكْسِرْ عَرْبَهُ وَفُلَّ حَدَّهُ وَلَا تُبْقِ لَهُ بَاقِيَةً۔

فَذَهَبَ الرَّجُلُ وَحَضَرَ الْمَوْضِعَ وَحَضَرُوْا وَكَلَّمَ الرَّجُلَ فَأَفْحَمَهُ وَصَيَّرَهُ لَا يَدْرِيْ فِي السَّمَاءِ هُوَ أَوْ فِي الْأَرْضِ۔

قَالُوا: وَوَقَعَ عَلَيْنَا مِنَ الْفَرَحِ وَالسُّرُوْرِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ تَعَالَى وَعَلَى الرَّجُلِ وَالْمُتَعَصِّبِيْنَ لَهُ مِنَ الْغَمِّ وَالْحُزْنِ، مِثْلُ مَا لَحِقَنَا مِنَ السُّرُوْرِ۔

فَلَمَّا رَجَعْنَا إِلَى الْإِمَامِ قَالَ لَنَا: إِنَّ الَّذِيْنَ فِي السَّمٰوٰتِ لَحِقَهُمْ مِنَ الْفَرَحِ وَالطَّرَبِ بِكَسْرِ هٰذَا الْعَدُوِّ لِلّٰهِ كَانَ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ بِحَضْرَتِكُمْ، وَالَّذِيْ كَانَ بِحَضْرَةِ إِبْلِيْسَ وَعُتَاةِ مَرَدَتِهِ مِنَ الشَّيَاطِيْنِ مِنَ الْحُزْنِ وَالْغَمِّ أَشَدُّ مِمَّا كَانَ

بِحَضْرَتِهِمْ۔

وَلَقَدْ صَلّٰى عَلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الْكَاسِرِ لَهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ وَالْحُجُبِ وَالْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ وَقَابَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْإِجَابَةِ ، فَأَكْرَمَ إِيَابَهُ وَعَظَّمَ ثَوَابَهُ، وَلَقَدْ لَعَنَتْ تِلْكَ الْأَمْلَاكُ عَدُوَّ اللّٰهِ الْمَكْسُوْرَ وَقَابَلَهَا اللّٰهُ بِالْإِجَابَةِ ، فَشَدَّدَ حِسَابَهُ وَأَطَالَ عَذَابَهُ۔ (الاحتجاج، ج۱، ص۲۰)

ایک روایت میں آیا ہے: آلِ محمدؐ کے دوستوں میں سے ایک گروہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہ میں آیا اور عرض کیا: اے فرزند رسولؐ اللہ! ہمارا ایک ہمسایہ ناصبی ہے جو ہمیشہ ہماری دل آزاری کرتا رہتا ہے اور بعض لوگوں کو جناب امیرؑ سے افضل جانتا ہے۔ وہ کچھ ایسے ثبوت دیتا ہے کہ جن کے جواب ہمارے پاس نہیں ہوتے۔ ہم میں وہ قدرت نہیں ہے کہ ہم اُسے لاجواب کر سکیں۔

یہ سن کر حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: جس وقت وہ جماعت اکٹھی ہو اور وہ اپنی گفتگو کا آغاز کریں تو تم بھی وہاں جاؤ اور ان کی بات کو سنو۔ جب وہ تم سے جواب چاہیں تو تم اپنی بات کا آغاز کرو اور ان کے بڑے کو ملزم ٹھہراؤ اور اس کی زبان کی تیزی کو توڑ ڈالو اور اس کے لیے کوئی بات باقی نہ چھوڑو۔

پس اُس آدمی نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے اس موضوع کی ضروری تعلیمات حاصل کی اور اپنے ساتھیوں سمیت اس آدمی کے پاس گئے اور اس سے مناظرہ کیا اور اپنے دلائل و حجت کے ساتھ اُس کی زبان کو بند کر دیا۔ اُسے اپنا ہوش ہی نہ رہا کہ یہ آسمان ہے یا زمین ہے۔

امامؑ کے مکتب کے شاگردوں کا بیان ہے اُس وقت ہمیں اس قدر خوشی حاصل ہوئی کہ جسے خدا کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ جتنا ہم خوش ہوئے اس طرح وہ ذلیل و

خوار اور حیران و پریشان ہوئے۔

جب ہم واپس بارگاہِ امامت میں آئے تو آپؑ نے فرمایا: جس قدر تمھیں خوشی حاصل ہوئی اس سے زیادہ تمام اہلِ آسمان کو خوشی و مسرت حاصل ہوئی ہے کہ اس سے اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمن کو شکست ہوئی ہے۔ تمھاری مسرت و شادمانی سے ابلیس اور اس کے پیروکار غم واندوہ میں مبتلا ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اس مومن جس نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے دشمن کو شکست دی ہے تو اُس پر آسمان اور اس کے حجابات اور عرش و کرسی پر مامور تمام ملائکہ نے درود بھیجا ہے۔ اللہ نے اس کی تمام دعاؤں کو قبول کرلیا ہے اُسے مکرم ومحترم بنا دیا ہے اور اُسے عظیم ثواب عطا کیا ہے۔

دوسری طرف انھیں فرشتوں نے اس دشمنِ خدا مغلوب پر لعنت بھیجی ہے اور اللہ نے ان کی لعنت کو جو انھوں نے اس پر کی ہے کو منظور فرمایا ہے اور اُس کے حساب کو سخت اور اس کے عذاب کو طولانی کر دیا ہے۔

کیا میں واقفی مذہب کو دوست رکھوں یا اُس سے بیزاری کروں؟

رُوِیَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَهَّرٍ قَالَ: كَتَبَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا اِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، مِنْ أَهْلِ الْجَبَلِ يَسْأَلُهُ عَمَّنْ وَقَفَ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام، أَتَوَلَّاهُمْ أَمْ أَتَبَرَّأُ مِنْهُمْ؟

فَكَتَبَ: أَتَتَرَحَّمُ عَلَى عَمِّكَ؟ لَا رَحِمَ اللهُ عَمَّكَ وَتَبَرَّأْ مِنْهُ۔ أَنَا اِلَى اللهِ مِنْهُمْ۔ بَرِیءٌ فَلَا تَتَوَلَّاهُمْ، وَلَا تَعُدْ مَرْضَاهُمْ، وَلَا تَشْهَدْ جَنَائِزَهُمْ، وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَداً،

سَوَاءٌ مَنْ جَحَدَ إِمَاماً مِنَ اللهِ، أَوْ زَادَ إِمَاماً لَيْسَتْ إِمَامَتُهُ مِنَ اللهِ وَجَحَدَ - أَوْ قَالَ: ﴿ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ﴾......

(بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۷۵)

احمد بن محمد بن مطهری کا بیان ہے: ہمارے کسی دوست نے جو پہاڑ کا رہنے والا تھا امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ کیا ہم واقفی مذہب کو اپنائیں کہ جن لوگوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت پر امر امامت کو ختم سمجھا ہے، یا ان سے بیزاری اختیار کریں؟

آپؑ نے اس کے جواب میں لکھا: کیا تم اپنے چچا کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہو؟ خدا تیرے چچا پر رحم نہ کرے اور اُس سے بیزاری اختیار کرے میں اُس سے بیزار ہوں اور تو بھی اس سے کنارہ کشی اختیار کرلو۔ ان کے بیماروں کی عیادت نہ کرو اور ان کے جنازوں میں شرکت نہ کرو اور ان کے مُردوں پر نماز نہ پڑھو۔ جس کسی نے امامِ برحق کا انکار کیا یا جسے خدا نے امام نہیں بنایا اور اُسے امام سمجھا وہ مشرک ہے اور تثلیث کا قائل ہے۔

میں آپؑ کی نصرت سے عاجز ہوں

أَقُولُ: رُوِيَ فِي بَعْضِ مُؤَلَّفَاتِ أَصْحَابِنَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمِ الْكُوفِيِّ الْأَعْمَىٰ قَالَ:

دَخَلْتُ عَلَىٰ سَيِّدِي الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ علیہ السلام، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ۔

فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ وَقَالَ: مَرْحَباً بِكَ يَابْنَ عَاصِمٍ! اجْلِسْ هَنِيئاً لَكَ يَا ابْنَ عَاصِمٍ! أَتَدْرِي مَا تَحْتَ قَدَمَيْكَ؟

فَقُلْتُ: يَا مَوْلَايَ! إِنِّي أَرَى تَحْتَ قَدَمَيَّ هَذَا الْبِسَاطَ، كَرَّمَ اللهُ وَجْهَ صَاحِبِهِ۔

فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ عَاصِمٍ! إِعْلَمْ أَنَّكَ عَلَى بِسَاطٍ جَلَسَ عَلَيْهِ كَثِيرٌ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ.....

قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ:..... وَقَبَّلْتُ يَدَ الْإِمَامِ علیہ السلام، وَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي عَاجِزٌ عَنْ نُصْرَتِكُمْ بِيَدِي وَلَيْسَ أَمْلِكُ غَيْرَ مُوَالَاتِكُمْ وَالْبَرَاءَةِ مِنْ أَعْدَائِكُمْ وَاللَّعْنِ لَهُمْ فِي خَلَوَاتِي فَكَيْفَ حَالِي يَا سَيِّدِي؟!

فَقَالَ علیہ السلام، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قَالَ: مَنْ ضَعُفَ عَلَى نُصْرَتِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ وَلَعَنَ فِي خَلَوَاتِهِ أَعْدَاءَنَا، بَلَّغَ اللهُ صَوْتَهُ إِلَى جَمِيعِ الْمَلَائِكَةِ، فَكُلَّمَا لَعَنَ أَحَدُكُمْ أَعْدَاءَنَا صَاعَدَتْهُ الْمَلَائِكَةُ، وَلَعَنُوا مَنْ لَا يَلْعَنُهُمْ۔

فَإِذَا بَلَغَ صَوْتُهُ إِلَى الْمَلَائِكَةِ اسْتَغْفَرُوا لَهُ وَأَثْنَوْا عَلَيْهِ وَقَالُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رُوحِ عَبْدِكَ هَذَا الَّذِي بَذَلَ فِي نُصْرَةِ أَوْلِيَائِهِ جُهْدَهُ وَلَوْ قَدَرَ عَلَى أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ لَفَعَلَ۔

فَإِذَا النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللهِ تَعَالَى يَقُولُ: يَا مَلَائِكَتِي! إِنِّي قَدْ أَجَبْتُ دُعَاءَكُمْ فِي عَبْدِي هَذَا وَسَمِعْتُ نِدَاءَكُمْ وَصَلَّيْتُ عَلَى رُوحِهِ مَعَ أَرْوَاحِ الْأَبْرَارِ وَجَعَلْتُهُ مِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۳۱۷)

علی بن عاصم کوفی نابینا کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

کی بارگاہِ قدس میں حاضر ہوا اور انھیں سلام کیا۔ آپؑ نے میرے سلام کا جواب دیا۔ مجھے خوش آمدید کہا۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابن عاصم! بیٹھیے! تجھے مبارک ہو تجھے معلوم ہے تیرے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا و مولا! مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے قدموں کے نیچے قالین ہے۔ اس کے مالک کے چہرے پر اللہ نے کرم کیا ہے!

آپؑ نے فرمایا: اے ابن عاصم! جس قالین پر تو بیٹھا ہے اس پر کثرت کے ساتھ انبیاءؑ و مرسلینؑ اپنے اپنے دور میں بیٹھتے رہے ہیں۔

راوی علی بن عاصم کہتے ہیں کہ میں اُٹھا اور ان تمام قدموں کے نشانوں کے بوسے لیے اور پھر اپنے امامؑ کے ہاتھوں کے بوسے لیے اور عرض کیا: میں آپؑ کی نصرت سے عاجز ہوں کیونکہ معذور ہوں۔ بس میں اتنا کرسکتا ہوں کہ خلوت میں تمھارے دشمنوں پر لعنت کرتا رہتا ہوں۔ اے میرے سردار! اس صورت میں میں اپنا حق ادا کررہا ہوں یا نہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد نے مجھے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سنائی، آپؐ نے فرمایا:

جو آدمی اہلِ بیت رسولؐ اللہ کی نصرت سے عاجز ہو اور وہ خلوت میں ہمارے اعداء پر لعنت بھیجے اللہ تعالیٰ اس کی آواز کو تمام ملائکہ تک پہنچاتا ہے، اور جو لوگ لعنت نہیں کرتے تو ملائکہ ان پر لعنت کرتے ہیں۔ جب لعنت کرنے والوں کی آواز فرشتوں تک پہنچتی ہے تو وہ ان کے لیے استغفار کرتے ہیں اور ان کی تعریف کرتے ہیں۔ اور بارگاہِ ربوبیت میں عرض گزار ہوتے ہیں کہ خدایا! اپنے اس بندے کی رُوح پر رحمت بھیج۔ کیونکہ یہ اپنی تمام توانائیوں کے ساتھ تیرے اولیاؤں کی نصرت کررہا ہے۔ اگر اس کے پاس اس سے زیادہ طاقت ہوتی تو ضرور صَرف کرتا۔ تو اچانک اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ندا آتی ہے: میں نے اس بندے کے حق میں تمھاری دعا کو قبول کرلیا ہے، اور میں نے نیک لوگوں کی ارواح کے ساتھ اس کی روح پر رحمت نازل کردی ہے اور میں نے اُسے برگزیدہ لوگوں میں قرار دیا ہے۔

لوگ آپؑ کے اس کام کو ناپسند کرتے ہیں؟

أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْخَصِيبِ الْأَنْبَارِيِّ قَالَ: كَتَبَ أَبُوْ عَوْنِ الْأَبْرَشُ قَرَابَةُ نُجَاحِ بْنِ سَلَمَةَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام۔

أَنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَوْهَنُوا مِنْ شَقِّكَ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام۔

فَقَالَ: يَا أَحْمَقُ! مَا أَنْتَ وَ ذَاكَ قَدْ شَقَّ مُوسٰى عَلٰى هَارُوْنَ عليه السلام۔

إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِناً وَيَحْيَا مُؤْمِناً وَيَمُوتُ مُؤْمِناً ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ كَافِراً وَيَحْيَا كَافِراً وَيَمُوتُ كَافِراً ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِناً وَيَحْيَا مُؤْمِناً وَيَمُوتُ كَافِراً ، وَ إِنَّكَ لَا تَمُوتُ حَتّٰى تَكْفُرَ وَيَتَغَيَّرَ عَقْلُكَ۔

فَمَا مَاتَ حَتّٰى حَجَبَهُ وُلْدُهُ عَنِ النَّاسِ وَحَبَسُوهُ فِي مَنْزِلِهِ فِي ذَهَابِ الْعَقْلِ وَالْوَسْوَسَةِ وَلِكَثْرَةِ التَّخْلِيطِ وَيَرِدُ عَلٰى أَهْلِ الْإِمَامَةِ ، وَانْكَشَفَ عَمَّا كَانَ عَلَيْهِ ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۱۹۱)

ابراہیم بن خصیب انباری کہتے ہیں: ابوعون ابرش جو نجاح بن سلمہ کا قریبی تھا اُس نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ جب آپ اپنے والد کے

جنازے کے پیچھے تھے اور آپؑ نے اپنا گریبان چاک کیا تھا! اسے لوگوں نے پسند نہیں کیا تھا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس کے جواب میں لکھا تھا:

اے احمق! تو اس امر کو کیا جانتا ہے؟ جس وقت حضرت ہارونؑ کی وفات ہوئی تھی تو اس وقت حضرت موسیٰؑ نے ان کے جنازے پر اپنا گریبان چاک کیا تھا۔

اصل میں بات یہ ہے کہ کچھ لوگ مومن پیدا ہوتے ہیں اور مومن کے طور پر زندگی بسر کرتے ہیں اور مومن فوت ہوتے ہیں اور کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں اور کفر پر زندگی بسر کرتے ہیں اور کافر مرتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مومن پیدا ہوتے ہیں اور ایمان پر زندگی بسر کرتے ہیں لیکن جب مرتے ہیں تو کافر مرتے ہیں۔ تم کافر مرو گے اور تیری عقل زائل ہوجائے گی تو پاگل و دیوانہ ہوجائے گا۔

جی ہاں! جب اس کا وقت قریب آیا تو وہ دیوانہ ہوگیا تھا اور اس کے بیٹے نے اسے اپنے گھر میں بند کر دیا تھا۔ وہ ذہنی بیماری کا شکار ہوکر رہ گیا تھا اور امامت کے معاملے میں شکوک وشبہات کا شکار ہوگیا تھا۔ آخرکار اس کا جو عقیدہ تھا وہ ظاہر ہوگیا کہ اس کی اصلیت کیا ہے؟

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے امر میں دقت سے کام لے

سَعْدٌ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ:

سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ علیہ السلام يَقُولُ: مِنَ الذُّنُوبِ الَّتِي لَا تُغْفَرُ

قَوْلُ الرَّجُلِ: ﴿لَيْتَنِي لَا أُؤَاخَذُ إِلَّا بِهَذَا﴾۔

فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: إِنَّ هَذَا لَهُوَ الدَّقِيقُ يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ

يَتَفَقَّدَ مِنْ أَمْرِهِ وَمِنْ نَفْسِهِ كُلَّ شَيْءٍ!

فَأَقْبَلَ عَلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام فَقَالَ:

يَا أَبَا هَاشِمٍ! صَدَقْتَ، فَالْزَمْ مَا حَدَّثَتْ بِهِ نَفْسُكَ، فَإِنَّ الْإِشْرَاكَ فِي النَّاسِ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ الذَّرِّ عَلَى الصَّفَا فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ وَمِنْ دَبِيبِ الذَّرِّ عَلَى الْمِسْحِ الْأَسْوَدِ۔

(ایضاً، ص ۲۵۰)

ابوہاشم جعفری کا بیان ہے: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

گناہوں میں سے بندے کا وہ گناہ نہیں بخشا جائے گا جب وہ اپنے کسی گناہ کے بارے میں کہے کہ کیا صرف اس گناہ پر بھی میرا مواخذہ ہوگا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ انسان کو چاہیے کہ اپنے ہر کام میں دقت سے کام لے اور ان میں خوب غور وخوض کرے۔

اس وقت امامؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے ابوہاشم! تو نے صحیح سوچا ہے جو کچھ تیرے دل میں آیا ہے اُسے اپنے اُوپر لازم کر کیونکہ لوگوں میں شرک کی تشخیص اس طرح مشکل ہے جس طرح چیونٹی کے قدموں کے نشان سخت پتھر پر اندھیری رات میں تلاش کرنا مشکل ہے۔

محب اور شیعہ کے درمیان کیا فرق ہے؟

قَالَ أَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ زِيَادٍ وَعَلِيُّ بْنُ سَيَّارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا:

حَضَرْنَا لَيْلَةً عَلَى غُرْفَةِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عليهم السلام، وَقَدْ كَانَ مَلِكُ الزَّمَانِ لَهُ مُعَظِّماً وَحَاشِيَتُهُ لَهُ مُبَجِّلِينَ،

إِذْ مَرَّ عَلَيْنَا وَ إِلَى الْبَلَدِ وَ إِلَى الْجِسْرَيْنِ وَمَعَهُ رَجُلٌ مَكْتُوفٌ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عليه السلام، مُشْرِفٌ مِنْ رَوْزَنَتِهِ۔

فَلَمَّا رَآهُ الْوَالِي تَرَجَّلَ عَنْ دَابَّتِهِ إِجْلَالاً لَهُ۔

فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عليه السلام: عُدْ إِلَى مَوْضِعِكَ۔

فَعَادَ وَهُوَ مُعَظِّمٌ لَهُ، وَقَالَ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! أَخَذْتُ هٰذَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ عَلَى بَابِ حَانُوتِ صَيْرَفِيٍّ فَاتَّهَمْتُهُ بِأَنَّهُ يُرِيدُ نَقْبَهُ وَالسَّرِقَةَ مِنْهُ، فَقَبَضْتُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا هَمَمْتُ أَنْ أَضْرِبَهُ خَمْسَمِائَةِ سَوْطٍ، وَهٰذِهِ سَبِيلِي فِيمَنِ اتَّهَمْتُهُ مِمَّنْ آخُذُهُ لِئَلَّا يَسْأَلَنِي فِيهِ مَنْ لَا أُطِيقُ مُدَافَعَتَهُ لِيَكُونَ قَدْ شَقِيَ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَنِي مَنْ لَا أُطِيقُ مُدَافَعَتَهُ۔

فَقَالَ لِي: اِتَّقِ اللهَ وَلَا تَتَعَرَّضْ لِسَخَطِ اللهِ، فَإِنِّي مِنْ شِيعَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَشِيعَةِ هٰذَا الْإِمَامِ أَبِي الْقَائِمِ بِأَمْرِ اللهِ۔

فَكَفَفْتُ عَنْهُ وَقُلْتُ: أَنَا مَارٌّ بِكَ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَرَفَكَ بِالتَّشَيُّعِ أَطْلَقْتُ عَنْكَ وَإِلَّا قَطَعْتُ يَدَكَ وَ رِجْلَكَ بَعْدَ أَنْ أَجْلِدَكَ أَلْفَ سَوْطٍ، وَقَدْ جِئْتُكَ بِهِ يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! فَهَلْ هُوَ مِنْ شِيعَةِ عَلِيٍّ عليه السلام كَمَا ادَّعَى؟

فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عليه السلام: مَعَاذَ اللهِ، مَا هٰذَا مِنْ شِيعَةِ عَلِيٍّ وَ إِنَّمَا ابْتَلَاهُ اللهُ فِي يَدِكَ لِاعْتِقَادِهِ فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ مِنْ شِيعَةِ عَلِيٍّ عليه السلام۔

فَقَالَ الْوَالِيْ: كَفَيْتَنِيْ مَئُوْنَتَهُ الْآنَ أَضْرِبُهُ خَمْسَمِائَةٍ لَا حَرَجَ عَلَيَّ فِيْهَا۔

فَلَمَّا نَحَّاهُ بَعِيْدًا فَقَالَ: ابْطَحُوْهُ۔

فَبَطَحُوْهُ وَأَقَامَ عَلَيْهِ جَلَّادَيْنِ وَاحِدًا عَنْ يَمِيْنِهِ وَآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ فَقَالَ: أَوْجِعَاهُ۔

فَأَهْوَيَا إِلَيْهِ بِعِصِيِّهِمَا لَا يُصِيْبَانِ الْأَرْضَ فَضَجِرَ مِنْ ذٰلِكَ۔

فَقَالَ: وَيْلَكُمْ تَضْرِبُوْنَ الْأَرْضَ اضْرِبُوْا اسْتَهُ۔

فَذَهَبُوْا يَضْرِبُوْنَ اسْتَهُ، فَعَدَلَتْ أَيْدِيْهِمَا فَجَعَلَا يَضْرِبُ بَعْضُهُمَا بَعْضًا وَيَصِيْحُ وَيَتَأَوَّهُ فَقَالَ لَهُمَا: وَيْحَكُمَا أَمَجَانِيْنُ أَنْتُمَا يَضْرِبُ بَعْضُكُمَا بَعْضًا، اضْرِبَا الرَّجُلَ۔

فَقَالَا: مَا نَضْرِبُ إِلَّا الرَّجُلَ، وَمَا نَقْصِدُ سِوَاهُ، وَلٰكِنْ يَعْدِلُ أَيْدِيْنَا حَتّٰى يَضْرِبَ بَعْضُنَا بَعْضًا۔

قَالَ: فَقَالَ: يَا فُلَانُ! وَيَا فُلَانُ! حَتّٰى دَعَا أَرْبَعَةً وَصَارُوْا مَعَ الْأَوَّلَيْنِ سِتَّةً وَقَالَ: أَحِيْطُوْا بِهِ۔

فَأَحَاطُوْا بِهِ فَكَانَ يَعْدِلُ بِأَيْدِيْهِمْ وَيَرْفَعُ عِصِيَّهُمْ إِلٰى فَوْقُ فَكَانَتْ لَا تَقَعُ إِلَّا بِالْوَالِيْ فَسَقَطَ عَنْ دَابَّتِهِ وَقَالَ: قَتَلْتُمُوْنِيْ قَتَلَكُمُ اللّٰهُ مَا هٰذَا؟

فَقَالُوْا: مَا ضَرَبْنَا إِلَّا إِيَّاهُ۔

ثُمَّ قَالَ لِغَيْرِهِمْ: تَعَالَوْا فَاضْرِبُوْا هٰذَا!

فَجَاءُوْا فَضَرَبُوْهُ بَعْدُ فَقَالَ: وَيْلَكُمْ إِيَّايَ تَضْرِبُوْنَ۔

قَالُوا: لَا وَاللهِ مَا نَضْرِبُ إِلا الرَّجُلَ۔

قَالَ الْوَالِي: فَمِنْ أَيْنَ لِي هٰذِهِ الشَّجَّاتُ بِرَأْسِيْ وَوَجْهِيْ وَبَدَنِيْ إِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا تَضْرِبُوْنِيْ۔

فَقَالُوا: شُلَّتْ أَيْمَانُنَا إِنْ كُنَّا قَدْ قَصَدْنَاكَ بِضَرْبٍ۔

قَالَ الرَّجُلُ: يَا عَبْدَ اللهِ - يَعْنِي الْوَالِيَ - أَمَا تَعْتَبِرُ بِهٰذِهِ الْأَلْطَافِ الَّتِيْ بِهَا يُصْرَفُ عَنِّيْ هٰذَا الضَّرْبُ وَيْلَكَ رُدَّنِيْ إِلَى الْإِمَامِ وَامْتَثِلْ فِيْ أَمْرِهِ۔

قَالَ: فَرَدَّهُ الْوَالِيْ بَعْدُ إِلَى بَيْنِ يَدَيِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام وَقَالَ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! عَجِبْنَا لِهٰذَا أَنْكَرْتَ أَنْ يَكُونَ مِنْ شِيْعَتِكُمْ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ شِيْعَتِكُمْ فَهُوَ مِنْ شِيْعَةِ إِبْلِيْسَ وَهُوَ فِي النَّارِ، وَقَدْ رَأَيْتُ لَهُ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ مَا لَا يَكُونُ إِلَّا لِلْأَنْبِيَاءِ۔

فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عليه السلام: قُلْ أَوْ لِلْأَوْصِيَاءِ۔

فَقَالَ: أَوْ لِلْأَوْصِيَاءِ۔

فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عليه السلام، لِلْوَالِيْ: يَاعَبْدَ اللهِ! إِنَّهُ كَذَبَ فِيْ دَعْوَاهُ أَنَّهُ مِنْ شِيْعَتِنَا كِذْبَةً لَوْ عَرَفَهَا ثُمَّ تَعَمَّدَهَا لَابْتُلِيَ بِجَمِيْعِ عَذَابِكَ وَلَبَقِيَ فِي الْمُطْبِقِ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً، وَلٰكِنَّ اللهَ رَحِمَهُ لِإِطْلَاقِ كَلِمَةٍ عَلَى مَا عَنَى لَا عَلَى تَعَمُّدِ كَذِبٍ۔

وَأَنْتَ يَاعَبْدَ اللهِ! اِعْلَمْ أَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ خَلَّصَهُ بِأَنَّهُ مِنْ مَوَالِيْنَا وَمُحِبِّيْنَا وَلَيْسَ مِنْ شِيْعَتِنَا۔

فَقَالَ الْوَالِيْ : مَا كَانَ هٰذَا كُلُّهُ عِنْدَنَا إِلَّا سَوَاءً فَمَا الْفَرْقُ؟

قَالَ الْإِمَامُ: الْفَرْقُ أَنَّ شِيْعَتَنَا هُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ آثَارَنَا وَيُطِيْعُوْنَا فِيْ جَمِيْعِ أَوَامِرِنَا وَنَوَاهِيْنَا فَأُولٰئِكَ شِيْعَتُنَا ، فَأَمَّا مَنْ خَالَفَنَا فِيْ كَثِيْرٍ مِمَّا فَرَضَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَلَيْسُوْا مِنْ شِيْعَتِنَا۔

قَالَ الْإِمَامُ عليه السلام لِلْوَالِيْ: وَأَنْتَ قَدْ كَذَبْتَ كِذْبَةً لَوْ تَعَمَّدْتَهَا وَكَذَبْتَهَا لَابْتَلَاكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِأَلْفِ سَوْطٍ وَسِجْنِ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً فِي الْمُطْبِقِ۔

قَالَ: وَمَا هِيَ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ!

قَالَ: بِزَعْمِكَ أَنَّكَ رَأَيْتَ لَهُ مُعْجِزَاتٍ، إِنَّ الْمُعْجِزَاتِ لَيْسَتْ لَهُ إِنَّمَا هِيَ لَنَا أَظْهَرَهَا اللّٰهُ فِيْهِ إِبَانَةً لِحُجَّتِنَا وَ إِيْضَاحاً لِجَلَالَتِنَا وَشَرَفِنَا۔

وَلَوْ قُلْتَ: شَاهَدْتُ فِيْهِ مُعْجِزَاتٍ لَمْ أُنْكِرْهُ عَلَيْكَ، أَلَيْسَ إِحْيَاءُ عِيْسٰى الْمَيِّتَ مُعْجِزَةً، أَفَهِيَ لِلْمَيِّتِ أَمْ لِعِيْسٰى؟ أَوَلَيْسَ خَلَقَهُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَصَارَ طَيْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ، أَهِيَ لِلطَّائِرِ أَوْ لِعِيْسٰى؟ أَوَلَيْسَ الَّذِيْنَ جُعِلُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ مُعْجِزَةً؟ فَهِيَ مُعْجِزَةٌ لِلْقِرَدَةِ أَوْ لِنَبِيِّ ذٰلِكَ الزَّمَانِ؟

فَقَالَ الْوَالِيْ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ۔

ثُمَّ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عليهما السلام، لِلرَّجُلِ الَّذِيْ قَالَ إِنَّهُ مِنْ

شِيْعَةِ عَلِيٍّ عليه السلام:

يَا عَبْدَ اللهِ! لَسْتَ مِنْ شِيْعَةِ عَلِيٍّ عليه السلام إِنَّمَا أَنْتَ مِنْ مُحِبِّيْهِ ـ إِنَّمَا شِيْعَةُ عَلِيٍّ عليه السلام اَلَّذِيْنَ قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِمْ: ﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾ـ (سورۂ بقرہ، آیت ۸۲)

هُمُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللهِ وَ وَصَفُوْهُ بِصِفَاتِهِ وَنَزَّهُوْهُ عَنْ خِلَافِ صِفَاتِهِ وَصَدَّقُوْا مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فِيْ أَقْوَالِهِ وَصَوَّبُوْهُ فِيْ أَفْعَالِهِ وَرَأَوْا عَلِيًّا بَعْدَهُ سَيِّداً إِمَاماً وَقَرْماً هُمَاماً لَا يَعْدِلُهُ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، أَحَدٌ، وَلَا كُلُّهُمْ لَوْ جُمِعُوْا فِيْ كِفَّةٍ يُوْزَنُوْنَ بِوَزْنِهِ بَلْ يَرْجَحُ عَلَيْهِمْ كَمَا يَرْجَحُ السَّمَاءُ عَلَى الْأَرْضِ وَالْأَرْضُ عَلَى الذَّرَّةِ ـ

وَشِيْعَةُ عَلِيٍّ عليه السلام، هُمُ الَّذِيْنَ لَا يُبَالُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَوَقَعَ الْمَوْتُ عَلَيْهِمْ أَوْ وَقَعُوْا عَلَى الْمَوْتِ ـ

وَشِيْعَةُ عَلِيٍّ عليه السلام، هُمُ الَّذِيْنَ يُؤْثِرُوْنَ إِخْوَانَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ـ

وَهُمُ الَّذِيْنَ لَا يَرَاهُمُ اللهُ حَيْثُ نَهَاهُمْ وَلَا يَفْقِدُهُمْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ ـ

وَشِيْعَةُ عَلِيٍّ عليه السلام، هُمُ الَّذِيْنَ يَقْتَدُوْنَ بِعَلِيٍّ عليه السلام، فِيْ إِكْرَامِ إِخْوَانِهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ ـ

مَا عَنْ قَوْلِيْ أَقُوْلُ لَكَ هٰذَا بَلْ أَقُوْلُهُ عَنْ قَوْلِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَعَمِلُوا

الصَّالِحَاتِ﴾ قَضَوُا الْفَرَائِضَ كُلَّهَا بَعْدَ التَّوْحِيدِ وَ اِعْتِقَادِ النُّبُوَّةِ وَ الْإِمَامَةِ وَأَعْظَمُهَا قَضَاءُ حُقُوقِ الْإِخْوَانِ فِي اللهِ وَاسْتِعْمَالُ التَّقِيَّةِ مِنْ أَعْدَاءِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ -

(بحارالانوار، ج ۷۵، ص ۱۴۳)

یوسف بن زیاد اور علی بن سیار کہتے ہیں: ایک شب ہم سامرہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے خانۂ اقدس پر تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جس زمانے میں حاکمِ وقت اور اس کے مقربین آنحضرتؑ کا احترام و اکرام کرتے تھے۔ اچانک اُدھر والیِ شہر کا گزر ہوا جس کے ساتھ ایک آدمی بھی تھا جس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ اِدھر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام پر اس کی نگاہ پڑ گئی تو فوراً آپؑ کے اعزاز و اکرام میں سواری سے اُترا اور آپؑ کے قریب آیا اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ اللہ! آج رات میں نے اس آدمی کو ایک صرّاف کی دکان کے قریب دیکھا۔ اس کا ارادہ وہاں نقب لگانے کا تھا اور وہاں سے مال چوری کرنے کا تھا۔ میں نے اُسے گرفتار کرلیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اسے پانچ سو تازیانے ماروں اور جس آدمی کو ہم اس طرح اتّہام کرتے ہیں تو اُسے پانچ سو تازیانے لگاتے ہیں تاکہ وہ اپنے جرم کی سزا پالے۔ میں اس کام کو بہت جلدی انجام دینا چاہتا ہوں تاکہ کوئی اِس کے دفاع کے لیے نہ آجائے اور بغیر سزا کے آزاد ہو جائے۔

جس وقت میں نے اِسے سزا دینے کا ارادہ کیا تو اس نے مجھے کہا: خدا کا خوف کرو۔ اپنے آپؑ پر اللہ کے غضب کو دعوت نہ دو کیونکہ میں جناب امیرالمومنین امام علی علیہ السلام کا شیعہ ہوں اور حضرت قائمؑ کے والد کا شیعہ ہوں۔

یہ سن کر میں اسے سزا دینے سے رُک گیا اور میں نے اسے کہا: اپنے امامؑ کے پاس چلتے ہیں۔ اگر اُنھوں نے تیری تصدیق کر دی تو میں تجھے چھوڑ دوں گا ورنہ تجھے

تازیانے مارنے کے بعد تیرا ہاتھ اور پاؤں کاٹ دوں گا۔ اس لیے میں آپؑ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ کیا یہ آدمی اپنے دعویٰ میں سچا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اللہ کی پناہ! یہ امام علیؑ کا شیعہ نہیں ہے کیونکہ وہ تیرے ہاتھوں گرفتار ہو چکا ہے اس لیے وہ اپنی نسبت امام علیؑ کے شیعوں کی طرف دیتا ہے۔

والیِ شہر: ٹھیک ہے آپؑ نے میری مشکل حل کر دی ہے۔ اب میرے لیے کوئی اشکال باقی نہیں رہا اسے پانچ سو تازیانے مارتا ہوں۔

جب والی نے اُسے اپنے سے دُور کیا تو اس نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ اُسے منہ کے بل زمین پر ڈال دو۔ پس انھوں نے اُسے زمین پر ڈال دیا اور اس پر دو جلاّدوں کو مقرر کر دیا۔ ایک کو دائیں اور دوسرے کو بائیں طرف کہ اسے تازیانے ماریں۔

والیِ شہر: اب اسے تازیانے مارنے شروع کرو۔

اس کے کہنے پر جلاّدوں نے اپنا کام شروع کر دیا لیکن تازیانے اس کو لگنے کے بجائے زمین پر پڑ رہے تھے۔ جب والیِ شہر نے یہ حال دیکھا تو ان جلاّدوں سے کہا: تم پر وائے ہو تم کیا کر رہے ہو کہ تم تو زمین پر تازیانے مار رہے ہو۔ مجرم کو تازیانے نہیں لگ رہے؟ پھر انھوں نے سنبھل کر اُسے مارنا شروع کیا۔ جلاّد اس کے بدن پر تازیانے مارنا چاہتے تھے لیکن اُن کا حال یہ ہوا کہ وہ ایک دوسرے کو مارنے لگے۔

والیِ شہر: وائے ہو تم پر کیا تم دیوانے ہو گئے ہو کہ ایک دوسرے کو مارنے لگے ہو۔ اس آدمی پر تازیانے چلاؤ۔

جلاّد: ہم کیا کریں ہم تو اُسے مارنا چاہتے ہیں ایک دوسرے کو نہیں مارنا چاہتے۔ ہمارے ہاتھ اِدھر اُدھر ہو جاتے ہیں اس لیے تازیانے ایک دوسرے پر

پڑ رہے ہیں:

والی شہر: دوسرے چار سپاہی آجائیں۔ جب چار اور آگئے تو اس نے کہا: اب مل کر اس پر تازیانے برساؤ۔

اب مجھے جلادوں نے مل کر یکبارگی اپنے تازیانوں سے حملہ کر دیا لیکن وہ تازیانے اس ملزم پر پڑنے کے بجائے والی شہر پر پڑنے لگے اور والی شہر اپنے مرکب سے زمین پر آیا اور چیخ کر کہنے لگا: تم نے مجھے قتل کر ڈالا، خدا تمھیں قتل کرے یہ کیا کر رہے ہو؟

جلاد: ہم تو اس آدمی پر تازیانے برسا رہے ہیں۔

پھر والی شہر نے کچھ اور سپاہیوں کو اس پر مامور کیا۔ پس وہ آئے اور انھوں نے اپنا کام شروع کیا لیکن تازیانے پھر والی شہر پر برسنے لگے۔ پھر وہ چیخا کہ ارے تم مجھے مارے جا رہے ہو۔

جلاد: بخدا! ہم آپ کو تو نہیں مار رہے ہیں ہم تو صرف اسی آدمی کو مار رہے ہیں۔

والی شہر: ادھر میرے سر منہ اور جسم پر زخم دیکھیے آخر تم نے نہیں مارا تو پھر یہ زخم کہاں سے آگئے۔

جلاد: ہمارے ہاتھ شل ہو جائیں اگر ہم نے اپنے تازیانوں کا نشانہ آپ کو بنایا ہو۔

ملزم: (والی شہر سے) اے بندۂ خدا! ابھی تک تو نے عبرت حاصل نہیں کی کہ میری طرف آنے والے تازیانے تجھ پر برسنے لگے تھے۔ ایک دفعہ تو مجھے امامؑ کے پاس لے جا، پھر جو چاہے کرنا۔

والی دوبارہ اُسے امامؑ کی خدمت میں لے آیا۔ اس نے کہا: اے فرزند رسولؐ!

یہ کوئی عجیب وغریب آدمی ہے۔ آپؑ نے اس کے تشیع کا انکار کیا ہے۔ اگر یہ مرد آپؑ کے دشمنوں میں سے نہیں ہے تو پھر شیطان کے گروہ میں سے ہے اور شیطان کے گروہ کا مقام جہنم ہے لیکن میں نے اس میں وہ معجزہ دیکھا ہے جو صرف انبیاءؑ ہی میں نظر آسکتا ہے۔

امامؑ: ہاں تم یہ بھی کہو کہ معجزات اوصیاءؑ سے بھی صادر ہوتے ہیں۔

والی: جی ہاں! اوصیاء سے واقعی معجزات ہوتے ہیں۔

امامؑ: (آپؑ نے اس کی طرف رُخِ انور کیا اور کہا کہ) اس آدمی نے جھوٹا دعویٰ کیا ہے کہ وہ ہمارا شیعہ ہے۔ اگر اس نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا ہے تو وہ تیرے اس تمام عذاب میں مبتلا ہو اور تیس سال زندان میں محبوس رہے۔

امامؑ: اے والیِ شہر! اللہ نے اُسے تازیانوں اور قید سے صرف اس لیے نجات دی ہے کہ وہ ہمارا اور ہمارے موالیوں کا دوست ہے۔ وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے۔

والی نے عرض کیا: ہمارے نزدیک تو اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ آپ بتائیں کہ آپؑ کے شیعوں اور آپ کے شیعوں کے دوستوں میں کیا فرق ہے؟

امامؑ: فرق یہ ہے کہ شیعہ وہ ہیں جو ہمارے آبا کی پیروی کرتے ہیں اور ہمارے احکام کی اطاعت کرتے ہیں اور جن چیزوں سے ہم نے انھیں روکا ہے ترک جاتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمارے شیعہ ہیں اور وہ لوگ جو واجبات میں ہماری مخالفت کرتے ہیں وہ ہمارے شیعہ نہیں ہیں۔

پھر امامؑ نے والیِ شہر سے فرمایا: تو نے بھی جھوٹ بولا ہے۔ اگر تو نے عمداً اُسے شیعہ کہا ہے تو پھر تیری سزا ہزار تازیانہ اور تیس سال قید ہے۔

والیِ شہر: اے فرزندِ رسولؐ! اس معاملے میں میرا جھوٹ کیا ہے؟

امامؑ: تمہارا یہ خیال کہ یہ اس شخص کے معجزات ہیں، یہ بات نہیں۔ یہ معجزات ہمارے ہیں۔ اللہ نے ان معجزات کو اس لیے ظاہر کیا ہے تا کہ دنیا کو پتا چل جائے کہ جلالت وعظمت کے مالک ہم ہیں۔

اگر تو نے کہا ہے کہ میں نے اس آدمی میں معجزات دیکھے ہیں میں تجھ پر اس بات کا اعتراض نہیں کرتا مگر مجھے تو یہ بتا کہ کیا جناب عیسٰیؑ کے ہاتھ پر مردہ کا زندہ ہونا معجزہ نہیں ہے؟ کیا یہ معجزہ مردے کا ہے یا جناب عیسٰیؑ کا ہے؟ کیا جناب عیسٰیؑ مٹی سے پرندہ نہیں بناتے تھے۔ پھر اس پر دم کرتے اور وہ اللہ کے حکم سے پرواز کرنے لگتا تھا؟

کیا وہ لوگ جو پیغمبر خدا کے کہنے پر بندر ہو گئے تھے یہ ان کا معجزہ تھا یا اس زمانے کے پیغمبر کا معجزہ تھا؟

والیِ شہر: (معافی مانگتے ہوئے) نے کہا: میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ پھر امامؑ نے اس آدمی کی طرف رُخ کیا جس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ امام علی علیہ السلام کا شیعہ ہے آپؑ نے اُسے فرمایا۔

امامؑ: اے بندۂ خدا! تو شیعیانِ علیؑ میں سے نہیں ہے بلکہ تو اس کے محب داروں میں سے ہے۔ شیعیانِ علیؑ وہ ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: (وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے اور یہی لوگ جنت والے ہیں) اور جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور وہ اس کی صفات کے ساتھ اس کی تعریف وحمد کرتے ہیں اور اُسے ہر عیب ونقص سے پاک جانتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں اور علیؑ کو ان کے بعد اپنا آقا ومولا اور رہبر جانتے ہیں۔ وہ اُمت محمدیہ میں ان کے برابر کسی کو نہیں جانتے۔ اگر وہ تمام کائنات کو ایک پلڑے میں اور امام کو دوسرے پلڑے میں رکھیں تو وہ سب پر بھاری نظر آئیں گے کہ جس طرح آسمان زمین پر بھاری ہے اور زمین ذرہ پر بھاری ہے۔ شیعیانِ علیؑ وہ

ہیں جو اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور اس بات سے نہیں ڈرتے کہ موت ان پر آپڑے یا وہ موت پر جا پڑیں۔ شیعیانِ علیؑ وہ ہیں جو اپنے برادرانِ ایمانی پر ایثار کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود ضرورت مند ہوتے ہیں۔ وہ وہ ہیں کہ خداوند تعالیٰ انھیں برے کاموں میں نہیں دیکھتا اور وہ ہر وقت اپنے آپ کو اوامر خداوندی کا پابند رکھتے ہیں۔ شیعیانِ علیؑ وہ ہیں کہ جو اپنے امام اور رہبر حضرت علیؑ کی اقتداء میں اپنے برادرانِ ایمان کا اکرام کرتے ہیں۔

یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کر رہا ہوں۔ یہ گفتگو رسولؐ اللہ کی گفتگو ہے۔ یہ خداوند تعالیٰ کی گفتگو ہے کہ ارشاد خداوندی ہے: "وہ نیک اعمال انجام دینے والے ہیں"۔ وہ توحید، نبوت اور امامت کے عقائد کے تحت تمام واجبات کو ادا کرتے ہیں اور اللہ ہی کے لیے اپنے برادران کے حقوق کو ادا کرتے ہیں اور دشمنانِ خدا سے تقیہ کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

میں نے ارادہ کیا کہ آپؑ سے صاحبِ زنج کے بارے میں سوال کروں

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ الْخَثْعَمِيِّ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام.....

وَكُنْتُ أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ صَاحِبِ الزِّنْجِ خَرَجَ بِالْبَصْرَةِ، فَنَسِيتُ حَتَّى نَفَذَ كِتَابِي إِلَيْهِ۔

فَوَقَّعَ: صَاحِبُ الزِّنْجِ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ۔ (التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری، ص ۳۱۳، بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۹۳، مدینۃ المعاجز، ج ۷، ص ۵۸۹)

محمد بن صالح خثعمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حضور

خط لکھا جس میں ارادہ کیا تھا کہ ان سے صاحب زنج کے بارے میں لکھوں کہ جس نے بصرہ میں خروج کیا ہوا تھا۔ لیکن آپؑ کی طرف خط لکھنا بھول گیا۔ ①

آپؑ نے میری طرف خط لکھا: صاحب زنج ہمارے خاندان میں سے نہیں ہے۔ ②

٭٭٭

① صاحبِ زنج علی بن محمد بن عبدالرحیم عبدالقیس کے قبیلے کا فرد تھا جس نے مہتدی عباسی کے خلاف قیام کیا تھا اور اس نے لوگوں سے جھوٹ بول رکھا تھا کہ وہ خاندانِ علوی سے ہے اور وہ محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید بن علی بن الحسینؑ کا فرزند ہے۔ کچھ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے تھے۔ اس نے ہر طرف کافی کشت وخون کیا۔

② اس لیے امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ ہمارے خاندان میں سے نہیں ہے۔ یہ حدیث فصل دہم میں بھی ہے۔ (شرح نہج البلاغہ، محمد عبدہ، ج۲، ص ۱۹۶۔ بحارالانوار، ج۵۱، ص ۱۷۰)

فصلِ ہشتم

آداب واخلاق

maablib.org

دعا کی تعلیم دیجیے

وَعَنْ أَبِي هَاشِمٍ قَالَ:

كَتَبَ إِلَيْهِ بَعْضُ مَوَالِيهِ يَسْأَلُهُ أَنْ يُعَلِّمَهُ دُعَاءً!

فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنِ ادْعُ بِهَذَا الدُّعَاءِ:

يَا أَسْمَعَ السَّامِعِينَ، وَيَا أَبْصَرَ الْمُبْصِرِينَ، يَا عِزَّ النَّاظِرِينَ، وَيَا أَسْرَعَ الْحَاسِبِينَ، وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ، وَيَا أَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ، صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَأَوْسِعْ لِي فِي رِزْقِي، وَمُدَّ لِي فِي عُمْرِي، وَامْنُنْ عَلَيَّ بِرَحْمَتِكَ، وَاجْعَلْنِي مِمَّنْ تَنْتَصِرُ بِهِ لِدِينِكَ، وَلَا تَسْتَبْدِلْ بِي غَيْرِي۔

قَالَ أَبُو هَاشِمٍ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي فِي حِزْبِكَ وَفِي زُمْرَتِكَ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام، فَقَالَ:

أَنْتَ فِي حِزْبِهِ وَفِي زُمْرَتِهِ، إِذْ كُنْتَ بِاللّٰهِ مُؤْمِناً، وَلِرَسُولِهِ مُصَدِّقاً، وَلِأَوْلِيَائِهِ عَارِفاً، وَلَهُمْ تَابِعاً، فَأَبْشِرْ ثُمَّ أَبْشِرْ!

جناب ابوہاشم کہتے ہیں: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے کسی پیروکار نے آپؑ کی طرف خط لکھا کہ اُسے دعا کی تعلیم دیجیے۔

آنحضرتؑ نے اس کی طرف خط بھیجا اور فرمایا: اس دعا کو پڑھا کیجیے۔

اے سب سے زیادہ سننے والے!

اے سب سے زیادہ دیکھنے والے!

اے بہت زیادہ نگاہ رکھنے والے!

اے بہت جلد حساب لینے والے!

اے سب سے زیادہ مہربان!

اے سب سے زیادہ حکم لگانے والے!

محمدؐ وآلِ محمدؐ پر اپنی رحمت نازل فرما!

میرے رزق میں وسعت عطا فرما!

میری عمر کو طولانی بنا!

اپنی رحمت سے مجھ پر احسان فرما!

مجھے اپنے دین کے انصار میں سے بنا!

اس نصرت میں مجھے بطور ناصر مستحکم فرما!

ابو ہاشم راوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا: اے میرے خدا! مجھے اپنے حزب اور گروہ میں سے بنا دے!

اس وقت امام علیہ السلام نے میری طرف رُخ کیا اور فرمایا:

تم حزب اللہ میں سے ہو کیونکہ تم خدا پر ایمان رکھتے ہو۔ اس کے پیغمبرؐ کی تصدیق کی ہے، اس کے اولیاء کے حق کے عارف ہو اور ان کی پیروی میں ہو۔ تمہیں مبارک ہو، پھر تمہیں مبارک ہو۔

لوگوں نے آپ کو گریبان چاک صورت میں پسند نہیں کیا

أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْخَضِيبِ الْأَنْبَارِيِّ قَالَ:

كَتَبَ أَبُو عَوْنٍ الْأَبْرَشُ قَرَابَةُ نَجَاحِ بْنِ سَلَمَةَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام: أَنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَوْهَنُوا مِنْ شَقِّكَ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام.

فَقَالَ: يَا أَحْمَقُ! مَا أَنْتَ وَذَاكَ؟ قَدْ شَقَّ مُوسَى عَلَى هَارُونَ عليه السلام.... (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۱۹۱)

ابراہیم بن خضیب انباری کا بیان ہے: ابوعون ابرش جو نجاح بن سلمہ کا رشتہ دار تھا اس نے امام علیہ السلام کی طرف خط لکھا۔ لوگوں نے آپؑ کے اس کام کو پسند نہیں کیا کہ جب آپؑ نے اپنے پدر بزرگوار کے جنازے اپنے گریبان کو چاک کیا تھا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس کے جواب میں لکھا تھا:

اے احمق! تجھے کیا معلوم! حضرت موسیٰؑ نے بھی اپنے برادر حضرت ہارونؑ کے جنازے پر ایسا کیا تھا۔

✡✡✡

فصلِ نہم

قرآنِ کریم

maablib.org

اے فرزند رسولؐ! ہم علوم قرآنی پر عبور حاصل کرلیں گے؟

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ دَقَّاقٍ:

حَدَّثَنِي الشَّيْخَانِ الْفَقِيهَانِ: أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَاذَانَ وَأَبُو مُحَمَّدٍ جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الْقُمِّيُّ رحمه الله قَالَا:

حَدَّثَنَا الشَّيْخُ الْفَقِيهُ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ الْقُمِّيُّ رحمه الله قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْمُفَسِّرُ الْأَسْتَرْ آبَادِيُّ الْخَطِيبُ رحمه الله قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو يَعْقُوبَ يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ وَأَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَيَّارٍ وَكَانَا مِنَ الشِّيعَةِ الْإِمَامِيَّةِ قَالَا:

كَانَ أَبَوَانَا إِمَامِيَّيْنِ، وَكَانَتِ الزَّيْدِيَّةُ هُمُ الْغَالِبُونَ بِأَسْتَرْ آبَاذَ، وَكُنَّا فِي إِمَارَةِ الْحَسَنِ بْنِ زَيْدٍ الْعَلَوِيِّ الْمُلَقَّبِ بِالدَّاعِي إِلَى الْحَقِّ إِمَامِ الزَّيْدِيَّةِ، وَكَانَ كَثِيرَ الْإِصْغَاءِ إِلَيْهِمْ، يَقْتُلُ النَّاسَ بِسِعَايَاتِهِمْ۔

فَخَشِينَا عَلَى أَنْفُسِنَا، فَخَرَجْنَا بِأَهْلِينَا إِلَى حَضْرَةِ الْإِمَامِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ أَبِي الْقَائِمِ علیہ السلام۔

فَأَنْزَلْنَا عِيَالَاتِنَا فِي بَعْضِ الْخَانَاتِ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَّا عَلَى الْإِمَامِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہ السلام، فَلَمَّا رَآنَا قَالَ:

مَرْحَبًا بِالْآوِيَيْنِ إِلَيْنَا، الْمُلْتَجِيَيْنِ إِلَى كَنَفِنَا، قَدْ تَقَبَّلَ اللهُ تَعَالَى سَعْيَكُمَا، وَآمَنَ رَوْعَكُمَا وَكَفَاكُمَا أَعْدَاءَكُمَا، فَانْصَرِفَا آمِنَيْنِ عَلَى أَنْفُسِكُمَا وَأَمْوَالِكُمَا۔

فَتَعَجَّبْنَا مِنْ قَوْلِهِ ذٰلِكَ لَنَا، مَعَ أَنَّا لَمْ نَشُكَّ فِي صِدْقِ مَقَالِهِ۔ فَقُلْنَا: فَمَاذَا تَأْمُرُنَا أَيُّهَا الْإِمَامُ أَنْ نَصْنَعَ فِي طَرِيْقِنَا إِلَى أَنْ نَنْتَهِيَ إِلَى بَلَدٍ خَرَجْنَا مِنْ هُنَاكَ؟ وَكَيْفَ نَدْخُلُ ذٰلِكَ الْبَلَدَ وَمِنْهُ هَرَبْنَا، وَطَلَبُ سُلْطَانِ الْبَلَدِ لَنَا حَثِيْثٌ وَوَعِيْدُهُ إِيَّانَا شَدِيْدٌ؟!

فَقَالَ ﷺ: خَلِّفَا عَلَيَّ وَلَدَيْكُمَا هٰذَيْنِ لِأُفِيْدَهُمَا الْعِلْمَ الَّذِيْ يُشَرِّفُهُمَا اللهُ تَعَالَى بِهِ، ثُمَّ لَا تَحْفِلَا بِالسُّعَاةِ، وَلَا بِوَعِيْدِ الْمُسْعَى إِلَيْهِ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَقْصِمُ السُّعَاةَ﴾ وَيُلْجِئُهُمْ إِلَى شَفَاعَتِكُمْ فِيْهِمْ عِنْدَ مَنْ قَدْ هَرَبْتُمْ مِنْهُ۔

قَالَ أَبُوْ يَعْقُوْبَ وَأَبُو الْحَسَنِ: فَأْتَمَرْنَا لِمَا أُمِرْنَا، وَ ﴿قَدْ﴾ خَرَجَا وَخَلَّفَانَا هُنَاكَ۔

وَكُنَّا نَخْتَلِفُ إِلَيْهِ فَيَتَلَقَّانَا بِبِرِّ الْآبَاءِ وَذَوِي الْأَرْحَامِ الْمَاسَّةِ۔

فَقَالَ لَنَا ذَاتَ يَوْمٍ: إِذَا أَتَاكُمَا خَبَرُ كِفَايَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ أَبَوَيْكُمَا وَ إِخْزَائِهِ أَعْدَاءَهُمَا وَصِدْقِ وَعْدِيْ إِيَّاهُمَا، جَعَلْتُ مِنْ شُكْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ أُفِيْدَكُمَا تَفْسِيْرَ الْقُرْآنِ مُشْتَمِلًا عَلَى بَعْضِ أَخْبَارِ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَيُعَظِّمُ اللهُ تَعَالَى بِذٰلِكَ شَأْنَكُمَا۔

قَالَا: فَفَرِحْنَا وَقُلْنَا: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! فَإِذَا نَأْتِي عَلَى جَمِيعِ عُلُومِ الْقُرْآنِ وَمَعَانِيهِ؟

قَالَ عليه السلام: كَلَّا، إِنَّ الصَّادِقَ عليه السلام، عَلَّمَ - مَا أُرِيدُ أَنْ أُعَلِّمَكُمَا - بَعْضَ أَصْحَابِهِ، فَفَرِحَ بِذٰلِكَ وَقَالَ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! قَدْ جَمَعْتُ عِلْمَ الْقُرْآنِ كُلَّهُ۔

فَقَالَ عليه السلام: قَدْ جَمَعْتَ خَيْرًا كَثِيرًا، وَأُوتِيتَ فَضْلًا وَاسِعًا، لٰكِنَّهُ مَعَ ذٰلِكَ أَقَلُّ قَلِيلٍ ﴿مِنْ﴾ أَجْزَاءِ عِلْمِ الْقُرْآنِ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا﴾۔ (سورۂ کہف، آیت ۱۰۹)

وَيَقُولُ: ﴿وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللهِ﴾۔ (سورۂ لقمان، آیت ۲۷)

وَهٰذَا عِلْمُ الْقُرْآنِ وَمَعَانِيهِ، وَمَا أُودِعَ مِنْ عَجَائِبِهِ، فَكَمْ تَرَى مِقْدَارَ مَا أَخَذْتَهُ مِنْ جَمِيعِ هٰذَا الْقُرْآنِ، وَلٰكِنَّ الْقَدْرَ الَّذِي أَخَذْتَهُ، قَدْ فَضَّلَكَ اللهُ تَعَالَى بِهِ عَلَى كُلِّ مَنْ لَا يَعْلَمُ كَعِلْمِكَ وَلَا يَفْهَمُ كَفَهْمِكَ۔

قَالَا: فَلَمْ نَبْرَحْ مِنْ عِنْدِهِ حَتّٰى جَاءَنَا فَيْجٌ قَاصِدٌ مِنْ عِنْدِ أَبَوَيْنَا بِكِتَابٍ يَذْكُرُ فِيهِ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ زَيْدٍ الْعَلَوِيَّ قَتَلَ رَجُلًا بِسِعَايَةِ أُولٰئِكَ الزَّيْدِيَّةِ، وَاسْتَصْفَى مَالَهُ۔

ثُمَّ أَتَتْهُ الْكُتُبُ مِنَ النَّوَاحِي وَالْأَقْطَارِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلَى

خُطُوطِ الزَّيْدِيَّةِ بِالْعَذْلِ الشَّدِيْدِ، وَالتَّوْبِيْخِ الْعَظِيْمِ يَذْكُرُ فِيْهَا أَنَّ ذٰلِكَ الْمَقْتُولَ كَانَ مِنْ أَفْضَلِ زَيْدِيٍّ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ، وَأَنَّ السُّعَاةَ قَصَدُوْهُ لِفَضْلِهِ وَثَرْوَتِهِ۔ فَتَنَكَّرَ لَهُمْ، وَأَمَرَ بِقَطْعِ اٰنَافِهِمْ وَاٰذَانِهِمْ، وَأَنَّ بَعْضَهُمْ قَدْ مُثِّلَ بِهِ لِذٰلِكَ وَاٰخَرِيْنَ قَدْ هَرَبُوْا۔

وَأَنَّ الْعَلَوِيَّ نَدِمَ وَاسْتَغْفَرَ ، وَتَصَدَّقَ بِالْاَمْوَالِ الْجَلِيْلَةِ بَعْدَ أَنْ رَدَّ أَمْوَالَ ذٰلِكَ الْمَقْتُولِ عَلٰى وَرَثَتِهِ ، وَبَذَلَ لَهُمْ أَضْعَافَ دِيَةِ وَلِيِّهِمُ الْمَقْتُولِ وَاسْتَحَلَّهُمْ ۔ فَقَالُوا:

أَمَّا الدِّيَةُ فَقَدْ أَحْلَلْنَاكَ مِنْهَا ، وَأَمَّا الدَّمُ فَلَيْسَ اِلَيْنَا اِنَّمَا هُوَ اِلَى الْمَقْتُولِ، وَاللّٰهُ الْحَاكِمُ۔

وَأَنَّ الْعَلَوِيَّ نَذَرَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ لَا يَعْرِضَ لِلنَّاسِ فِيْ مَذَاهِبِهِمْ۔

وَفِيْ كِتَابِ أَبَوَيْهِمَا : أَنَّ الدَّاعِيَ اِلَى الْحَقِّ ﴿الْحَسَنَ بْنَ زَيْدٍ﴾ قَدْ أَرْسَلَ اِلَيْنَا بِبَعْضِ ثِقَاتِهِ بِكِتَابِهِ وَخَاتَمِهِ وَأَمَانِهِ ، وَضَمِنَ لَنَا رَدَّ أَمْوَالِنَا وَجَبْرَ النَّقْصِ الَّذِيْ لَحِقَنَا فِيْهَا وَأَنَّا صَائِرَانِ اِلَى الْبَلَدِ، وَمُتَنَجِّزَانِ مَا وَعَدَنَا۔

فَقَالَ الْاِمَامُ عليه السلام: اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ۔

فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الْعَاشِرُ جَاءَنَا كِتَابُ أَبَوَيْنَا : أَنَّ الدَّاعِيَ اِلَى الْحَقِّ قَدْ وَفٰى لَنَا بِجَمِيْعِ عِدَاتِهِ ، وَأَمَرَنَا بِمُلَازَمَةِ

الْإِمَامِ الْعَظِيمِ الْبَرَكَةِ الصَّادِقِ الْوَعْدِ۔

فَلَمَّا سَمِعَ الْإِمَامُ علیه السلام بِهٰذَا قَالَ: هٰذَا حِينَ إِنْجَازِي مَا وَعَدْتُكُمَا مِنْ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ۔

ثُمَّ قَالَ علیه السلام: قَدْ وَظَّفْتُ لَكُمَا كُلَّ يَوْمٍ شَيْئًا مِنْهُ تَكْتُبَانِهِ، فَالْزَمَانِي وَوَاظِبَا عَلَىٰ يُوَفِّرِ اللهُ تَعَالَىٰ مِنَ السَّعَادَةِ حُظُوظَكُمَا۔

فَأَوَّلُ مَا أَمْلَىٰ عَلَيْنَا أَحَادِيثُ فِي فَضْلِ الْقُرْآنِ وَأَهْلِهِ، ثُمَّ أَمْلَىٰ عَلَيْنَا التَّفْسِيرَ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَكَتَبْنَا فِي مُدَّةِ مُقَامِنَا عِنْدَهُ، وَذٰلِكَ سَبْعُ سِنِينَ، نَكْتُبُ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْهُ مِقْدَارَ مَا نَنْشَطُ لَهُ۔ فَكَانَ أَوَّلُ مَا أَمْلَىٰ عَلَيْنَا وَكَتَبْنَاهُ قَالَ الْإِمَامُ علیه السلام۔

حَدَّثَنِي أَبِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ مُوسٰى، عَنْ أَبِيهِ مُوسٰى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ، عَنْ أَبِيهِ الْبَاقِرِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ سَيِّدِ الْمُسْتَشْهَدِينَ،

عَنْ أَبِيهِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَسَيِّدِ الْوَصِيِّينَ، وَخَلِيفَةِ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَفَارُوقِ الْأُمَّةِ، وَبَابِ مَدِينَةِ الْحِكْمَةِ، وَوَصِيِّ رَسُولِ الرَّحْمَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ،

عَنْ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَقَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ وَالْمَخْصُوصِ بِأَشْرَفِ الشَّفَاعَاتِ فِي يَوْمِ

الدِّيْنِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَجْمَعِيْنَ قَالَ:

حَمَلَةُ الْقُرْآنِ الْمَخْصُوصُونَ بِرَحْمَةِ اللهِ، الْمُلْبَسُونَ نُوْرَ اللهِ، الْمُعَلَّمُونَ كَلَامَ اللهِ، الْمُقَرَّبُونَ عِنْدَ اللهِ، مَنْ وَالَاهُمْ فَقَدْ وَالَى اللهَ، وَمَنْ عَادَاهُمْ فَقَدْ عَادَى اللهَ وَيَدْفَعُ اللهُ عَنْ مُسْتَمِعِ الْقُرْآنِ بَلْوَى الدُّنْيَا، وَعَنْ قَارِئِهِ بَلْوَى الْآخِرَةِ۔

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَسَامِعُ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ مُعْتَقِدٌ أَنَّ الْمُورِدَ لَهُ عَنِ اللهِ تَعَالَى: مُحَمَّدٌ، الصَّادِقُ فِيْ كُلِّ أَقْوَالِهِ، الْحَكِيْمُ فِيْ كُلِّ أَفْعَالِهِ الْمُودِعُ مَا أَوْدَعَهُ اللهُ تَعَالَى: مِنْ عُلُوْمِهِ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيًّا علیہ السلام الْمُعْتَقِدُ لِلْإِنْقِيَادِ لَهُ فِيْمَا يَأْمُرُ وَيَرْسُمُ ۔ أَعْظَمُ أَجْراً مِنْ ثَبِيْرِ ذَهَبٍ يَتَصَدَّقُ بِهِ ۔ مَنْ لَا يَعْتَقِدُ هٰذِهِ الْأُمُوْرَ بَلْ تَكُوْنُ صَدَقَتُهُ وَبَالًا عَلَيْهِ۔

وَلَقَارِئُ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ مُعْتَقِداً لِهٰذِهِ الْأُمُوْرِ أَفْضَلُ مِمَّا دُوْنَ الْعَرْشِ إِلَى أَسْفَلِ التُّخُوْمِ يَكُوْنُ لِمَنْ لَا يَعْتَقِدُ هٰذَا الْإِعْتِقَادَ، فَيَتَصَدَّقُ بِهِ، بَلْ ذٰلِكَ كُلُّهُ وَبَالٌ عَلَى هٰذَا الْمُتَصَدِّقِ بِهِ۔ (التفسیر المنسوب الی الامام الحسن العسکری، ص۹)

ابو یعقوب یوسف بن محمد بن زیاد اور ابو الحسن علی بن محمد سیار کا بیان ہے: ہم سب اشتر آباد میں زندگی گزار رہے تھے۔ ہمارے والدین شیعہ امامیہ تھے۔ اس علاقے کے اکثر لوگ زیدی مذہب رکھتے تھے۔ اُس علاقے پر حکومت بھی زیدیوں کی

تھی۔ حسن بن زید علوی حاکم تھا جس کا لقب "داعی الی الحق" تھا۔ وہ لوگوں کو اس مذہب کی طرف لانے میں طاقت کا استعمال کرتا تھا اور جو آدمی زیدیوں پر نکتہ چینی کرتا اُسے قتل کر دیتا تھا۔

انھی حالات کے پیش نظر ہمیں اپنی جانوں کا سخت خطرہ تھا۔ آخر کار ہم نے اپنے پورے خاندان سمیت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حضور پناہ لی۔ ہم نے اپنے خاندان کے افراد کو مسافر خانوں میں ٹھہرایا۔ پھر ہم نے امامؑ کے حضور حاضری کی اجازت حاصل کی۔ جب ہم اُن کے حضور حاضر ہوئے اور انھوں نے ہمیں دیکھا تو فرمایا:

ان لوگوں کے لیے خوش آمدید جو لوگ ہمارے پاس پناہ لینے کے لیے آئے ہیں اور جنھیں ہمارے آستانہ میں پناہ دے دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تم دونوں کی سعی کو قبول فرمائے اور تمھارے خوف و ہراس کو امن و امان سے دگرگوں کرے اور تمھیں دشمنوں کے شر سے محفوظ بنائے اور تمھیں جان و مال کی سلامتی کے ساتھ واپس اپنے وطن میں لے جائے۔

جب ہم نے امام علیہ السلام کی گفتگو سنی تو سخت تعجب ہوا۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمیں ان کی گفتگو پر یقین کامل تھا تو ہم نے ان کے حضور عرض کیا: اے ہمارے آقا و مولا! آپ کس صورت میں وطن واپسی کا ہمیں حکم دیتے ہیں کہ جس وطن کو ہم چھوڑ کر یہاں آگئے ہیں۔ اب دوبارہ اُدھر کیسے جائیں گے؟ حاکم شہر ہمارا سخت مخالف ہے اور اُس نے ہمیں دھمکیاں بھی دی ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم اپنے ان دونوں فرزندوں کو میرے پاس چھوڑ جاؤ۔ میں انھیں علم و حکمت کی تعلیم دوں گا۔ اس علم کے ذریعے اللہ انھیں عزت و عظمت عطا کرے گا۔ علاوہ ازیں جب وہاں جائیں تو وہاں جو لوگ اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے

ہیں ان کے پاس محافظ نہ کرتا اور نہ حاکم کی دھمکیوں کی پرواہ کرتا۔ خداوند تعالیٰ ان لوگوں کو شکست دے گا اور حاکم کے ہاں تمھاری سفارش کا انتظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو جائے گا۔

ابو یعقوب وابوالحسن کہتے ہیں کہ ہمارے والدین نے امامؑ کے حکم کی تعمیل کی ہمیں وہاں ان کے پاس چھوڑا اور خود واپس وطن کی طرف چلے گئے۔ بس ان کے جانے کے بعد ہم روزانہ ان کے حضور حاضری دیتے اور آپ ہمارے ساتھ ہمارے آباء و اقربین جیسا سلوک فرماتے تھے۔

ایک دن آپؑ نے فرمایا: جب تمھارے پاس تمھارے والدین کی خیر و خیریت کی خبر آئے کہ اللہ نے ان کی کفایت کردی ہے اور ان کے اعداء کو ذلیل و خوار کردیا ہے اور میرے وعدے کی حقانیت سامنے آگئی ہے تو میں اللہ کے حضور شکرانے کے طور پر تمھیں قرآن کریم کی تفسیر کی تعلیم دوں گا اور وہ تفسیر جو آلِ محمدؐ کی احادیث پر مشتمل ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمھیں فرمانے میں عزت و عظمت عطا کرے گا۔

ان دونوں نے کہا کہ ہم بہت زیادہ خوش ہو گئے اور امامؑ کے حضور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! پھر تو ہم قرآن کے تمام علوم کے عالم بن جائیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں ایسی بات نہیں۔ حضرت امام صادق علیہ السلام نے یہی علم اپنے بعض اصحاب کو تعلیم کیا تھا اور انھوں نے بھی تمھاری طرح اپنی مسرت کا اظہار کیا تھا اور امامؑ کے حضور عرض کیا تھا کہ اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ نے ہمیں قرآن کا تمام علم دے دیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا تھا: جی ہاں! میں نے تمھیں بہت کچھ سکھا دیا ہے اور تمھیں بہت کچھ فضیلت حاصل ہوگئی ہے لیکن قرآن کے مقابلے میں یہ ایک ذرے کے برابر ہے کیونکہ اللہ نے اپنے قرآن میں فرمایا ہے: ”کہہ دیجیے میرے پروردگار کے کلمات

لکھنے کے لیے اگر تمام سمندر روشنائی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن میرے رب کے کلمات ختم نہیں ہوں گے اگرچہ ہم اتنے ہی مزید (سمندر) سے مدد حاصل کریں۔

ارشاد خداوندی ہے: اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر کے ساتھ مزید سات سمندر مل (کر روشنائی بن) جائیں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔

یہ ہیں قرآن مجید کے علوم و دانش اور اس کے مطالب و معانی جو سب تعجب انگیز ہیں۔ اب آپ جان سکتے ہیں کہ تم نے کس قدر قرآن مجید کے علوم کو حاصل کر لیا ہے۔ لیکن وہ مقدار جو تم نے حاصل کر رکھی ہے یہ تم پر اللہ کا فضل ہے کہ اتنا کوئی دوسرا علم نہیں رکھتا اور جس قدر تیرا فہم ہے اس قدر تیرے غیر کا نہیں ہے۔

ابو یعقوب اور ابو الحسن کہتے ہیں کہ ابھی ہم اپنے آقا و مولا کے پاس تھے کہ ہمارے والدین کی طرف سے ایک آدمی آیا جو خط لایا تھا۔ اس خط میں یہ لکھا ہوا تھا کہ حسن بن زید علوی حاکم اشترآباد نے ایک آدمی کو قتل کیا جس نے زیدی مذہب کے خلاف باتیں کی تھیں اور اس کا تمام مال و متاع لوٹ لیا۔ جب یہ خبر اطراف و اکناف میں پہنچی تو ہر طرف سے حاکم کی طرف زیدیوں کی طرف سے مذمتی خطوط پہنچے۔ اُن خطوط میں یہ تھا کہ تم نے ایسے آدمی کو قتل کیا ہے جو روئے زمین پر زیدی عقیدے کے اعتبار سے افضل ترین آدمی تھا اور اس کے مخالفین نے اس کے علم و دانش اور مال و دولت کی وجہ سے اُسے قتل کیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر حاکم نے ان سازشیوں پر شورش کی اور حکم دیا کہ ان لوگوں کے ناک و کان کاٹ ڈالو۔ بعض کا تو اُس نے مثلہ کیا اور باقی سب بھاگ گئے۔ حاکم علوی اپنے کام سے پشیمان ہوا اور خدا سے معافی مانگی اور اللہ کی راہ میں بہت زیادہ مال صدقہ دیا اور مقتول کا جو مال اُس نے لوٹا تھا وہ اُس کے ورثا کو واپس کر دیا۔ دیت اور دیت کے علاوہ بھی اُنھیں مال دیا اور اُسے جلیت کی

درخواست کی۔ مقتول کے ورثاء نے کہا: ہم نے دیت کو حلال کیا ہے البتہ جو اُس کا خون ہے وہ ہمارا وظیفہ نہیں ہے۔ اُس کا مالک مقتول ہے اور اللہ ہی حاکم و داور ہے۔

اس واقعہ کے بعد علوی حاکم نے وعدہ کیا کہ اب زندگی بھر کسی مذہب کے لوگوں سے جھگڑا نہیں کرے گا۔

ان دونوں کے والدین کے خط میں تحریر تھی کہ حاکم علوی نے ہماری طرف اپنے معتمد آدمیوں کے توسط سے خط بھیجا جس میں ہمارے لیے امان نامہ جاری کیا اور اس بات کی ضمانت دی کہ اُن کے اموال واپس کردے گا اور جو ان کا نقصان ہوا ہے اس کا ازالہ کرے گا اور ہمیں اپنے شہر میں واپس بلایا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: خدا کا وعدہ سچا ہے پھر دسویں روز ہمارے والدین کی طرف سے یہ خط آیا کہ علوی حاکم نے اپنے سارے وعدے جو ہمارے ساتھ کیے تھے پورے کردیئے ہیں۔ ہمارے والدین نے ہمیں حکم دیا کہ وہ امامؑ کے حضور ہیں کہ ان کی برکت سے یہ سب کچھ ہوا ہے اور جو کچھ اُنھوں نے فرمایا تھا وہی کچھ ہوا، وہ صادق الوعد ہیں۔

جب امام علیہ السلام نے یہ سنا تو فرمایا: اب اُس وعدہ کے ایفا کا وقت آگیا ہے کہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ تمھیں قرآنِ مجید کی تفسیر کی تعلیم کروں گا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: تمھارا یہ وظیفہ ہے کہ جو کچھ تمھیں تعلیم کروں اُسے لکھ لینا میری بات پر عمل کرنا اس سے خداوند تعالیٰ تمھاری سعادت اور نیک بختی میں اضافہ فرمائے گا۔

آپؑ نے سب سے اوّلین جن مطالب کی ہمیں اِملا کرائی وہ قرآن اور اہلِ بیت علیہم السلام کی فضیلت میں تھے۔ بعدازیں ہمیں قرآنِ مجید کی تفسیر کی اِملا کرائی۔ ہم امامؑ کے اس عظیم الشان مکتب میں سات سال زیرِتربیت رہے۔ آپؑ جو مطالب بیان فرماتے وہ ہم لکھ لیتے۔ ہم روزانہ اپنی طاقت و توانائی کے مطابق لکھتے۔ سب

سے مکمل حدیث جو آپؑ نے ہمیں لکھوائی وہ یہ ہے:

آپؑ نے فرمایا: مجھے میرے والد بزرگوار امام علیؑ بن محمد نے انھیں ان کے والد بزرگوار محمدؑ بن علیؑ نے، انھوں نے اپنے والد بزرگوار علی بن موسیٰؑ سے، انھوں نے اپنے والد بزرگوار موسیٰؑ بن جعفرؑ سے، انھوں نے اپنے والد بزرگوار جعفرؑ بن محمد صادقؑ سے، انھوں نے اپنے والد بزرگوار باقر محمد بن علیؑ سے، انھوں نے اپنے والد بزرگوار علیؑ بن حسین زین العابدینؑ سے، انھوں نے اپنے والد بزرگوار حسینؑ بن علیؑ سید الشہداءؑ سے، انھوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت امیر المومنین امام علی علیہ السلام سے جو سید الوصیین، خلیفہ رسول رب العالمین، فاروق اُمت و باب مدینۃ الحکمت وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے انھوں نے رسول رب العالمین، سید المرسلین، قائد غر المحجلین، صاحب شفاعت سے سنا، ان پر اللہ کا درود وسلام ہو اور ان کی آل پر اللہ کی رحمت ہو۔

انھوں نے فرمایا: حاملین قرآن پر اللہ کی خاص رحمت ہے۔ وہ نور الٰہی کے لباس میں ملبوس ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے معلّم ہیں اور وہ درگاہ باری کے مقربین ہیں۔ ان سے جو آدمی محبت کرتا ہے وہ حقیقت میں اپنے خدا سے محبت رکھتا ہے اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے تو وہ خدا سے دشمنی رکھتا ہے۔ جو آدمی قرآن کو سنتا ہے تو اللہ اس کی دنیا کی بلائیں دُور کرتا ہے اور اُس کے قاری سے آخرت کی بلائیں دُور کر دیتا ہے۔ اُس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے کہ جس آدمی نے اللہ کی کتاب میں سے کوئی آیت اس عقیدہ کے تحت سنی کہ وہ اللہ کی طرف سے محمدؐ پر نازل ہوئی ہے اور محمدؐ اپنے تمام اقوال میں صادق ہیں اور اپنے تمام افعال میں حکیم ہیں اور اللہ نے جو علوم قرآنی اُن کے سپرد کیے ہیں وہ انھوں نے امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کے سپرد کیے اور وہ یہ اعتقاد بھی رکھتا ہو کہ وہ ہر امر میں اس کا پیرو و مطیع ہے۔

وہ اس شخص سے زیادہ اجر و ثواب پائے گا کہ جو اشرفیوں کی تھیلی راہِ خدا میں تصدق کرے۔ ایسا شخص جو یہ اعتقاد نہ رکھتا ہو تو ایسے شخص کا صدقہ اس کے لیے باعث وبال و نکال ہے اور کتاب اللہ کی ایک آیت کا پڑھنے والا اگر مذکورہ عقائد کا مالک ہو۔ وہ اس شخص سے جو عرش سے لے کر تحت الفرش تک کی سب چیزوں کا مالک ہو اور ان سب کو راہِ خدا میں تصدق کر دے لیکن وہ مذکورہ اُمور کا معتقد نہ ہو، سے افضل و اشرف ہے بلکہ یہ تمام صدقہ اس تصدق کرنے والے کے لیے باعث وبال ہوگا۔

اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟

قَالَ أَبُوْهَاشِمٍ: سَأَلَ مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ أَبَا مُحَمَّدٍ عليه السلام، عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ﴾۔ (سورۂ روم، آیت ۴)

فَقَالَ عليه السلام: لَهُ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْمُرَ بِهٖ، وَلَهُ الْاَمْرُ مِنْ بَعْدِ أَنْ يَّأْمُرَ بِهٖ بِمَا يَشَاءُ۔

فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ: هٰذَا قَوْلُ اللّٰهِ: ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾۔ (سورۂ اعراف، آیت ۵۴)

فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: هُوَ كَمَا أَسْرَرْتَ فِيْ نَفْسِكَ ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾۔

قُلْتُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ حُجَّةُ اللّٰهِ وَابْنُ حُجَّتِهٖ فِيْ خَلْقِهٖ۔

(بحارالانوار، ج۵۰، ص۲۵۷)

ابوہاشم کہتے ہیں کہ محمد بن صالح نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی۔ پہلے بھی اور بعد میں بھی اختیارِ کل اللہ کو حاصل ہے۔

آپؑ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: تمام اُمور کا اختیار اللہ کے پاس ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ امر کرے وہ ہی اس کا مالک ہے اور اس کے بعد وہ کسی کام کا حکم دے جو اس کی مشیت ہو تو اس کا مالک بھی وہ خود ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا: آپؑ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اس آیت کا مطلب و معنی ہے (آگاہ رہو آفرینش اسی کی ہے اور امر بھی اُسی کا ہے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ جو عالمین کا رب ہے)۔

آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بالکل یہی مطلب ہے جو تیرے دل میں آیا ہے (آگاہ رہو آفرینش اُسی کی ہے جو عالمین کا رب ہے)۔

میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں آپؑ تمام لوگوں پر حجت خدا اور ابن حجت خدا ہیں۔

مشکوٰۃ کا کیا معنٰی ہے؟

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ دَرْيَابَ الرَّقَاشِيِّ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، أَسْأَلُهُ عَنِ ﴿الْمِشْكَاةِ﴾.....

فَرَجَعَ الْجَوَابُ: ﴿الْمِشْكَاةُ﴾ قَلْبُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم.....

(ایضاً، ص ۲۴۷)

محمد بن دریاب رقاشی کا کہنا ہے: میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا اور مشکوٰۃ کا معنیٰ پوچھا۔

آپؑ نے میرے خط کے جواب میں لکھا: مشکوٰۃ سے مراد قلب محمدؐ ہے۔

ہم اپنے استاذ پر کس صورت میں اعتراض کر سکتے ہیں؟

أَبُو الْقَاسِمِ الْكُوفِيُّ فِي كِتَابِ التَّبْدِيلِ: أَنَّ إِسْحَاقَ

الْكِنْدِيَّ كَانَ فَيْلَسُوْفَ الْعِرَاقِ فِيْ زَمَانِهِ، أَخَذَ فِيْ تَأْلِيفِ تَنَاقُضِ الْقُرْآنِ وَشَغَلَ نَفْسَهُ بِذٰلِكَ وَتَفَرَّدَ بِهِ فِيْ مَنْزِلِهِ۔

وَ إِنَّ بَعْضَ تَلَامِذَتِهِ دَخَلَ يَوْماً عَلَى الْإِمَامِ الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ عليه السلام فَقَالَ لَهُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ: أَمَا فِيْكُمْ رَجُلٌ رَشِيْدٌ يَرْدَعُ أُسْتَاذَكُمُ الْكِنْدِيَّ عَمَّا أَخَذَ فِيْهِ مِنْ تَشَاغُلِهِ بِالْقُرْآنِ۔

فَقَالَ التِّلْمِيْذُ: نَحْنُ مِنْ تَلَامِذَتِهِ كَيْفَ يَجُوْزُ مِنَّا الْإِعْتِرَاضُ عَلَيْهِ فِيْ هٰذَا أَوْ فِيْ غَيْرِهِ۔

فَقَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ عليه السلام: أَتُؤَدِّيْ إِلَيْهِ مَا أُلْقِيْهِ إِلَيْكَ؟

قَالَ: نَعَمْ۔

قَالَ: فَصِرْ إِلَيْهِ وَتَلَطَّفْ فِيْ مُؤَانَسَتِهِ وَمَعُوْنَتِهِ عَلٰى مَا هُوَ بِسَبِيْلِهِ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْأُنْسَةُ فِيْ ذٰلِكَ فَقُلْ: قَدْ حَضَرَتْنِيْ مَسْأَلَةٌ أَسْأَلُكَ عَنْهَا۔

فَإِنَّهُ يَسْتَدْعِيْ ذٰلِكَ مِنْكَ، فَقُلْ لَهُ: إِنْ أَتَاكَ هٰذَا الْمُتَكَلِّمُ بِهٰذَا الْقُرْآنِ هَلْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ مُرَادُهُ بِمَا تَكَلَّمَ بِهِ مِنْهُ غَيْرَ الْمَعَانِيْ الَّتِيْ قَدْ ظَنَنْتَهَا أَنَّكَ ذَهَبْتَ إِلَيْهَا۔

فَإِنَّهُ سَيَقُوْلُ: إِنَّهُ مِنَ الْجَائِزِ، لِأَنَّهُ رَجُلٌ يَفْهَمُ إِذَا سَمِعَ۔

فَإِذَا أَوْجَبَ ذٰلِكَ فَقُلْ لَهُ: فَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهُ قَدْ أَرَادَ غَيْرَ الَّذِيْ ذَهَبْتَ أَنْتَ إِلَيْهِ فَتَكُوْنُ وَاضِعًا لِغَيْرِ مَعَانِيْهِ۔

فَصَارَ الرَّجُلُ إِلَى الْكِنْدِيِّ وَتَلَطَّفَ إِلٰى أَنْ أَلْقٰى عَلَيْهِ هٰذِهِ

الْمَسْأَلَةَ۔

فَقَالَ لَهُ: أَعِدْ عَلَيَّ!

فَأَعَادَ عَلَيْهِ، فَتَفَكَّرَ فِي نَفْسِهِ وَرَأَى ذٰلِكَ مُحْتَمَلًا فِي اللُّغَةِ

وَسَائِغًا فِي النَّظَرِ۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۳۱۱)

ابوالقاسم کوفی اپنی کتاب "تبدیل" میں اس طرح نقل کرتے ہیں: اسحاق کندی اپنے زمانے کا مشہور فلاسفر تھا جو عراق میں رہتا تھا۔ اُس نے ایک کتاب لکھنا شروع کی اور وہ یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ قرآن تناقض تضاد کا مجموعہ ہے۔ اس کام کے لیے وہ اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو کر رہ گیا۔

ایک دن اس کے کچھ تلامذہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہِ امامت میں حاضر ہوئے تو امامؑ نے اُنھیں فرمایا: کیا تم میں کوئی رجل رشید نہیں ہے؟ کہ جو اپنے استاد کندی کو اس کام سے روکے کہ جو وہ قرآن کے بارے میں کر رہا ہے؟

اس کے کسی شاگرد نے عرض کیا: ہم تو اس کے شاگرد ہیں ہم کس طرح اس کے اس استدلال پر اشکال کر سکتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تمھارے سامنے ایک دلیل رکھتا ہوں کیا تم اس کے سامنے پیش کر سکو گے؟

اس نے کہا: جی ہاں!

آپؑ نے فرمایا: اس کے پاس چلے جاؤ اور اس کی خدمت شروع کر دو اور اُس سے اپنی محبت اور لگاؤ کا بہت زیادہ اظہار کرو۔ جس وقت تم سے وہ مانوس ہو جائے اور تجھ پر اعتماد کرنے لگے تو اس وقت اس پر یہ سوال کرو۔ جب تم اُس سے سوال کرنے کی اجازت لے لو۔ جب وہ تمھیں اجازت دے دے تو تم کہہ دینا۔

استاد صاحب ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ جو آپ نے قرآن کریم

میں تضاد و تناقض ثابت کیا ہے۔ وہ آپ کے اپنے نکالے ہوئے معانی ہیں تو اس کی ذمہ داری خدا پر کس طرح ہوگی اور اگر خدا کے بیان کردہ معانی میں ہے تو اُس نے آپ سے کب یہ معانی بیان کیے ہیں؟ وہ آدمی کندی کے پاس گیا اور امامؑ کے فرمان کے مطابق اس کے ساتھ سلوک کرنے لگا۔ آخر ایک دن اُس پر یہ سوال کیا۔

•جب کندی نے اس کی بات سنی تو کہا: دوبارہ اپنے سوال کو دہراؤ۔ اُس نے دوبارہ وہ سوال دہرایا تو وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا اور اپنے ارادہ فاسد سے باز آ گیا۔

اس آیت "ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرما" کی تفسیر کیا ہے؟

عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيِّ عليه السلام، فِي قَوْلِهِ: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾۔

قَالَ: يَقُولُ أَدِمْ لَنَا تَوْفِيقَكَ الَّذِي بِهِ أَطَعْنَاكَ فِي مَاضِي أَيَّامِنَا حَتَّى نُطِيعَكَ كَذَلِكَ فِي مُسْتَقْبَلِ أَعْمَارِنَا۔

وَ ﴿الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ﴾ هُوَ صِرَاطَانِ: صِرَاطٌ فِي الدُّنْيَا وَصِرَاطٌ فِي الْآخِرَةِ۔ فَأَمَّا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ مَا قَصُرَ عَنِ الْغُلُوِّ وَارْتَفَعَ عَنِ التَّقْصِيرِ وَاسْتَقَامَ فَلَمْ يَعْدِلْ إِلَى شَيْءٍ مِنَ الْبَاطِلِ۔

وَأَمَّا الطَّرِيقُ الْآخَرُ فَهُوَ طَرِيقُ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى الْجَنَّةِ الَّذِي هُوَ مُسْتَقِيمٌ لَا يَعْدِلُونَ عَنِ الْجَنَّةِ إِلَى النَّارِ وَلَا إِلَى غَيْرِ النَّارِ سِوَى الْجَنَّةِ۔

قَالَ: وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّادِقُ عليه السلام، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ قَالَ: يَقُولُ:

أَرْشِدْنَا إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ، أَرْشِدْنَا لِلُزُومِ الطَّرِيقِ الْمُؤَدِّي إِلَى مَحَبَّتِكَ وَالْمُبَلِّغِ إِلَى دِينِكَ وَالْمَانِعِ مِنْ أَنْ نَتَّبِعَ أَهْوَاءَنَا فَنَعْطَبَ أَوْ نَأْخُذَ بِآرَائِنَا فَنَهْلِكَ ۔

(بحار الانوار، ج ۲۴، ص ۱۰)

آپؑ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اے پروردگار! کہ جس طرح کہ ماضی میں تو نے ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائی۔ اس طرح کی توفیق ہمیں ہماری باقی زندگی میں عطا فرما۔

"صراط مستقیم" کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دنیا کا صراط اور دوسرا آخرت کا صراط۔

دنیاوی صراط مستقیم سے مراد وہ روش و طریقہ ہے کہ نہ حدود سے تجاوز کریں اور نہ کوتاہی کریں بلکہ میانہ روی اختیار کریں اور نہ باطل کی طرف میلان رکھیں۔

جو اُخروی صراط مستقیم ہے اس سے مراد وہ جنت کا راستہ ہے جو مومنین کے لیے ہے جو مستقیم ہے وہ نہ دوزخ کی طرف جاتا ہے اور نہ کسی اور طرف وہ صرف جنت کی طرف جاتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: بندہ بارگاہ خداوندی میں کہتا ہے: "ہماری سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرما" اور ہمیں اس راستے کی ہدایت فرما کہ جس پر تیری محبت کے حقوق کو ادا کریں اور تیرے دین کو آگے کی طرف پہنچائیں اور ہمیں اپنے نفس کی خواہشات سے محفوظ فرما کہ کہیں اس کی پیروی میں ہلاک ہو جائیں۔

اس آیت کی تفسیر فرمائیں

تفسیرُ الْإِمَامِ علیہ السلام، وَمَعَانِي الْأَخْبَارُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

عَنْهُ عليه السلام، فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ - أَيْ قُولُوا: اِهْدِنَا صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ بِالتَّوْفِيقِ لِدِينِكَ وَطَاعَتِكَ ، وَهُمُ الَّذِينَ قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا﴾- (سورۂ نساء، آیت ٦٩) وَحَكىٰ هٰذَا بِعَيْنِهِ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام-

قَالَ: ثُمَّ قَالَ: لَيْسَ هٰؤُلَاءِ الْمُنْعَمَ عَلَيْهِمْ بِالْمَالِ وَصِحَّةِ الْبَدَنِ، وَإِنْ كَانَ كُلُّ هٰذَا نِعْمَةً مِنَ اللهِ ظَاهِرَةً-

أَلَا تَرَوْنَ أَنَّ هٰؤُلَاءِ قَدْ يَكُونُونَ كُفَّاراً أَوْ فُسَّاقًا؟

فَمَا نُدِبْتُمْ إِلَى أَنْ تَدْعُوا بِأَنْ تُرْشَدُوا إِلَى صِرَاطِهِمْ، وَإِنَّمَا أُمِرْتُمْ بِالدُّعَاءِ بِأَنْ تُرْشَدُوا إِلَى صِرَاطِ الَّذِينَ أُنْعِمَ عَلَيْهِمْ بِالْإِيمَانِ بِاللهِ وَتَصْدِيقِ رَسُولِهِ وَبِالْوَلَايَةِ لِمُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ وَأَصْحَابِهِ الْخَيِّرِينَ الْمُنْتَجَبِينَ، وَبِالتَّقِيَّةِ الْحَسَنَةِ الَّتِي يُسْلَمُ بِهَا مِنْ شَرِّ عِبَادِ اللهِ وَمِنَ الزِّيَادَةِ فِي آثَامِ أَعْدَاءِ اللهِ وَكُفْرِهِمْ بِأَنْ تُدَارِيَهُمْ وَلَا تُغْرِيَهُمْ بِأَذَاكَ وَأَذَى الْمُؤْمِنِينَ وَبِالْمَعْرِفَةِ بِحُقُوقِ الْإِخْوَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ-

فَإِنَّهُ مَا مِنْ عَبْدٍ وَلَا أَمَةٍ وَالَى مُحَمَّداً وَآلَ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابَ مُحَمَّدٍ وَعَادَى مَنْ عَادَاهُمْ إِلَّا كَانَ قَدِ اتَّخَذَ مِنْ عَذَابِ اللهِ حِصْنًا مَنِيعًا وَجُنَّةً حَصِينَةً-

وَمَا مِنْ عَبْدٍ وَلَا أَمَةٍ دَارَى عِبَادَ اللهِ بِأَحْسَنِ الْمُدَارَاةِ فَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا فِي بَاطِلٍ وَلَمْ يَخْرُجْ بِهَا مِنْ حَقٍّ إِلَّا جَعَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ نَفَسَهُ تَسْبِيحاً وَزَكّٰى عَمَلَهُ وَأَعْطَاهُ بَصِيْرَةً عَلٰى كِتْمَانِ سِرِّنَا وَاحْتِمَالِ الْغَيْظِ لِمَا يَسْمَعُهُ مِنْ أَعْدَائِنَا ﴿وَثَوَابَ الْمُتَشَحِّطِ بِدَمِهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ﴾۔

وَمَا مِنْ عَبْدٍ أَخَذَ نَفْسَهُ بِحُقُوقِ إِخْوَانِهِ فَوَفَّاهُمْ حُقُوقَهُمْ جَهْدَهُ وَأَعْطَاهُمْ مُمْكِنَهُ وَرَضِيَ عَنْهُمْ بِعَفْوِهِمْ ، وَتَرَكَ الْإِسْتِقْصَاءَ عَلَيْهِمْ فِيْمَا يَكُوْنُ مِنْ زَلَلِهِمْ وَاغْتَفَرَهَا لَهُمْ إِلَّا قَالَ اللهُ لَهُ يَوْمَ يَلْقَاهُ:

يَا عَبْدِيْ! قَضَيْتَ حُقُوقَ إِخْوَانِكَ وَلَمْ تَسْتَقْصِ عَلَيْهِمْ فِيْمَا لَكَ عَلَيْهِمْ فَأَنَا أَجْوَدُ وَأَكْرَمُ وَأَوْلٰى بِمِثْلِ مَا فَعَلْتَهُ مِنَ الْمُسَامَحَةِ وَالْكَرَمِ فَأَنَا لَأَقْضِيَنَّكَ الْيَوْمَ عَلٰى حَقِّ وَعَدْتُكَ بِهِ وَأَزِيْدُكَ مِنْ فَضْلِيَ الْوَاسِعِ وَلَا أَسْتَقْصِيْ عَلَيْكَ فِيْ تَقْصِيْرِكَ فِيْ بَعْضِ حُقُوقِيْ۔

قَالَ: فَيُلْحِقُهُمْ بِمُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَيَجْعَلُهُ فِيْ خِيَارِ شِيْعَتِهِمْ۔ (بحارالانوار، ج ۲۴، ص ۱۱)

آپؑ سے اس آیت "ان کا راستہ جن پر تو نے انعام نازل فرمایا ہے" کی تفسیر پوچھی گئی تو آپؑ نے فرمایا:

کہیے! ہمیں اس راستے کی توفیق عطا فرما جن لوگوں کو تو نے اپنے دین اور اطاعت کی توفیق عطا فرمائی اور وہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے: "اور جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرے وہ انبیاءؑ، صدیقین، گواہوں اور

صالحین کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ اور یہ لوگ کیا ہی اچھے رفیق ہیں"۔ یہی مطلب حضرت امیرالمومنین امام علیؑ سے بھی منقول ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد وہ لوگ نہیں ہیں جو صاحبانِ نعمت ظاہری و دنیاوی ہیں اور جسمِ سلیم کے مالک تھے۔ اگرچہ یہ تمام نعمتیں بھی اللہ کی طرف سے ہیں۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ یہ نعمات تو ان کو بھی اس دنیا میں حاصل ہیں جو کافر ہیں اور فاسق ہیں؟

بنابرایں تمھیں اس بات کی تشویق نہیں کی گئی کہ تمھارے اپنے لوگوں کے راستے کی طرف رہنمائی کی جائے بلکہ تمھیں حکم دیا گیا ہے کہ تم ان لوگوں کے راستے کی دعا کرو کہ جنھیں اللہ نے اپنے اُوپر ایمان اور اس کے رسولؐ کی تصدیق اور اس کی آل کی اور اس کے برگزیدہ اور نیک و صالح اصحاب کی ولایت پر ایمان کی توفیق دی ہے۔ تقیہ کو اختیار کیجیے تاکہ لوگوں اور دشمنانِ خدا کے شر سے محفوظ ہوجایئے۔ ان کے ساتھ مدارات کیجیے۔ انھیں اپنا دشمن نہ بنایئے کہ وہ تمھیں آزار و تکلیف دیں اور اپنے برادرانِ ایمانی کے حقوق کو پہچانیے۔

یہ حقیقت ہے کہ کوئی مرد اور عورت نہیں جو محمدؐ و آلِ محمدؐ اور ان کے اصحاب کی ولایت پر ایمان رکھے اور ان کے دشمنوں سے عداوت رکھے۔ تو اس نے اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے محفوظ کرلیا ہے۔ کوئی مرد اور عورت نہیں مگر جب وہ اللہ کے بندوں سے اچھا سلوک کرے اور باطل سے بچ کر رہے اور حق کے دائرے سے باہر نہ جائے تو اللہ اس کے ہر سانس کو اپنی تسبیح شمار فرماتا ہے اور اس کے عمل کو پاک و پاکیزہ قرار دیتا ہے اور اُسے ہمارے رازوں کے کتمان کی بصیرت عطا کرتا ہے اور جب وہ ہمارے دشمنوں کی ناہنجار باتیں سن کر برداشت کرے گا تو اللہ اُسے اس شخص کا ثواب عطا کرے گا جو راہِ خدا میں اپنے خون میں غوطہ زن ہوا ہو۔

ہر بندہ جو اپنے برادرانِ ایمانی کے حقوق کی پاسبانی کرے اور ان کے حقوق کو ادا کرے۔ حتی الوسع کوتاہی نہ کرے ان کی خطاؤں اور لغزشوں کو معاف کرے اور ان سے چشم پوشی کرے قیامت کے دن اللہ ایسے آدمی سے یوں خطاب فرمائے گا:

اے بندۂ من! تو نے اپنے برادران کے حقوق کو ادا کیا ہے اور ان کی خطاؤں اور لغزشوں کا بدلہ ان سے نہیں لیا ہے۔ میں تجھ سے اجود و اکرم و اولیٰ ہوں۔ جس طرح تو نے عفو و درگزر سے کام لیا ہے۔ اس طرح آج جو جزا کا وعدہ میں نے تجھ سے کیا تھا وہ میں پورا کروں گا اور تجھ سے میرے حقوق کی ادائیگی میں جو کوتاہی ہوئی ہے اس کے بارے میں تجھ سے نہیں پوچھوں گا۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُسے محمدؐ و آلِ محمدؐ اور ان کے اصحاب کے ساتھ ملحق کرتا ہے اور اُسے ان کا بہترین شیعہ قرار دیتا ہے۔

اس آیت "الٓمٓ ۔ ذٰلِکَ الْکِتَابُ...... کی تفسیر کیا ہے؟

مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْمُفَسِّرُ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ وَعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَيَّارٍ عَنْ أَبَوَيْهِمَا عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ أَنَّهُ قَالَ:

كَذَّبَتْ قُرَيْشٌ وَالْيَهُودُ بِالْقُرْآنِ وَقَالُوا: سِحْرٌ مُبِينٌ تَقَوَّلَهُ.

فَقَالَ اللهُ: ﴿الٓمٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ....﴾ (سورۂ بقرہ، آیت ۱ و ۲)

أَيْ يَا مُحَمَّدُ! هٰذَا الْكِتَابُ الَّذِي أَنْزَلْتُهُ عَلَيْكَ هُوَ

بِالْحُرُوفِ الْمُقَطَّعَةِ الَّتِيْ مِنْهَا أَلِفٌ لَامٌ مِيْمٌ وَهُوَ بِلُغَتِكُمْ وَحُرُوْفِ هِجَائِكُمْ، فَأْتُوا بِمِثْلِهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ، وَاسْتَعِيْنُوا عَلٰى ذٰلِكَ بِسَائِرِ شُهَدَائِكُمْ۔

ثُمَّ بَيَّنَ أَنَّهُمْ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلَيْهِ بِقَوْلِهِ: ﴿قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ ۔ (سورۂ اسراء، آیت ۸۸)

ثُمَّ قَالَ اللهُ: ﴿الٓمّٓ﴾ هُوَ الْقُرْاٰنُ الَّذِيْ افْتُتِحَ ﴿الٓمّٓ﴾ هُوَ ذٰلِكَ الْكِتَابُ الَّذِيْ أَخْبَرْتُ مُوْسٰى فَمَنْ بَعْدَهُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَخْبَرُوْا بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنِّيْ سَأُنْزِلُهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! كِتَابًا عَزِيْزًا لَا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيْلٌ مِنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ۔

﴿لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ لَا شَكَّ فِيْهِ، لِظُهُوْرِهِ عِنْدَهُمْ، كَمَا أَخْبَرَهُمْ أَنْبِيَاؤُهُمْ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ، يُنْزَلُ عَلَيْهِ كِتَابٌ لَا يَمْحُوْهُ الْبَاطِلُ يَقْرَؤُهُ هُوَ وَأُمَّتُهُمْ عَلٰى سَائِرِ أَحْوَالِهِمْ۔

﴿هُدًى﴾ بَيَانٌ مِنَ الضَّلَالَةِ ﴿لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ الْمُوْبِقَاتِ وَيَتَّقُوْنَ تَسْلِيْطَ السَّفَهِ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى إِذَا عَلِمُوْا مَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ عِلْمُهُ عَمِلُوْا بِمَا يُوْجِبُ لَهُمْ رِضَا رَبِّهِمْ۔

قَالَ: وَقَالَ الصَّادِقُ علیہ السلام: ثُمَّ الْأَلِفُ حَرْفٌ مِنْ حُرُوْفِ قَوْلِكَ: اللهُ دَلَّ بِالْأَلِفِ عَلٰى قَوْلِكَ:

اللهُ دَلَّ بِالْأَلِفِ عَلَى قَوْلِكَ اللهُ۔

وَدَلَّ بِاللَّامِ عَلَى قَوْلِكَ الْمَلِكُ الْعَظِيمُ الْقَاهِرُ لِلْخَلْقِ أَجْمَعِينَ۔ وَدَلَّ بِالْمِيمِ عَلَى أَنَّهُ الْمَجِيدُ الْمَحْمُودُ فِي كُلِّ أَفْعَالِهِ وَجَعَلَ هٰذَا الْقَوْلَ حُجَّةً عَلَى الْيَهُودِ۔

وَذٰلِكَ أَنَّ اللهَ لَمَّا بَعَثَ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ علیہ السلام، ثُمَّ مَنْ بَعْدَهُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ علیہم السلام، إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ قَوْمٌ إِلَّا أَخَذُوا عَلَيْهِمُ الْعُهُودَ وَالْمَوَاثِيقَ لَيُؤْمِنُنَّ بِمُحَمَّدٍ الْعَرَبِيِّ الْأُمِّيِّ الْمَبْعُوثِ بِمَكَّةَ الَّذِي يُهَاجِرُ إِلَى الْمَدِينَةِ يَأْتِي بِكِتَابٍ بِالْحُرُوفِ الْمُقَطَّعَةِ افْتِتَاحَ بَعْضِ سُوَرِهِ يَحْفَظُهُ أُمَّتُهُ فَيَقْرَءُونَهُ قِيَامًا وَقُعُودًا وَمُشَاةً وَعَلَى كُلِّ الْأَحْوَالِ يُسَهِّلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حِفْظَهُ عَلَيْهِمْ۔

وَيَقْرِنُونَ بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، أَخَاهُ وَ وَصِيَّهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام، الْآخِذَ عَنْهُ عُلُومَهُ الَّتِي عَلَّمَهَا وَالْمُتَقَلِّدَ عَنْهُ لِأَمَانَتِهِ الَّتِي قَلَّدَهَا وَمُذَلِّلَ كُلِّ مَنْ عَانَدَ مُحَمَّدًا بِسَيْفِهِ الْبَاتِرِ، وَمُفْحِمَ كُلِّ مَنْ حَاوَلَهُ وَخَاصَمَهُ بِدَلِيلِهِ الْقَاهِرِ يُقَاتِلُ عِبَادَ اللهِ عَلَى تَنْزِيلِ كِتَابِ اللهِ حَتَّى يَقُودَهُمْ إِلَى قَبُولِهِ طَائِعِينَ وَكَارِهِينَ۔

ثُمَّ إِذَا صَارَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، إِلَى رِضْوَانِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَارْتَدَّ كَثِيرٌ مِمَّنْ كَانَ أَعْطَاهُ ظَاهِرَ الْإِيمَانِ وَحَرَّفُوا تَأْوِيلَاتِهِ وَغَيَّرُوا مَعَانِيَهُ، وَوَضَعُوهَا عَلَى خِلَافِ وُجُوهِهَا قَاتَلَهُمْ بَعْدُ عَلَى تَأْوِيلِهِ حَتَّى يَكُونَ إِبْلِيسُ الْغَاوِي لَهُمْ

الْخَاتِمَ الدَّلِیْلَ الْمَطْرُوْدَ الْمَغْلُوْلَ۔ (بحارالانوار، ج ۱۰، ص ۱۸)

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

قریش اور یہودیوں نے اس قرآن کی تکذیب کی اور کہا: یہ جادو ہے تو خداوند تعالیٰ نے فرمایا: "الٓمّٓ ۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ...... یہ کتاب ایک عظیم کتاب ہے...... یعنی اے محمدؐ! یہ کتاب جو میں نے تجھ پر نازل کی ہے اِسے حروف مقطعات سے تشکیل دیا گیا ہے۔ انھی حروف میں سے یہ حروف "الف، لام، میم" ہیں۔ یہ حروف آپ کی لغت کے حروف ہیں اور یہ لغت تمھاری مادری زبان ہے۔ اگر تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورہ بنا لاؤ اور اس امر کے لیے دوسرے لوگوں کی نصرت بھی حاصل کرلو۔

پھر جب یہ واضح ہو گیا کہ وہ اس پر قادر نہیں ہیں کہ وہ اس جیسا قرآن نہیں لا سکتے تو فرمایا: کہہ دیجیے اگر تمام انس و جن اکٹھے ہو جائیں کہ وہ اس جیسا قرآن لے آئیں وہ اس جیسا قرآن نہیں لا سکتے اگرچہ وہ اس کام میں ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "الٓمّٓ" یہ وہی قرآن ہے کہ جس کا آغاز "الٓمّٓ" سے ہوا ہے۔ پس یہ وہی کتاب ہے کہ میں نے اس کے بارے میں جناب موسیٰؑ اور ان کے بعد میں آنے والے تمام انبیاءؑ کو بتایا تھا اور انھوں نے بنواسرائیل کو اس کے بارے میں بتا دیا تھا کہ اے محمدؐ! میں عنقریب تجھ پر وہ گراں قدر کتاب نازل کروں گا کہ پھر جس کے نہ آگے باطل رہے گا اور نہ پیچھے اور وہ خدائے حکیم وحمید کی جانب سے نازل شدہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس کے پاس اس کے ظہور میں کوئی شک نہیں ہے جس طرح کہ انبیاء نے انھیں خبر دی تھی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب نازل ہوگی کہ باطل کا اس پر کوئی زور نہیں چلے گا۔ وہ خود اور اس کی اُمت اپنے تمام احوال میں

اس کی قرأت کریں گے۔

"ہدایت" وہ گمراہی سے رہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو پرہیزگاری کرتے ہیں" کہ برائی سے پرہیز کرتے ہیں۔ وہ نادانی و اشتباہات سے بچتے ہیں۔ جب وہ اپنے واجبات سے آگاہ ہوتے ہیں اور انھیں معلوم ہوتا ہے کہ ان پر رضائے پروردگار میں سے کیا واجب ہے تو وہ اس پر عمل کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام صادق علیہ السلام کا فرمان ہے: "الف" اللہ کے نام کے حروف میں سے ایک حرف ہے۔

"الف" سے اللہ کی طرف اشارہ ہے۔

"لام" سے مراد ہے وہ عظیم بادشاہ ہے اور وہ اپنی تمام مخلوق پر قاہر ہے۔

"میم" سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ خدا اپنے تمام افعال میں مجید و محمود ہے۔ اس قول کو یہودیوں پر بطور حجت پیش کیا گیا۔

جس وقت خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور ان کے بعد انبیاءؑ کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا ان میں سے کوئی ایسی قوم نہ تھی کہ جس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد نہ لیا گیا ہو، کہ وہ مکہ میں مبعوث ہوں گے اور مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے۔ وہ کتاب لائیں گے جس کی بعض سورتوں کا آغاز حروفِ مقطعات سے ہوگا۔ پس اس کی اُمت اس قرآن کو حفظ کرے گی اور وہ ہر حال میں اس کی تلاوت کریں گے چاہے وہ قیام کی حالت میں ہوں یا قعود کی حالت میں یا وہ چل رہے ہوں گے۔ خداوند تعالیٰ اس کے حفظ کو ان پر آسان فرمائے گا اور وہ حضرت علی بن ابی طالبؑ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ متصل و مقرون جانتے ہیں کہ وہ آپؐ کے علوم کا نگہبان ہے کہ اُس نے ان سے یہ علوم سیکھے اور امانتیں جو اُس نے اس کے حوالے کیں ان پر اُسے اختیار دیا ہے اور وہ اپنی شمشیر براں کے ساتھ حضرت محمدؐ کے

تمام دشمنوں کو ذلیل کرنے والا ہے اور اپنے محکم دلائل کے ساتھ جہال کو محکوم کرنے والا ہے، جس نے قرآن کی تنزیل پر لوگوں سے جنگ کی اور انھیں دین کے سامنے سرتسلیم خم کرنے کی طرف ہانکا کہ وہ اُسے دل سے قبول کریں یا ازراہِ جبر قبول کریں۔

جس وقت رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا کہ بہت سے گروہ جو بظاہر ایمان لائے تھے، مرتد ہو گئے اور قرآن کی تاویلات کی تحریف کرنا شروع کر دی۔ اس کے معانی کو دگرگوں کر دیا۔ واقعہ کے خلاف قرآن کی تفسیر کرنا شروع کر دی تھی تو پھر اس نے ان لوگوں کے ساتھ قرآن کی تاویل پر جنگ کی۔ آخر شیطان نے انھیں گمراہ کر دیا اور وہ ان کی ذلت و بدبختی کا سبب بنا۔

اس آیت وَلَمَّا جَاءَ هُمْ كِتَابٌ...... کی تفسیر کیا ہے؟

تَفْسِيْرُ الْإِمَامِ علیہ السلام: ﴿وَلَمَّا جَاءَ هُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللهِ﴾

(سورۂ بقرہ، آیت ۸۹)

قَالَ الْإِمَامُ علیہ السلام:

ذَمَّ اللهُ تَعَالَى الْيَهُوْدَ فَقَالَ: وَلَمَّا جَاءَهُمْ يَعْنِيْ هٰؤُلَاءِ الْيَهُوْدَ الَّذِيْنَ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُمْ وَ إِخْوَانَهُمْ مِنَ الْيَهُوْدِ جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللهِ الْقُرْاٰنُ مُصَدِّقٌ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لِمَا مَعَهُمْ التَّوْرَاةِ الَّتِي بَيَّنَ فِيْهَا أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ، الْأَمِيْنَ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيْلَ الْمُؤَيَّدَ بِخَيْرِ خَلْقِ اللهِ بَعْدَهُ عَلِيٍّ وَلِيِّ اللهِ۔

وَكَانُوْا يَعْنِيْ هٰؤُلَاءِ الْيَهُوْدَ مِنْ قَبْلُ ظُهُوْرِ مُحَمَّدٍ ﷺ، بِالرِّسَالَةِ يَسْتَفْتِحُوْنَ يَسْأَلُوْنَ الْفَتْحَ وَالظَّفَرَ عَلَى

الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْ أَعْدَائِهِمْ وَالْمُنَاوِيْنَ لَهُمْ۔
وَكَانَ اللهُ يَفْتَحُ لَهُمْ وَيَنْصُرُهُمْ قَالَ اللهُ تَعَالٰى : فَلَمَّا
جَاءَهُمْ أَيْ هٰؤُلَاءِ الْيَهُودَ مَا عَرَفُوْا مِنْ نَعْتِ
مُحَمَّدٍ ﷺ، وَصِفَتِهِ بِهِ جَحَدُوْا نُبُوَّتَهُ حَسَدًا وَبَغْيًا
عَلَيْهِ۔ (بحار الانوار، ج۹، ص ۱۸۲)

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس آیت "کہ جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب آئی" کی تفسیر کے متعلق پوچھا گیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی سرزنش فرمائی۔ پچھلے صفحات میں یہودیوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ جب اللہ کی طرف سے کتاب نازل ہوگئی کہ جس قرآن نے اُن کی کتاب تورات کی تصدیق کی اور ان کی کتاب میں موجود ہے کہ حضرت محمدؐ امین ہیں اور حضرت اسماعیلؑ کی اولاد ہیں اور وہ اللہ کی سب سے بہترین مخلوق ہیں اور امام علی علیہ السلام جو ان کے بعد اللہ کے ولی ہیں۔

یہی وہی یہود تھے جو رسالت مآبؐ کے ظہور سے قبل یہ کہتے تھے کہ وہ وقت کب آئے گا کہ جب اُنھیں ان کافروں پر فتح وظفر حاصل ہوگی جو ان کے دشمن تھے۔ خداوند تعالیٰ نے اُنھیں فتح دی اور ان کی نصرت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ ان یہودیوں کے ہاں تشریف لائے حالانکہ وہ آپؐ کی علامات ونشانیوں کو اچھی طرح سے جانتے تھے ازروئے حسد وظلم ان کی نبوت سے انکار کر دیا۔

اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟

بِالْإِسْنَادِ الْمُتَقَدِّمِ ذِكْرُهُ:

أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيَّ عليه السلام، قَالَ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿خَتَمَ اللهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾۔ (سورۂ بقرہ، آیت ۷)

أَيْ: وَسَمَهَا بِسِمَةٍ يَعْرِفُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ مَلَائِكَتِهِ إِذَا نَظَرُوا إِلَيْهَا بِأَنَّهُمْ لَمَّا أَعْرَضُوا عَنِ النَّظَرِ فِيمَا كُلِّفُوهُ وَقَصَّرُوا فِيمَا أُرِيدَ مِنْهُمْ وَجَهِلُوا مَا لَزِمَهُمُ الْإِيمَانُ بِهِ۔ فَصَارُوا كَمَنْ عَلَى عَيْنَيْهِ غِطَاءٌ لَا يُبْصِرُ مَا أَمَامَهُ۔

فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَتَعَالَى عَنِ الْعَبَثِ وَالْفَسَادِ وَعَنْ مُطَالَبَةِ الْعِبَادِ بِمَا مَنَعَهُمْ بِالْقَهْرِ مِنْهُ فَلَا يَأْمُرُهُمْ بِمُغَالَبَتِهِ وَلَا بِالْمَصِيرِ إِلَى مَا قَدْ صَدَّهُمْ بِالْقَسْرِ عَنْهُ۔

ثُمَّ قَالَ: ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ يَعْنِي فِي الْآخِرَةِ الْعَذَابَ الْمُعَدَّ لِلْكَافِرِينَ۔

وَفِي الدُّنْيَا أَيْضاً لِمَنْ يُرِيدُ أَنْ يَسْتَصْلِحَهُ بِمَا يُنْزِلُ بِهِ مِنْ عَذَابِ الْاسْتِصْلَاحِ لِيُنَبِّهَهُ لِطَاعَتِهِ، أَوْ مِنْ عَذَابِ الْاصْطِلَامِ لِيُصَيِّرَهُ إِلَى عَدْلِهِ وَحِكْمَتِهِ ۔ (الاحتجاج، ج ۲، ص ۲۵۴)

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس آیت "اللہ نے ان کے قلوب وسماعت پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے" کی تفسیر پوچھی گئی۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان پر علامات لگا دی ہیں کہ جب فرشتے انھیں دیکھیں گے تو پہچان لیں گے کیونکہ اللہ نے جو حکم ان پر نازل کیا تھا، انھوں نے اس کی

تعمیل نہیں کی تھی۔ اور جو ان سے طلب کیا گیا تھا، انھوں نے اُسے مکمل ادا نہیں کیا تھا اور جو ایمان ان پر لازم کیا گیا تھا وہ اُس سے جاہل رہے تھے تو ان کی حالت یہ ہو گئی کہ جیسے اُس آدمی کی حالت ہو جاتی ہے کہ جس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہو جیسے اُسے کچھ نظر نہیں آتا۔ اسی طرح ایسے لوگوں کو بھی کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

کیونکہ خداوند تعالیٰ ہر قسم کے عبث کاموں اور فساد سے بالاتر ہے کہ اُس نے اپنے بندوں کو جس ظلم و قہر سے روکا ہے اور اُسے خود انجام دے۔ پھر فرمایا: ''ان کے لیے عذاب عظیم ہے''۔ یعنی قیامت کے دن کافروں کے لیے بہت بڑا عذاب تیار ہے''۔

خداوند تعالیٰ جس بندے کی اس دنیا میں اصلاح چاہتا ہے تو اُسے اصلاح کے لیے عذاب دے دیتا ہے تاکہ وہ اس کی اطاعت کی طرف متوجہ ہو جائے یا پھر اُس کی اصلاح کے لیے اُسے عدل و حکمت کی بنیاد پر عذاب دیتا ہے۔

کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے تھے؟

بِالْإِسْنَادِ الْمُتَقَدِّمِ ذِكْرُهُ عَنْ أَبِي يَعْقُوبَ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ وَأَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَيَّارٍ أَنَّهُمَا قَالَا:

قُلْنَا لِلْحَسَنِ أَبِي الْقَائِمِ عليه السلام: إِنَّ قَوْمًا عِنْدَنَا يَزْعُمُونَ أَنَّ هَارُوتَ وَمَارُوتَ مَلَكَانِ اخْتَارَتْهُمَا الْمَلَائِكَةُ لَمَّا كَثُرَ عِصْيَانُ بَنِي آدَمَ وَأَنْزَلَهُمَا اللهُ مَعَ ثَالِثٍ لَهُمَا إِلَى الدُّنْيَا، وَأَنَّهُمَا افْتَتَنَا بِالزُّهَرَةِ وَأَرَادَا الزِّنَا بِهَا، وَشَرِبَا الْخَمْرَ وَقَتَلَا النَّفْسَ الْمُحَرَّمَةَ، وَأَنَّ اللهَ يُعَذِّبُهُمَا بِبَابِلَ وَأَنَّ السَّحَرَةَ مِنْهُمَا يَتَعَلَّمُونَ السِّحْرَ، وَأَنَّ اللهَ مَسَخَ هٰذَا

الْكَوْكَبَ الَّذِیْ هُوَ الزُّهَرَةُ۔
فَقَالَ الْإِمَامُ علیہ السلام: مَعَاذَ اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ، إِنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ مَعْصُوْمُوْنَ مَحْفُوْظُوْنَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْقَبَائِحِ بِأَلْطَافِ اللّٰهِ، فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِمْ: ﴿لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾۔ (سورۂ تحریم، آیت ۶)
وَقَالَ: ﴿وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ﴾ يَعْنِيْ الْمَلَائِكَةَ ﴿لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ - يُسَبِّحُوْنَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ﴾۔ (سورۂ انبیاء، آیت ۱۹ و ۲۰)
وَقَالَ فِي الْمَلَائِكَةِ: ﴿بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُوْنَ..... إِلَى قَوْلِهِ: مُشْفِقُوْنَ﴾ - (ایضاً، آیہ ہای ۲۶-۲۸)
كَانَ اللّٰهُ قَدْ جَعَلَ هٰؤُلَاءِ الْمَلَائِكَةَ خُلَفَاءَهُ فِي الْأَرْضِ وَكَانُوْا كَالْأَنْبِيَاءِ فِي الدُّنْيَا وَكَالْأَئِمَّةِ أَفَيَكُوْنُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَئِمَّةِ قَتْلُ النَّفْسِ وَالزِّنَا وَشُرْبُ الْخَمْرِ؟
ثُمَّ قَالَ: أَوَلَسْتَ تَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُخْلِ الدُّنْيَا مِنْ نَبِيٍّ أَوْ إِمَامٍ مِنَ الْبَشَرِ؟
أَوَلَيْسَ يَقُوْلُ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ﴾ مِنْ رُسُلِنَا يَعْنِيْ إِلَى الْخَلْقِ ﴿إِلَّا رِجَالًا نُوْحِيْ إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى﴾ ۔ (سورۂ یوسف، آیت ۱۰۹)
فَأَخْبَرَ أَنَّهُ يَبْعَثُ الْمَلَائِكَةَ إِلَى الْأَرْضِ لِيَكُوْنُوْا أَئِمَّةً

وَحُكَّامًا وَإِنَّمَا أُرْسِلُوْا إِلَى أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ؟

قَالَا: قُلْنَا لَهُ: فَعَلَى هٰذَا لَمْ يَكُنْ إِبْلِيْسُ مَلَكًا۔

فَقَالَ: لَا، بَلْ كَانَ مِنَ الْجِنِّ أَمَا تَسْمَعَانِ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُوْلُ: ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوْا لِآدَمَ فَسَجَدُوْا إِلَّا إِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ﴾۔ (سورۂ کہف، آیت ۵۰)

فَأَخْبَرَ أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْجِنِّ وَهُوَ الَّذِيْ قَالَ: ﴿وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُوْمِ﴾ (سورۂ حجر، آیت ۲۷)

وَقَالَ الْإِمَامُ عليه السلام: يُحَدِّثُنِيْ أَبِيْ عَنْ جَدِّيْ عَنِ الرِّضَا عَنْ أَبِيْهِ عَنْ آبَائِهِ عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم: أَنَّ اللّٰهَ اخْتَارَنَا مَعَاشِرَ آلِ مُحَمَّدٍ عليهم السلام، وَاخْتَارَ النَّبِيِّيْنَ وَاخْتَارَ الْمَلَائِكَةَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمَا اخْتَارَهُمْ إِلَّا عَلَى عِلْمٍ مِنْهُ بِهِمْ أَنَّهُمْ لَا يُوَاقِعُوْنَ مَا يَخْرُجُوْنَ بِهِ عَنْ وَلَايَتِهِ وَيَنْقَطِعُوْنَ بِهِ مِنْ عِصْمَتِهِ وَيَنْضَمُّوْنَ بِهِ إِلَى الْمُسْتَحِقِّيْنَ لِعَذَابِهِ وَنِقْمَتِهِ۔

قَالَا: فَقُلْنَا: فَقَدْ رُوِيَ لَنَا أَنَّ عَلِيًّا عليه السلام لَمَّا نَصَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم، بِالْإِمَامَةِ عَرَضَ اللّٰهُ وَلَايَتَهُ عَلَى فِئَامٍ وَفِئَامٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَأَبَوْهَا فَمَسَخَهُمُ اللّٰهُ ضَفَادِعَ۔

فَقَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ الْمُكَذِّبُوْنَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ هُمْ رُسُلُ اللّٰهِ كَسَائِرِ أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ إِلَى الْخَلْقِ أَفَيَكُوْنُ مِنْهُمُ الْكُفْرُ بِاللّٰهِ۔

قُلْنَا: لَا۔

قَالَ: فَكَذٰلِكَ الْمَلَآئِكَةُ إِنَّ شَأْنَ الْمَلَآئِكَةِ عَظِيْمٌ وَ إِنَّ
خَطْبَهُمْ لَجَلِيْلٌ (الاحتجاج، ج ۲، ص ۲۵۵، عیون اخبار الرضا،
ج ۲، ص ۲۴۳، بحار الانوار، ج ۵۶، ص ۳۲۲)

یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد کہتے ہیں: ہم نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے حضور یہ سوال کیا کہ کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے تھے کہ جس وقت فرزندانِ آدم کی سرکشی وطغیان نے اپنے حدود سے تجاوز کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دو فرشتوں کو ایک تیسرے فرشتے کے ساتھ دنیا کی طرف بھیجا اور وہ دونوں فرشتے "زہرہ" پر عاشق ہو گئے اور انھوں نے اس سے زنا کرنے کا ارادہ کیا۔ انھوں نے شراب پی اور بے گناہ انسانوں کا قتل کیا۔ اللہ نے انھیں بابل میں عذاب دے دیا۔ جادوگر اُن سے جادو سیکھتے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے اس عورت کو مسخ کر دیا اور ستارہ زہرہ میں اُسے بدل دیا۔

یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: ان باتوں سے اللہ کی پناہ! کیونکہ ملائکہ پر لطف خداوندی ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ کفر اور ہر قسم کی برائی سے محفوظ و معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: "اللہ نے جو انھیں حکم دیا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو انھیں حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں"۔

ایک اور مقام پر فرمایا: "اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اُسی کا ہے اور وہ جو اس کے پاس ہیں، یعنی ملائکہ وہ اللہ کی عبادت سے نہ تکبر کرتے ہیں اور نہ ہی اُکتاتے ہیں۔ وہ شب و روز تسبیح کرتے ہیں اور تساہل نہیں برتتے۔

اور ملائکہ کی شان میں فرمایا: بلکہ یہ تو اللہ کے محترم بندے ہیں۔ وہ تو اللہ کے حکم سے پہلے بات بھی نہیں کرتے اور اُسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اللہ ان باتوں کو جانتا ہے جو ان کے رُوبرو اور جو ان کے پس پردہ ہیں اور وہ فقط ان لوگوں کی شفاعت

کر سکتے ہیں جن سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ کی ہیبت سے ہراساں رہتے ہیں۔ اللہ نے ان ملائکہ کو اپنی زمین میں اپنا قائم مقام بنایا ہے۔ وہ اس طرح ہیں جس طرح انبیاؑ اور آئمہؑ ہیں۔ کیا انبیاءؑ اور آئمہؑ بے گناہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔ وہ شراب پیتے اور زنا کرتے ہیں؟

پھر آپؑ نے فرمایا: کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنی زمین کو پیغمبر یا امام جو بشر کی جنس سے ہوں کبھی خالی نہیں چھوڑا ہے؟

کیا آپ نے اس آیت کو نہیں پڑھا کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا: "اور آپ سے قبل ہم ان بستیوں میں صرف مردوں ہی کو بھیجتے رہے ہیں جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے"۔

پس خداوند تعالٰی نے اس بات کی خبر دی ہے کہ اس نے کوئی فرشتہ زمین کی طرف نہیں بھیجا ہے کہ وہ زمین پر حکمرانی کرے بلکہ اُنھیں اپنے نبیوںؑ کی طرف بھیجا ہے۔

ان دونوں نے عرض کیا: تو پھر آپ کے اس بیان سے پتا چلا کہ ابلیس فرشتہ نہیں تھا۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ جن تھا۔ کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: جب ہم نے ملائکہ سے کہا: آدمؑ کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا کیونکہ وہ جنوں میں سے تھا۔ پس اللہ نے خبر دی ہے کہ وہ جن تھا اور اس آیت میں فرمایا: "اور اس سے قبل ہم لو (گرم ہوا) سے جنوں کو پیدا کر چکے تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد نے اپنے والد گرامی سے اور اُنھوں نے اپنے آباء سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالٰی نے ہم آلِ محمدؑ کو برگزیدہ کیا اور انبیاءؑ کا انتخاب فرمایا اور اس طرح ملائکہ مقربین کو برگزیدہ کیا تو اس

امر کا مقصد یہ ہے کہ ان ہستیوں نے وہ کام نہیں کیے کہ جو ان کے لیے ولایت سے خارج ہونے کا سبب بنے ہوں اور ان کی عصمت منقطع ہوئی ہو۔ اور اس سے عذاب اور اللہ کی ناراضگی کے مستحق بنے ہوں۔

ان دونوں راویوں نے کہا کہ ہم نے آنحضرت علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے ہمارے لیے یہ نقل ہوا ہے کہ جس وقت رسول اللہ نے ان کی ولایت کا اعلان کیا اور اللہ نے ان کی ولایت کو ہزاروں فرشتوں پر پیش کیا لیکن ان میں سے بہت سوں نے قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں مینڈک کی صورت میں مسخ کر دیا۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ کی پناہ! یہ لوگ ہمارے بارے میں جھوٹ کہتے ہیں۔ تمام ملائکہ وہ سب اللہ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں اور وہ اس طرح ہیں جیسے انبیائے علیہم السلام ہیں جنھیں اللہ نے اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہے۔ کیا وہ اپنے اللہ کا انکار کر سکتے ہیں؟

ہم نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: تمام ملائکہ اس طرح ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ملائکہ کی قدرومنزلت عظیم ہے اور ان کا احترام واجلال بہت زیادہ ہے۔

ولیجہ کا معنٰی کیا ہے؟

سُفْيَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الضُّبَعِيُّ قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، أَسْأَلُهُ عَنِ الْوَلِيجَةِ وَهُوَ قَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً﴾۔ (سورہ توبہ، آیت ۱۶)

قُلْتُ فِي نَفْسِي لَاْفِي الْكِتَابِ: مَنْ تَرَى الْمُؤْمِنَ هَاهُنَا۔
فَرَجَعَ الْجَوَابُ: ﴿الْوَلِيجَةُ﴾ الَّتِيْ تُقَامُ دُونَ وَلِيِّ الْأَمْرِ
وَحَدَّثَتْكَ نَفْسُكَ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ هُمْ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ؟
فَهُمُ الْأَئِمَّةُ يُؤْمِنُونَ عَلَى اللّٰهِ فَيُجِيزُ أَمَانَهُمْ۔ (بحارالانوار، ج۵۰، ص۲۸۵)

سفیان بن محمد ضبعی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا اور اُن سے "ولیجہ" کا معنی پوچھا کیونکہ آیت شریفہ ہے "اور کسی نے اللہ، اس کے رسولؐ اور مومنین کے سوا کسی اور کو اپنا بھیدی نہیں بنایا"۔

میں نے اپنے دل میں یہ سوچا لیکن خط میں نہ لکھا: "اس آیت میں جن مومنین کا ذکر ہوا ہے وہ کون ہیں؟"

آپؑ نے میری طرف خط لکھا کہ "ولیجہ" سے وہ مراد ہے کہ جس کا مقام امام سے کم ہے"۔ آپؑ نے لکھا کہ اس آیت میں مومنین سے کون مراد ہیں؟ وہ آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں کہ جو اللہ پر ایمان لائے ہیں۔ پس خداوند تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ وہ با اعتماد ہیں۔

کیا قرآن مخلوق ہے یا نہیں؟

قَالَ أَبُوْ هَاشِمٍ:
قُلْتُ فِي نَفْسِي: أَشْتَهِي أَنْ أَعْلَمَ مَا يَقُوْلُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ فِي الْقُرْآنِ أَهُوَ مَخْلُوْقٌ أَمْ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ؟
فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: أَمَا بَلَغَكَ مَا رُوِيَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ علیہ السلام، لَمَّا نَزَلَتْ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ خُلِقَ لَهَا أَرْبَعَةُ آلَافِ

جَنَاحٍ، فَمَا كَانَتْ تَمُرُّ بِمَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا خَشَعُوْا لَهَا۔
وَقَالَ: هٰذِهٖ نِسْبَةُ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (ایضاً، ص۲۵۴)

ابو ہاشم کا بیان ہے: میرے دل میں یہ بات کروٹیں لے رہی تھی کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کروں کہ کیا قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟

آپؑ نے میری طرف توجہ فرمائی اور مجھ سے پوچھا: کیا تو نے وہ روایت جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے نہیں سنی؟

آپؑ نے فرمایا: جس وقت سورۂ توحید نازل ہوئی تو اس کے لیے چار ہزار پر خلق کیے گئے۔ جب بھی فرشتوں کا کوئی گروہ گزرتا تو اس کے لیے خشوع و خضوع سے کام لیتا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ پروردگار کی عظمت کی طرف یہ نسبت ہے۔

اس آیت "جو خدا چاہتا ہے محو کر دیتا ہے......" کی تفسیر کیا ہے؟

قَالَ أَبُوْ هَاشِمٍ:
سَأَلَهُ مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ أُمُّ الْكِتَابِ﴾ ۔ (سورۂ رعد، آیت ۳۹)
فَقَالَ: هَلْ يَمْحُوْ إِلَّا مَا كَانَ وَهَلْ يُثْبِتُ إِلَّا مَا لَمْ يَكُنْ؟
فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ: هٰذَا خِلَافُ قَوْلِ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ إِنَّهٗ لَا يَعْلَمُ بِالشَّيْءِ حَتّٰى يَكُوْنَ۔
فَنَظَرَ إِلَيَّ فَقَالَ: تَعَالَى الْجَبَّارُ الْحَاكِمُ الْعَالِمُ بِالْأَشْيَاءِ قَبْلَ كَوْنِهَا۔

قُلْتُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ حُجَّةُ اللهِ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۵۷)

ابوہاشم کہتے ہیں: محمد بن صالح نے اس آیت "جسے چاہتا ہے اللہ مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اُم الکتاب (لوحِ محفوظ) اس کے نزدیک ہے" کی تفسیر کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیا وہ مٹا دیتا ہے اس چیز کو مگر وہ جو موجود تھی اور کیا وہ ثابت رکھتا ہے اُس چیز کو مگر وہ جو موجود نہ تھی؟

تو اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بات تو ہشام بن حکم کے قول کے خلاف ہے۔ وہ تو کہتا ہے کہ "خداوند تعالیٰ کسی چیز کو اس وقت تک نہیں جانتا جب تک وہ چیز وجود میں نہ آئے۔

آپؑ نے اچانک میری طرف دیکھا اور فرمایا: خداوند تعالیٰ بزرگ تر و برتر ہے۔ وہ تمام اشیاء کو ان کے ظہور سے قبل جانتا ہے۔

اس وقت میں نے بے ساختہ کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ اللہ کی حجت ہیں۔

اس آیت "پھر ہم نے اس کتاب کا وارث بنایا......" کی تفسیر کیا ہے؟

رُوِيَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ: أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ: ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللهِ﴾۔

(سورۂ فاطر، آیت ۳۲)

قَالَ: كُلُّهُمْ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ علیہم السلام، اَلظَّالِمُ لِنَفْسِهِ الَّذِي لَا يُقِرُّ بِالْإِمَامِ، وَالْمُقْتَصِدُ الْعَارِفُ بِالْإِمَامِ، وَالسَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ الْإِمَامُ۔

فَجَعَلْتُ أُفَكِّرُ فِي نَفْسِي عِظَمَ مَا أَعْطَى اللهُ آلَ مُحَمَّدٍ علیہم السلام، وَبَكَيْتُ - فَنَظَرَ إِلَيَّ وَقَالَ: الْأَمْرُ أَعْظَمُ مِمَّا حَدَّثَتْ بِهِ نَفْسُكَ مِنْ عِظَمِ شَأْنِ آلِ مُحَمَّدٍ علیہم السلام، فَاحْمَدِ اللهَ أَنْ جَعَلَكَ مُتَمَسِّكاً بِحَبْلِهِمْ. تُدْعَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِهِمْ إِذَا دُعِيَ كُلُّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ إِنَّكَ عَلَىٰ خَيْرٍ - (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۵۹)

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے: میں نے اس آیت کی تفسیر آپؑ سے پوچھی: پھر ہم نے اس کتاب کا وارث انھیں بنایا جنھیں ہم نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا ہے۔ پس ان میں سے کچھ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ میانہ رو ہیں اور کچھ اللہ کے اذن سے نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ یہی تو بڑا فضل ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کتاب کے جو تمام وارث ہیں وہ صرف آلِ محمدؑ ہیں۔ ظالم وہ ہیں جنھوں نے امامؑ کا اقرار نہ کیا۔ مقتصد وہ لوگ ہیں جو امامؑ کے عارف ہیں اور سابق بالخیرات خود امامؑ ہے۔

میں اپنے دل میں یہ سوچنے لگا کہ اللہ نے آلِ محمدؑ کو کتنا عظیم مقام عطا کیا ہے تو میں رونے لگا۔

آپؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: تو اپنے دل میں جس قدر ہم آلِ محمدؑ کی عظمت و منزلت کو سمجھتا ہے ان کی عظمت اس سے بڑھ کر ہے۔ پس تو خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کر کہ اُس نے تجھے اس خاندان کی ولایت سے تمسک عطا فرمایا۔ جب قیامت کے دن ہر گروہ کو اس کے رہبر کے ساتھ بلایا جائے گا تو تجھے اپنے آئمہ کے ساتھ بلایا جائے گا کیونکہ تو خیر پر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کیا ہے؟

مِنْ كِتَابِ دَلَائِلِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ:

كُنْتُ عِنْدَ أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام، فَسَأَلَهُ مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ الْأَرْمَنِيُّ عَنْ قَوْلِ اللهِ: ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا﴾۔ (سورۂ اعراف، آیت ۱۷۲)

قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام: ثَبَتَتِ الْمَعْرِفَةُ وَنَسُوا ذٰلِكَ الْمَوْقِفَ وَسَيَذْكُرُونَهُ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمْ يَدْرِ أَحَدٌ مَنْ خَالِقُهُ وَلَا مَنْ رَازِقُهُ۔

قَالَ أَبُو هَاشِمٍ: فَجَعَلْتُ أَتَعَجَّبُ فِي نَفْسِي مِنْ عَظِيمِ مَا أَعْطَى اللهُ وَلِيَّهُ وَجَزِيلِ مَا حَمَّلَهُ۔

فَأَقْبَلَ أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام، عَلَيَّ فَقَالَ:

الْأَمْرُ أَعْجَبُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ يَا أَبَا هَاشِمٍ! وَأَعْظَمُ، مَا ظَنُّكَ بِقَوْمٍ مَنْ عَرَفَهُمْ عَرَفَ اللهَ وَمَنْ أَنْكَرَهُمْ أَنْكَرَ اللهَ؟ فَلَا مُؤْمِنَ إِلَّا وَهُوَ بِهِمْ مُصَدِّقٌ وَبِمَعْرِفَتِهِمْ مُوقِنٌ۔

(کشف الغمہ، ج۲، ص ۴۲۰)

ابوہاشم جعفری کا بیان ہے: میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہِ امامت میں تھا کہ آپؑ سے محمد بن صالح ارمنی نے اس آیت "اور جب آپؐ کے رب نے اولادِ آدمؑ کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور ان پر خود انھیں گواہ بنا کر پوچھا تھا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں۔ سب نے کہا تھا: ہاں تو ہمارا رب ہے اور ہم اس کی

گواہی دیتے ہیں۔

آنحضرتؑ نے فرمایا: معرفت وشناخت ثابت ہوگئی لیکن وہ جگہ کو بھول گئے۔ وہ عنقریب یاد کرلیں گے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی کو بھی پتا نہ چلتا کہ اس کا خالق کون ہے اور اُس کا رازق کون ہے؟

ابوہاشم کہتے ہیں کہ میں اپنے آپ بحرِ تعجب میں ڈوب کر رہ گیا کہ اللہ نے اپنے ولی کو کس قدر عزت وعظمت عطا کی ہے اور کس قدر علم ومعرفت عطا فرمایا۔ اچانک امامؑ نے میری طرف نگاہ کی اور فرمایا:

اے ابوہاشم! جس امر میں تو نے تعجب کیا ہے اس سے عجیب امر یہ ہے کہ جس کسی نے ان کی معرفت حاصل کی اُس نے اللہ کی معرفت حاصل کی اور جس کسی نے ان کا انکار کیا اُس نے اللہ کا انکار کیا پس وہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک ان کی تصدیق نہ کرے اور ان کی معرفت پر یقین نہ رکھے۔

کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے چوری کی تھی؟

سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَمُّونٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ:

سَأَلَ أَبَا مُحَمَّدٍ علیہ السلام، عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ﴾ (سورۂ یوسف، آیت ۷۷) رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ قُمَّ وَأَنَا عِنْدَهُ حَاضِرٌ۔

فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيُّ علیہ السلام: مَا سَرَقَ يُوسُفُ إِنَّمَا كَانَ لِيَعْقُوبَ علیہ السلام، مِنْطَقَةٌ وَرِثَهَا مِنْ إِبْرَاهِيمَ علیہ السلام، وَكَانَتْ تِلْكَ الْمِنْطَقَةُ لَا يَسْرِقُهَا أَحَدٌ إِلَّا اسْتُعْبِدَ، وَكَانَتْ إِذَا سَرَقَهَا

إِنْسَانٌ نَزَلَ جَبْرَئِيلُ عليه السلام وَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَأُخِذَتْ مِنْهُ وَأُخِذَ عَبْداً۔

وَ إِنَّ الْمِنْطَقَةَ كَانَتْ عِنْدَ سَارَةَ بِنْتِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، وَكَانَتْ سُمِّيَتْ أُمَّ إِسْحَاقَ وَ إِنَّ سَارَةَ هٰذِهِ أَحَبَّتْ يُوسُفَ وَأَرَادَتْ أَنْ تَتَّخِذَهُ وَلَداً لِنَفْسِهَا، وَ إِنَّهَا أَخَذَتِ الْمِنْطَقَةَ فَرَبَطَتْهَا عَلَى وَسَطِهِ ثُمَّ سَدَلَتْ عَلَيْهِ سِرْبَالَهُ ثُمَّ قَالَتْ لِيَعْقُوبَ: إِنَّ الْمِنْطَقَةَ قَدْ سُرِقَتْ۔

فَأَتَاهُ جَبْرَئِيلُ عليه السلام، فَقَالَ: يَا يَعْقُوبُ! إِنَّ الْمِنْطَقَةَ مَعَ يُوسُفَ وَلَمْ يُخْبِرْهُ بِخَبَرِ مَا صَنَعَتْ سَارَةُ لِمَا أَرَادَ اللّٰهُ۔

فَقَامَ يَعْقُوبُ إِلَى يُوسُفَ، فَفَتَّشَهُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ يَافِعٌ وَاسْتَخْرَجَ الْمِنْطَقَةَ ۔ فَقَالَتْ سَارَةُ ابْنَةُ إِسْحَاقَ: مِنِّي سَرَقَهَا يُوسُفُ، فَأَنَا أَحَقُّ بِهِ۔

فَقَالَ لَهَا يَعْقُوبُ: فَإِنَّهُ عَبْدُكِ عَلَى أَنْ لَا تَبِيعِيهِ وَلَا تَهَبِيهِ۔

قَالَتْ: فَأَنَا أَقْبَلُهُ عَلَى أَلَّا تَأْخُذَهُ مِنِّي وَأُعْتِقُهُ السَّاعَةَ۔

فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ فَأَعْتَقَتْهُ فَلِذٰلِكَ قَالَ إِخْوَةُ يُوسُفَ: إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ.... (الخرائج والجرائح، ج۲، ص ۷۳۹)

داؤد بن قاسم جعفری کا بیان ہے: میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہ قدس میں حاضر تھا کہ قم کے ایک آدمی نے آپؑ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: اگر اس (بنیامین) نے چوری کی ہے (تعجب کا مقام نہیں ہے) اس کے بھائی (یوسفؑ) نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: حضرت یوسفؑ نے چوری نہیں کی تھی بلکہ ان کے خاندان کو حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے میراث میں ملا تھا۔ جو آدمی اس کمربند کو چراتا تھا تو وہ غلام بن جاتا تھا۔ جب بھی اس کمربند کو کسی نے چوری کیا تو حضرت جبرائیلؑ آسمان سے نازل ہوتے اور کمربند کی خبر دیتے کہ اُسے کس نے چرایا ہے؟

یہ کمربند حضرت اسحاق بن ابراہیمؑ کی دختر جناب سارہ کے پاس تھا۔ حضرت اسحاقؑ کی والدہ کا نام سمیّہ تھا۔ جناب سارہ کو جناب یوسفؑ سے بہت زیادہ پیار تھا۔ انھوں نے جناب یوسف کو اپنا بیٹا بنا رکھا تھا۔ اسی لیے انھوں نے یہ کمربند جنابِ یوسفؑ کو باندھا اور ان کا پیراہن کمربند پر ڈال دیا۔ بعد میں جناب یعقوبؑ سے کہا کہ کمربند چوری ہو گیا ہے۔ اس دوران جناب جبرئیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا: اے یعقوبؑ! کمربند جنابِ یوسفؑ کے پاس ہے لیکن جو کچھ جناب سارہ نے کیا تھا اس کے بارے میں کچھ نہ کہا کیوں کہ خداوند تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ جناب یعقوبؑ اُٹھے اور جنابِ یوسفؑ کے ہاں کمربند کو موجود پایا۔ جناب سارہ نے کہا کہ جناب یوسفؑ نے کمربند میرے ہاں سے چرایا ہے اب ان پر میرا حق زیادہ بنتا ہے۔ جناب یعقوبؑ نے فرمایا کہ اب یوسف تمھارا اس شرط پر غلام ہے کہ نہ آپ اُسے کسی اور کو بخشیں گی اور نہ فروخت کریں گی۔ جناب سارہ نے کہا کہ میں انھیں اس شرط پر قبول کرتی ہوں کہ آپ اُنھیں مجھ سے واپس نہ کریں گے اور میں انھیں ابھی آزاد کرتی ہوں۔

جناب یعقوبؑ نے جناب یوسفؑ کو ان کے حوالے کیا اور جناب سارہ نے انھیں اسی وقت آزاد کر دیا۔ اس لیے برادرانِ یوسفؑ نے کہا تھا کہ "اگر اس بنیامین نے اَب چوری کی ہے اس سے قبل اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی"۔

✿✿✿

فصلِ دهم

مسائل طب و حکمت

maablib.org

کاش کہ میں آپؑ سے پوچھ لیتا کہ میری آنکھ کے لیے سرمہ تجویز فرمائیں

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ : لَقِيتُ مِنْ عِلَّةِ عَيْنِي شِدَّةً فَكَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام، أَسْأَلُهُ أَنْ يَدْعُوَ لِي۔

فَلَمَّا نَفَذَ الْكِتَابُ قُلْتُ فِي نَفْسِي: لَيْتَنِي كُنْتُ سَأَلْتُهُ أَنْ يَصِفَ لِي كُحْلًا أَكْحُلُهَا ـ فَوَقَّعَ بِخَطِّهِ يَدْعُو لِي بِسَلَامَتِهَا إِذْ كَانَتْ إِحْدَاهُمَا ذَاهِبَةً وَكَتَبَ بَعْدَهُ:

أَرَدْتَ أَنْ أَصِفَ لَكَ كُحْلًا ، عَلَيْكَ بِصَبِرٍ مَعَ الْإِثْمِدِ كَافُوراً وَتُوتِيَاءَ، فَإِنَّهُ يَجْلُو مَا فِيهَا مِنَ الْغِشَاءِ وَيُيَبِّسُ الرُّطُوبَةَ۔

قَالَ: فَاسْتَعْمَلْتُ مَا أَمَرَنِي بِهِ علیہ السلام، فَصَحَّتْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

(بحار الانوار ج ۵۰، ص ۲۹۹)

محمد بن حسن کہتے ہیں: میری آنکھوں میں شدید درد تھا۔ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ میرے لیے دعا فرمائیں۔

جب میں آپؑ کی طرف خط روانہ کر بیٹھا تو اپنے دل میں کہا: اے کاش! آپ کی طرف یہ بھی لکھتا کہ آپ میری آنکھ کے لیے سُرمہ بھی تجویز فرمائیں تاکہ اپنی آنکھ میں سُرمہ لگاؤں اور وہ ٹھیک ہو جائے۔

امام علیہ السلام نے میری طرف خط لکھا جس میں آپؑ نے میری آنکھ کی سلامتی کی دعا فرمائی تھی کیونکہ اس سے قبل میری ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی۔ دعا کے بعد آپؑ نے میری طرف لکھا تھا:

تو آنکھ کے لیے سُرمہ بھی چاہتا ہے اس لیے تیری خواہش ہے کہ میں تیرے لیے سُرمہ تجویز کروں۔ وہ سُرمہ یہ ہے: صبر زرد کو کافور اور توتیا کے ساتھ مخلوط کرو اور ان تین چیزوں سے سُرمہ بناؤ کہ اس سے آنکھیں روشن ہوں گی اور آنکھ کی رطوبت خشک ہوگی۔ میں نے امامؑ کے حکم کی تعمیل کی اور صحت وشفا حاصل کی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

اے میرے سردار! مجھے حکم دیجیے

حَدَّثَ بِطْرِيقٌ مُتَطَبِّبٌ بِالرَّيِّ قَدْ أَتَى عَلَيْهِ مِائَةُ سَنَةٍ وَنَيِّفٌ وَقَالَ:

كُنْتُ تِلْمِيذَ بَخْتِيشُوعَ طَبِيبِ الْمُتَوَكِّلِ وَكَانَ يَصْطَفِينِي، فَبَعَثَ إِلَيْهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الرِّضَا ؑ، أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهِ بِأَخَصِّ أَصْحَابِهِ عِنْدَهُ لِيَفْصِدَهُ۔

فَاخْتَارَنِي وَقَالَ: قَدْ طَلَبَ مِنِّي ابْنُ الرِّضَا مَنْ يَفْصِدُهُ، فَصِرْ إِلَيْهِ وَهُوَ أَعْلَمُ فِي يَوْمِنَا هٰذَا بِمَنْ هُوَ تَحْتَ السَّمَاءِ، فَاحْذَرْ أَنْ لَا تَعْتَرِضَ عَلَيْهِ فِيمَا يَأْمُرُكَ بِهِ۔

فَمَضَيْتُ إِلَيْهِ فَأَمَرَنِي إِلَى حُجْرَةٍ وَقَالَ: كُنْ إِلَى أَنْ أَطْلُبَكَ۔

قَالَ: وَكَانَ الْوَقْتُ الَّذِي دَخَلْتُ إِلَيْهِ فِيهِ عِنْدِي جَيِّداً مَحْمُوداً لِلْفَصْدِ، فَدَعَانِي فِي وَقْتٍ غَيْرِ مَحْمُودٍ لَهُ وَأَحْضَرَ طَسْتاً عَظِيماً، فَفَصَدْتُ الْأَكْحَلَ فَلَمْ يَزَلِ الدَّمُ يَخْرُجُ حَتّٰى امْتَلَأَ الطَّسْتُ۔

ثُمَّ قَالَ لِي: اقْطَعْ!

فَقَطَعْتُ وغسل يَدَهُ وَشَدَّهَا۔

وَرَدَّنِي إِلَى الْحُجْرَةِ ، وَقُدِّمَ مِنَ الطَّعَامِ الْحَارِّ وَالْبَارِدِ شَيْءٌ كَثِيرٌ ، وَبَقِيتُ إِلَى الْعَصْرِ، ثُمَّ دَعَانِي فَقَالَ: سَرِّحْ! وَدَعَا بِذٰلِكَ الطَّسْتُ۔

فَسَرَّحْتُ وَخَرَجَ الدَّمُ إِلَى أَنِ امْتَلَأَ الطَّسْتُ۔

فَقَالَ: اقْطَعْ!

فَقَطَعْتُ وَشَدَّ يَدَهُ وَرَدَّنِي إِلَى الْحُجْرَةِ، فَبِتُّ فِيهَا ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ وَظَهَرَتِ الشَّمْسُ دَعَانِي وَأَحْضَرَ ذٰلِكَ الطَّسْتَ وَقَالَ: سَرِّحْ!

فَسَرَّحْتُ فَخَرَجَ مِثْلَ اللَّبَنِ الْحَلِيبِ إِلَى أَنِ امْتَلَأَ الطَّسْتُ

فَقَالَ: اقْطَعْ!

فَقَطَعْتُ فَشَدَّ يَدَهُ، وَقَدَّمَ لِي بِتَخْتِ ثِيَابٍ وَخَمْسِينَ دِينَاراً وَقَالَ: خُذْ هٰذَا وَأَعْذِرْ وَانْصَرِفْ!

فَأَخَذْتُ وَقُلْتُ: يَأْمُرُنِي السَّيِّدُ بِخِدْمَةٍ؟

قَالَ: نَعَمْ تُحْسِنُ صُحْبَةَ مَنْ يَصْحَبُكَ مِنْ دَيْرِ الْعَاقُولِ

فَصِرْتُ إِلَى بَخْتِيشُوعَ وَقُلْتُ لَهُ الْقِصَّةَ۔

فَقَالَ: اجْتَمَعَتِ الْحُكَمَاءُ عَلَى أَنَّ أَكْثَرَ مَا يَكُونُ فِي بَدَنِ الْإِنْسَانِ سَبْعَةُ أَمْنَاءٍ مِنَ الدَّمِ، وَهٰذَا الَّذِي حَكَيْتَ لَوْ خَرَجَ مِنْ عَيْنِ مَاءٍ لَكَانَ عَجَباً وَأَعْجَبُ مَا فِيهِ اللَّبَنُ۔

فَفَكَّرَ سَاعَةً ثُمَّ مَكَثْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بِلَيَالِيهَا نَقْرَأُ الْكُتُبَ عَلَى أَنْ نَجِدَ لِهٰذِهِ الْقِصَّةِ ذِكْراً فِي الْعَالَمِ، فَلَمْ نَجِدْ۔

ثُمَّ قَالَ: لَمْ يَبْقَ الْيَوْمَ فِي النَّصْرَانِيَّةِ أَعْلَمُ بِالطِّبِّ مِنْ رَاهِبٍ بِدَيْرِ الْعَاقُولِ۔

فَكَتَبَ إِلَيْهِ كِتَابًا يَذْكُرُ فِيهِ مَا جَرَى، فَخَرَجْتُ وَنَادَيْتُهُ، فَأَشْرَفَ عَلَيَّ وَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟

قُلْتُ: صَاحِبُ بَخْتِيشُوعَ۔

قَالَ: مَعَكَ كِتَابُهُ؟

قُلْتُ: نَعَمْ۔

فَأَرْخَى لِي زِنْبِيلًا، فَجَعَلْتُ الْكِتَابَ فِيهِ فَرَفَعَهُ فَقَرَأَ الْكِتَابَ وَنَزَلَ مِنْ سَاعَتِهِ فَقَالَ: أَنْتَ الرَّجُلُ الَّذِي فَصَدْتَ؟

قُلْتُ: نَعَمْ۔

قَالَ: طُوبَى لِأُمِّكَ۔

وَرَكِبَ بَغْلًا وَمَرَّ فَوَافَيْنَا سُرَّ مَنْ رَأَى وَقَدْ بَقِيَ مِنَ اللَّيْلِ ثُلُثُهُ قُلْتُ: أَيْنَ تُحِبُّ؟ دَارَ أُسْتَاذِنَا أَوْ دَارَ الرَّجُلِ؟

فَصِرْنَا إِلَى بَابِهِ قَبْلَ الْأَذَانِ، فَفُتِحَ الْبَابُ وَخَرَجَ إِلَيْنَا غُلَامٌ أَسْوَدُ وَقَالَ: أَيُّكُمَا رَاهِبُ دَيْرِ الْعَاقُولِ؟

فَقَالَ: أَنَا جُعِلْتُ فِدَاكَ!

فَقَالَ: انْزِلْ۔

وَقَالَ لِيَ الْخَادِمُ: احْتَفِظْ بِالْبَغْلَتَيْنِ۔

وَأَخَذَ بِيَدِهِ وَدَخَلَا، فَأَقَمْتُ إِلَى أَنْ أَصْبَحْنَا وَارْتَفَعَ

النَّهَارُ، ثُمَّ خَرَجَ الرَّاهِبُ وَقَدْ رَمَى بِثِيَابِ الرَّهْبَانِيَّةِ وَلَبِسَ ثِيَابًا بِيْضًا وَقَدْ أَسْلَمَ فَقَالَ: خُذْنِي الْآنَ إِلَى دَارِ أُسْتَاذِكَ۔

فَصِرْنَا إِلَى دَارِ بَخْتِيشُوعَ، فَلَمَّا رَآهُ بَادَرَ يَعْدُو إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: مَا الَّذِي أَزَالَكَ عَنْ دِينِكَ؟

قَالَ: وَجَدْتُ الْمَسِيحَ فَأَسْلَمْتُ عَلَى يَدِهِ۔

قَالَ: وَجَدْتَ الْمَسِيحَ؟

قَالَ: أَوْ نَظِيرَهُ، فَإِنَّ هٰذِهِ الْفَصْدَةَ لَمْ يَفْعَلْهَا فِي الْعَالَمِ إِلَّا الْمَسِيحُ وَهٰذَا نَظِيرُهُ فِي آيَاتِهِ وَبَرَاهِينِهِ۔

ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِ وَلَزِمَ خِدْمَتَهُ إِلَى أَنْ مَاتَ۔ (بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۶۲)

ایک حکیم و معالج شہر رَے میں رہتا تھا جس کی عمر ایک سو سال سے زیادہ ہو چکی تھی۔ اس نے کہا کہ میں بختیشوع کا شاگرد تھا اور وہ متوکل عباسی کا معالج تھا۔ وہ اپنے تمام شاگردوں میں مجھ پر سب سے زیادہ مہربان تھا۔ ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بختیشوع کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنے کسی قابل شاگرد کو ان کی طرف فصد کرنے کے لیے بھیجے۔ اس نے مجھے اس کام کے لیے چنا اور مجھے کہا کہ ابن رضاؑ نے مجھ سے فصد کھولنے کے لیے آدمی طلب کیا ہے۔ تم ان کی طرف جاؤ لیکن یہ خیال رکھنا کہ اس آسمان کے نیچے وہ وہی صرف ایک دانا ترین انسان ہیں۔ اس بات کا خیال رکھنا وہ جو کچھ کہیں تم اس پر عمل کرنا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں آنحضرتؑ کی طرف چل پڑا۔ جب میں ان کے پاس گیا تو آپؑ نے کمرے میں رہنے کا حکم دیا۔ جب ضرورت پڑے گی بُلا لیا

جائے گا۔ جس وقت میں ان کے پاس گیا تھا وہ فصد کھولنے کا بہترین وقت تھا۔

لیکن جس وقت آپؒ نے مجھے فصد کھولنے کا حکم دیا وہ اچھا وقت نہ تھا۔ حضرتؒ کے پاس ایک بڑا طشت موجود تھا۔ آپؒ نے حکم دیا کہ میں رگ اکحل کی فصد کھولوں۔ جب فصد کھلی تو خون سے طشت بھر گیا۔

آپؒ نے مجھے فرمایا: اب خون کو بند کردو۔

میں نے خون کو بند کردیا۔ انھوں نے اپنے ہاتھ دھوئے اور زخم پر کپڑا باندھا۔ مجھے فرمایا کہ واپس کمرے میں چلے جاؤ۔ آپؒ نے میری طرف کثیر مقدار میں گرم و سرد غذا بھیجی کہ یہاں تک عصر کا وقت ہوگیا۔ پھر آپؒ نے مجھے بلایا اور فرمایا: رگ کو کھولیے۔ میں نے رگ کو کھولا تو وہ طشت خون سے پُر ہوگیا تو آپؒ نے فرمایا: خون کو روک دو۔ میں نے خون روک دیا۔ آپؒ نے اپنے ہاتھوں کو دھویا اور زخم پر کپڑا باندھا۔ پھر آپؒ نے مجھے اس کے کمرے میں جانے کے لیے کہا۔

دوسری صبح جب سورج نکلا پھر آپؒ نے مجھے بلایا اور آپؒ نے وہی طشت منگوایا اور آپؒ نے فرمایا: فصد کھولو۔ جب میں نے فصد کھولا تو خون کے بجائے دودھ کی طرف خون خارج ہوا کہ وہ طشت بھر گیا۔ آپؒ نے حکم دیا خون کو منقطع کرو۔ میں نے خون کو بند کیا۔ آپؒ نے ہاتھ دھوئے اور اس پر کپڑا باندھا۔ آپؒ نے مجھے لباس اور پچاس طلائی دینار عطا کیے اور فرمایا: یہ لے لیجیے اور آپؒ کی مہربانی، اب آپ واپس جاسکتے ہیں۔

میں نے وہ ہدیہ لیا اور عرض کیا: اے میرے سردار! اگر کوئی اور خدمت ہو تو بندہ حاضر ہے۔

آپؒ نے فرمایا: جی ہاں! جب تم "دیر عاقول" سے کسی کے ساتھ ہم سفر ہونا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

راوی کہتا ہے کہ میں اپنے استاد کے پاس واپس آیا اور سارا واقعہ سنایا۔ جب اُستاد نے یہ سنا تو کہا: تمام معالجین کا اتفاق ہے کہ انسانی بدن میں سات پیمانہ سے زیادہ خون موجود ہی نہیں ہوتا تو یہ کیا کہہ رہا ہے۔ اگر یہ پانی کے چشمہ سے پانی خارج ہو بھی تعجب خیز بات ہے اور پھر اس سے عجیب تر بات دودھ کی ہے کہ جو ان کی رگ سے خارج ہوا۔ یہ کہنے کے بعد وہ سوچ بچار کرنے لگا۔ اس کے بعد وہ شبانہ روز اس امر کی جستجو میں رہا۔ اس نے اس موضوع پر ڈھیر ساری کتابوں کی ورق گردانی کی کہ کہیں یہ مسئلہ سامنے آئے لیکن اُسے یہ مسئلہ کہیں نہ ملا۔ پھر اس نے میرے ساتھ بات کی کہ اس وقت دنیائے مسیحیت میں علمِ طب میں اس "دیرعاقول" کے راہب سے کوئی زیادہ عالم نہیں ہے۔ اس نے اس کی طرف خط لکھا اور اس واقعہ کی تمام تفصیل لکھی۔ اس نے مجھے یہ خط دیا اور میں دیر عاقول کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ذکر سے باہر اُسے آواز دی۔ وہ بالا خانہ پر آیا اور مجھ سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ میں نے اُسے کہا کہ میں بختیشوع کا شاگرد ہوں۔ اُس نے مجھے کہا کہ خط لایا ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ اُس نے میری طرف ایک ٹوکری لٹکائی۔ میں نے وہ خط اس میں ڈال دیا اور اُس نے وہ ٹوکری اپنی طرف کھینچ لی۔ اس نے خط کو پڑھا اور خط پڑھنے کے بعد فوراً نیچے آیا اور کہا کہ تو نے اب اس آقا کی طرف جانا ہے؟

میں نے کہا: جی ہاں!

اُس نے کہا: تیری ماں کو مبارک ہو!

پس وہ خچر پر سوار ہوا۔ ہم اکٹھے روانہ ہو پڑے۔ ابھی رات کی ایک تہائی باقی تھی کہ ہم سامرہ پہنچ گئے۔ میں نے اُسے کہا کہ کیا میں آپ کو اپنے استاد کے ہاں لے جاؤں یا اُس آقا کی طرف لے جاؤں کہ جس کا میں نے فصد کھولا ہے؟ اُس نے کہا کہ اس کی طرف لے جاؤ جس کا تو نے فصد کھولا ہے۔ ہم صبح کی اذان سے قبل ان

کے دروازے پر آپہنچے، دق الباب کیا۔ دروازہ کھلا، ہماری طرف ایک غلام آیا اور اُس نے کہا کہ تم میں سے ایک فرد "دیرعاقول" کے راہب ہیں؟

اُس نے کہا: جی ہاں! وہ میں ہوں۔

تو اُس نے کہا: اندر آیئے۔ اس راہب نے مجھے کہا کہ ان دونوں خچروں کا خیال رکھنا۔

غلام نے اس کا ہاتھ پکڑا اور گھر کے اندر چلے گئے۔ میں صبح کے ہونے تک وہاں رہا حتیٰ کہ ظہر کا وقت ہوگیا۔ آخر راہب باہر آیا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ وہ اس وقت راہبانی اور مسیحی لباس میں نہیں تھا۔ وہ سفید لباس میں تھا اور اسلام لاچکا تھا۔ اُس وقت اس نے مجھے کہا کہ اب اپنے استاد کے پاس لے جایئے۔

پھر ہم دونوں استاد کے گھر کی طرف چل دیئے۔ جب ہم وہاں پہنچے اور میرے استاد کی نگاہ اُس راہب پر پڑی تو وہ فوراً اس کی طرف دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم رہبانی والے لباس میں نہیں ہو؟

اُس نے کہا: میں نے عیسیٰ مسیح کو پالیا ہے اور اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا ہے۔

اُس نے پوچھا کہ کیا تو نے عیسیٰؑ کو دیکھا ہے؟

اُس نے کہا: جی ہاں ان کی نظیر دیکھی ہے کیونکہ اس دنیا میں ایسی فصد سوائے عیسیٰؑ کے کوئی اور انجام نہیں دے سکتا۔ یہ شخص جس قدر براہین اور معجزے رکھتا ہے یہ بالکل عیسیٰؑ کی طرح ہے۔ پھر وہ آدمی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور تادمِ حیات ان کے پاس رہ گیا۔

خربوزہ کس وقت کھاؤں؟

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحِ بْنِ صَالِحِ الْخَثْعَمِيِّ قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَىٰ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام ، أَسْأَلُهُ عَنِ الْبِطِّيخِ وَكُنْتُ بِهِ مَشْغُوفًا۔

فَكَتَبَ إِلَيَّ: لَا تَأْكُلْهُ عَلَى الرِّيقِ، فَإِنَّهُ يُوَلِّدُ الْفَالِجَ.....

(بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۹۳)

محمد بن صالح خثعمی کا بیان ہے: میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ خربوزہ کس وقت کھایا جائے کیونکہ مجھے خربوزہ بہت زیادہ پسند تھا۔ آپؑ نے میری طرف لکھا کہ اسے ناشتہ سے پہلے نہ کھانا کیونکہ یہ موجب فالج ہے۔

میری آنکھ کے درد کے خاتمے کی دعا کیجیے

أَشْجَعُ بْنُ الْأَقْرَعِ قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَىٰ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام ، أَسْأَلُهُ أَنْ يَدْعُوَ اللّٰهَ لِي مِنْ وَجَعِ عَيْنِي وَكَانَتْ إِحْدَىٰ عَيْنَيَّ ذَاهِبَةً وَالْأُخْرَىٰ عَلَىٰ شُرُفٍ هَارٍ۔

فَكَتَبَ إِلَيَّ: حَبَسَ اللّٰهُ عَلَيْكَ عَيْنَيْكَ فَأَقَامَتِ الصَّحِيحَةُ۔

وَوَقَّعَ فِي آخِرِ الْكِتَابِ: آجَرَكَ اللّٰهُ وَأَحْسَنَ ثَوَابَكَ۔

فَاغْتَمَمْتُ بِذٰلِكَ، وَلَمْ أَعْرِفْ فِي أَهْلِي أَحَدًا مَاتَ ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ أَيَّامٍ جَاءَتْنِي وَفَاةُ ابْنِي طَيِّبٍ ، فَعَلِمْتُ أَنَّ التَّعْزِيَةَ لَهُ۔ (ایضاً: ص ۲۸۵)

اشجع بن اقرع کا بیان ہے: میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ میری آنکھوں میں درد ہے، آپؑ دعا فرمائیں۔ اس سے قبل میری ایک آنکھ ختم ہو چکی ہے اور دوسری بھی ختم ہونے والی ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے میرے خط کے جواب میں لکھا: اللہ تیری آنکھوں کی حفاظت فرمائے اور تیری آنکھ جو سالم ہے، وہ صحیح ہو جائے گی۔ آپؑ نے خط کے آخر میں لکھا کہ اللہ آپ کو اجر عطا کرے اور بہت زیادہ جزا عطا کرے۔

جب میں نے یہ پڑھا تو غم نے مجھے گھیر لیا کہ میرے خاندان میں کوئی آدمی قریب کے زمانے میں فوت نہیں ہوا تھا کہ جس کی تعزیت آقا نے میری طرف لکھی ہے۔ بس چند دنوں کے بعد مجھے اپنے بیٹے طیب کی موت کی خبر ملی۔ اس سے سمجھ لیا کہ امامؑ کی تعزیت اسی واقعے سے مربوط تھی۔

جس پریشانی میں مَیں گرفتار ہوں اس میں بہت پریشان ہوں

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ:

دَخَلْتُ إِلٰى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِأَنْظُرَ إِلٰى خَطِّهِ فَأَعْرِفَهُ إِذَا وَرَدَ۔

فَقَالَ: نَعَمْ....

فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ، إِنِّي أَغْتَمُّ بِشَيْءٍ يُصِيبُنِي فِي نَفْسِي وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ أَبَاكَ فَلَمْ يُقْضَ لِي ذٰلِكَ۔

فَقَالَ: وَمَا هُوَ يَا أَحْمَدُ؟

فَقُلْتُ: سَيِّدِي! رُوِيَ لَنَا عَنْ آبَائِكَ أَنَّ نَوْمَ الْأَنْبِيَاءِ عَلٰى أَقْفِيَتِهِمْ، وَنَوْمَ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى أَيْمَانِهِمْ، وَنَوْمَ الْمُنَافِقِينَ عَلٰى شَمَائِلِهِمْ وَنَوْمَ الشَّيَاطِينِ عَلٰى وُجُوهِهِمْ۔

فَقَالَ: كَذٰلِكَ هُوَ۔

فَقُلْتُ: سَيِّدِي! فَإِنِّي أَجْتَهِدُ أَنْ أَنَامَ عَلٰى يَمِينِي فَمَا

يُمْكِنُنِي وَلَا يَأْخُذُنِي النَّوْمُ عَلَيْهَا۔
فَسَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: يَا أَحْمَدُ! ادْنُ مِنِّي!
فَقَالَ: أَدْخِلْ يَدَكَ تَحْتَ ثِيَابِكَ ۔ فَأَدْخَلْتُهَا، فَدَنَوْتُ مِنْهُ، فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ ثِيَابِهِ، وَأَدْخَلَهَا تَحْتَ ثِيَابِي، فَمَسَحَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى جَانِبِيَ الْأَيْسَرِ، وَبِيَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى جَانِبِيَ الْأَيْمَنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔
فَقَالَ أَحْمَدُ: فَمَا أَقْدِرُ أَنْ أَنَامَ عَلَى يَسَارِي مُنْذُ فَعَلَ بِي ذٰلِكَ وَمَا يَأْخُذُنِي نَوْمٌ عَلَيْهَا أَصْلًا ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۸۷)

احمد بن اسحاق کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپؑ مجھے اپنی تحریریں عنایت فرمائیں تاکہ جب آپؑ کے خطوط میرے پاس آئیں میں ان کی شناخت کرسکوں۔

آپؑ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

احمد بن اسحاق: اے میرے سردار! میں اس امر میں سخت پریشان کہ میں یہ مسئلہ آپؑ کے والد بزرگوار سے نہیں پوچھ سکا تھا۔ اب میں چاہتا ہوں وہ مسئلہ آپؑ کے حضور عرض کروں۔

امامؑ: وہ کیا ہے؟

احمد: آپؑ کے آباء واجداد سے منقول ہے کہ پیغمبرانِ گرامیؑ اپنی پشت پر سوتے تھے اور مومنین دائیں پہلو کے بھر سوتے ہیں اور منافقین بائیں پہلو پر اور شیطان منہ کے بل سوتا ہے کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! بالکل اسی طرح ہے۔

احمد: اے میرے آقا! میں بھرپور کوشش کرتا ہوں کہ دائیں پہلو پر سوؤں لیکن مجھے دائیں پہلو پر نیند نہیں آتی۔

امامؑ: (آپؑ لمحہ بھر خاموش رہے) پھر آپؑ نے فرمایا: میرے نزدیک آیئے!

احمد: میں امامؑ کے نزدیک ہوا۔ آپؑ نے فرمایا: اپنے ہاتھ کو اپنے لباس کے نیچے لے جا، میں نے ایسا کیا۔ پھر امامؑ نے اپنے مبارک ہاتھ کو میرے لباس کے اندر کیا اور آپؑ نے اپنے دائیں ہاتھ کو میرے بائیں پہلو پر کھینچا اور اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ میرے دائیں پہلو پر کھینچا۔ آپؑ نے اس طرح تین بار کیا۔

احمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ جب آپؑ نے اس طرح کیا تو اُس دن کے بعد میں بائیں پہلو پر نہ سو سکا۔ اگر کبھی سو بھی جاتا تو مجھے نیند بالکل نہ آتی۔

میرا بیٹا جابر ایک ماہ سے آنکھ کے مرض میں گرفتار ہے

رَوَى أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الشَّرِيفِ الْجُرْجَانِيِّ قَالَ:

حَجَجْتُ سَنَةً فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، ﴿بِسُرَّ مَنْ رَأَى﴾ وَقَدْ كَانَ أَصْحَابُنَا حَمَلُوا مَعِيَ شَيْئًا مِنَ الْمَالِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ إِلَى مَنْ أَدْفَعُهُ۔

فَقَالَ قَبْلَ أَنْ أَقُولَ ذٰلِكَ : ادْفَعْ مَا مَعَكَ إِلَى الْمُبَارَكِ خَادِمِي۔

قَالَ: فَفَعَلْتُ وَخَرَجْتُ وَقُلْتُ: إِنَّ شِيعَتَكَ بِجُرْجَانَ يَقْرَءُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ۔

قَالَ: أَوَلَسْتَ مُنْصَرِفًا بَعْدَ فَرَاغِكَ مِنَ الْحَجِّ؟

قُلْتُ: بَلَى۔

قَالَ: فَإِنَّكَ تَصِيْرُ إِلَى جُرْجَانَ مِنْ يَوْمِكَ هٰذَا إِلَى مِائَةٍ وَسَبْعِيْنَ يَوْماً وَتَدْخُلُهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِثَلَاثِ لَيَالٍ يَمْضِيْنَ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْآخِرِ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنِّي أُوَافِيهِمْ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ فِي آخِرِ النَّهَارِ وَامْضِ رَاشِداً.....

ثُمَّ قَالَ: إِنِّي كُنْتُ وَعَدْتُ جَعْفَرَ بْنَ الشَّرِيْفِ أَنْ أُوَافِيَكُمْ فِي آخِرِ هٰذَا الْيَوْمِ، فَصَلَّيْتُ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ ﴿بِسُرَّ مَنْ رَأَى﴾ وَصِرْتُ إِلَيْكُمْ لِأُجَدِّدَ بِكُمْ عَهْداً، وَهَا أَنَا قَدْ جِئْتُكُمُ الْآنَ فَاجْمَعُوا مَسَائِلَكُمْ وَحَوَائِجَكُمْ كُلَّهَا۔

فَأَوَّلُ مَنِ ابْتَدَأَ الْمَسْأَلَةَ لَهُ النَّضْرُ بْنُ جَابِرٍ قَالَ: يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنِي جَابِراً أُصِيْبَ بِبَصَرِهِ مُنْذُ شَهْرٍ فَادْعُ اللّٰهَ لَهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِ عَيْنَيْهِ۔

قَالَ: فَهَاتِهِ۔

فَمَسَحَ بِيَدِهِ عَلَى عَيْنَيْهِ، فَعَادَ بَصِيْرًا ۔ (بحارالانوار، ج۵۰، ۲۶۳)

جعفر بن شریف جرجانی کا بیان ہے: جس سال میں نے حج ادا کیا، حج کے ایام میں اپنے امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا۔ ہمارے دوستوں نے مجھے کچھ مال دیا تھا۔ جب میں آپؑ کے حضور پہنچا تو ارادہ کیا کہ آپؑ سے پوچھوں یہ مال میں کس کے حوالے کروں۔ آپؑ نے میرے پوچھنے سے پہلے فرما دیا، جو مال تم لائے ہو وہ مبارک خادم کے حوالے کر دو۔ میں نے مال ان کے خادم کے حوالے کیا اور عرض کیا

کہ جرجان کے آپؑ کے دوست آپؑ کو سلام دے رہے تھے۔

آپؑ نے فرمایا: حج کی ادائیگی کے بعد کیا تم واپس جرجان جاؤ گے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں! میں جاؤں گا۔

آپؑ نے فرمایا: تم جرجان ایک سو ستر دن کے بعد پہنچو گے۔ تم جمعہ کے دن ربیع الاول کی تین راتیں گزر چکی ہوں گی۔ دن کے پہلے حصے میں پہنچو گے۔ میرے دوستوں سے کہہ دینا کہ میں اس دن غروب آفتاب کے قریب اُن کے پاس پہنچوں گا۔ اب سلامتی کے ساتھ سفر کرو۔ خداوند تعالیٰ تمھیں سلامتی عطا کرے گا جو تیرے ساتھی ہیں انھیں میرا سلام دینا۔ جب تم واپس اپنے گھر جاؤ گے تو اُس دن تیرے ہاں تیرے بیٹے کی ولادت ہوگی۔ اس کا نام صلت بن جعفر بن شریف رکھنا۔ اللہ تعالیٰ اُسے بلند مقام عطا کرے گا اور وہ ہمارے دوستوں میں سے ہوگا۔

اس وقت میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! ابراہیم بن اسماعیل جرجانی آپؑ کے دوستوں میں سے ہے، کافی شہرت رکھتا ہے۔ وہ ہر سال ایک لاکھ درہم سے زائد رقم سے آپ کے دوستوں کی مدد کرتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ! ابواسحاق ابراہیم بن اسماعیل کو اس امر کی جزائے خیر عطا کرے۔ اس کے گناہوں کو معاف فرمائے اور اُسے کثرت کے ساتھ رزق عطا کرے اور کامل و سالم فرزند عطا کرے جو حق کا معتقد ہو۔ اُسے کہنا امامؑ فرما رہے تھے کہ اپنے بیٹے کا نام احمد رکھنا۔ میں نے آپؑ کو الوداع کہا۔ اس دوران اللہ نے مجھے سلامتی عطا کی اور جب میں واپس جرجان پہنچا تو جس طرح آپؑ نے فرمایا تھا: ربیع الاول کا مہینہ تھا اور میں دن کے پہلے حصے میں پہنچا تھا اور جمعہ کا دن تھا۔ میرے تمام دوست میرے پاس آئے اور انھوں نے مجھے مبارک دی۔ میں نے انھیں امام حسن عسکری علیہ السلام کی آمد کی بشارت دی کہ انھوں نے میرے ساتھ اس دن کے آخر

کا وعدہ فرمایا تھا۔ اپنی تمام ضروریات و مسائل کو آمادہ کیجیے۔

پس جب ان تمام لوگوں نے ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھ لیں تو سب میرے پاس اکٹھے ہو گئے۔ بخدا ہم نے اچانک دیکھا تو امام حسن عسکریؑ میرے گھر میں وارد ہوئے۔ سب سے پہلے میں نے ہی انھیں سلام کیا۔ پھر ہم سب نے ان کا استقبال کیا اور ان کے ہاتھوں کے بوسے لیے۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ میں نے جعفر بن شریف سے وعدہ کیا تھا اور اس وعدے کو اس دن کے آخر میں میں نے پورا کرنا تھا۔ میں نے سُرَّ مَن رأی میں نماز ظہر و عصر پڑھی اور پھر تمھاری طرف ایفائے عہد کے تحت چلا آیا۔ اب اپنے تمام مسائل اور حوائج بیان کیجیے۔

سب سے پہلے نصر بن جابر نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! میرا ایک بیٹا ہے جس کا نام جابر ہے وہ نابینا ہے، دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اُسے بینائی عطا کر دے۔

آپؑ نے فرمایا: اُسے لے آیئے۔

جب وہ لڑکا آیا تو آپؑ نے اس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو اس کی بینائی لوٹ آئی۔ پھر باری باری سب نے اپنی حوائج پیش کیں۔ آپؑ نے تمام لوگوں کے سوالات کے جوابات دیے اور ان کی حوائج بھی پوری کیں اور ان سب کے لیے دعائے خیر فرمائی اور اسی دن پھر آپؑ واپس تشریف لے گئے۔

میں چاہتا ہوں کہ باری کے بخار کا کیا علاج ہے؟

رُوِيَ الْحَسَنُ بْنُ ظَرِيْفٍ أَنَّهُ قَالَ: اخْتَلَجَ فِيْ صَدْرِيْ مَسْأَلَتَانِ وَأَرَدْتُ الْكِتَابَ بِهِمَا إِلَى أَبِيْ مُحَمَّدٍ علیہ السلام، فَكَتَبْتُ..... وَأَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ رُقْيَةِ الْحُمَّى الرِّبْعِ،

فَأَغْفَلْتُ ذِكْرَ الْحُقَّ۔

فَجَاءَ الْجَوَابُ....

وَكُنْتَ أَرَدْتَ أَنْ تَسْأَلَ عَنِ الْحُقَّ الرِّيْحِ فَأُنْسِيْتَ، فَاكْتُبْ وَرَقَةً وَعَلِّقْهَا عَلَى الْمَحْمُوْمِ: ﴿يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ﴾۔ (سورۃ انبیاء، آیت ۶۹)

فَكَتَبْتُ وَعَلَّقْتُ عَلَى الْمَحْمُوْمِ فَبَرَأَ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۶۴)

حسن بن ظریف کا کہنا ہے: دو مسئلے مجھے درپیش تھے۔ میں نے فیصلہ کیا کہ ان مسائل کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھتا ہوں۔ میں آپ کی خدمت عالیہ میں نامہ ارسال کیا مگر مسئلہ ریح کے بارے میں بھول گیا۔ مگر آپؑ کی طرف سے جواب آیا کہ تم نے مسئلہ ریح کے بارے میں ارادہ کیا مگر بھول گئے۔ اس کے جواب میں آپؑ نے ایک تعویذ لکھ کر بھیجا جس پر لکھا تھا: یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ۔ (سورۃ انبیاء، آیت ۶۹)

☼☼☼

فصلِ یازدہم

احکامِ الٰہی

madblib.org

اللہ تعالیٰ نے روزے کیوں فرض کیے؟

جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنُ حَمْزَةَ الْعَلَوِي قَالَ:

كَتَبْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الرِّضَا علیہ السلام، أَسْأَلُهُ لِمَ فَرَضَ اللهُ تَعَالَى الصَّوْمَ؟

فَكَتَبَ إِلَيَّ: فَرَضَ اللهُ تَعَالَى الصَّوْمَ لِيَجِدَ الْغَنِيُّ مَسَّ الْجُوْعِ لِيَحْنُوَ عَلَى الْفَقِيْرِ (کشف الغمہ، ج۲، ص ۴۰۳)

جعفر بن محمد بن محمد بن حمزہ علوی کا بیان ہے: میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے روزے کیوں فرض کیے ہیں؟

آپؑ نے جواب میں لکھا: اللہ نے روزے اس لیے واجب کیے ہیں کہ ثروت مند لوگوں کو بھوک کا احساس ہو تو وہ بے نواؤں اور فقیروں کی خبر لیں۔

مجھے کسی نے وصیت کی کہ اُس کا مال اللہ کے راستے میں خرچ کروں!

أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيْسَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى بْنِ عِمْرَانَ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ:

سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيَّ علیہ السلام، بِالْمَدِيْنَةِ عَنْ رَجُلٍ أَوْصَى بِمَالِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ قَالَ: سَبِيْلُ اللهِ شِيْعَتُنَا ـ

(معانی الاخبار، ص ۱۶۷)

حسن بن راشد کا بیان ہے: میں نے شہر مدینہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا کہ کسی آدمی نے مجھے وصیت کی کہ اُس کا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا

جائے۔ اب اس بارے میں کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ کے راستے سے مراد یہ ہے کہ ہمارے ماننے والوں پر مال خرچ کیا جائے۔

کیا میں پھلوں کی خرید میں اپنے دوست کے ساتھ شرکت کروں؟

عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: عَرَضَ عَلَيَّ صَدِيقِيْ أَنْ أَدْخُلَ مَعَهُ فِيْ شِرَاءِ ثِمَارٍ مِنْ نَوَاحِيْ شَتَّى، فَكَتَبْتُ إِلَى أَبِيْ مُحَمَّدٍ عليه السلام، أَسْتَأْذِنُهُ۔

فَكَتَبَ: لَا تَدْخُلْ فِيْ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَغْفَلَكَ عَنِ الْجَرَادِ وَالْحَشَفِ۔

فَوَقَعَ الْجَرَادُ فَأَفْسَدَهُ وَمَا بَقِيَ مِنْهُ تَحَشَّفَ، وَأَعَافَنِيَ اللهُ مِنْ ذٰلِكَ بِبَرَكَتِهِ۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۹۰)

ابوبکر کہتے ہیں: میرے کسی دوست نے مجھے پیش کش کی کہ وہ اس کے ساتھ میوہ جات کی خرید میں شرکت کرے۔ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ اس بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟

آپؑ نے میرے جواب میں لکھا: کسی صورت میں بھی اس پیش کش کو قبول نہ کرو۔ کیا تو ٹڈی اور پھلوں کی بیماری سے غافل ہے۔

جی ہاں! اس سال پہلے درختوں پر ٹڈی نے حملہ کیا پھر بیماری نے حملہ کر دیا۔ اللہ نے امام کی برکت سے مجھے محفوظ رکھا۔

لوگ پیاس کے خوف سے حج کی طرف رُخ نہیں کرتے

عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ

عَلِیِّ الْمُطَهَّرِیِّ: أَنَّهُ كَتَبَ إِلَيْهِ مِنَ الْقَادِسِيَّةِ يُعْلِمُهُ انْصِرَافَ النَّاسِ عَنِ الْمُضِيِّ إِلَى الْحَجِّ وَأَنَّهُ يَخَافُ الْعَطَشَ إِنْ مَضَى۔

فَكَتَبَ إِلَيْهِ علیہ السلام: إِمْضُوا وَلَا خَوْفَ عَلَيْكُمْ إِنْ شَاءَ اللهُ۔

فَمَضَى مَنْ بَقِيَ سَالِمِينَ وَلَمْ يَجِدُوا عَطَشًا (ایضاً، ص ۲۷۹)

صالح کا بیان ہے: ابوعلی مطہری نے قادسیہ سے اس مضمون کا خط حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف لکھا کہ لوگ پیاس کے خوف سے حج کی طرف نہیں جاتے۔

آپؑ نے جواب میں لکھا: ہرصورت حج پر جایئے، تمھیں کوئی پریشانی نہیں آئے گی، ان شاء اللہ۔ پس لوگوں نے امام علیہ السلام کے حکم پر عمل کیا، حج پر گئے، سلامتی کے ساتھ واپس آئے۔ ان کے لیے پیاس کا کوئی مسئلہ نہ بنا۔

عورت ایک حصّہ اور مرد دو حصّے کیوں لیتا ہے؟

قَالَ أَبُو هَاشِمٍ: سَأَلَهُ الْفَهْفَكِيُّ مَا بَالُ الْمَرْأَةِ الْمِسْكِينَةِ الضَّعِيفَةِ تَأْخُذُ سَهْمًا وَاحِدًا وَيَأْخُذُ الرَّجُلُ سَهْمَيْنِ؟

قَالَ: لِأَنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَ لَهَا جِهَادٌ وَلَا نَفَقَةٌ وَلَا عَلَيْهَا مَعْقُلَةٌ إِنَّمَا ذٰلِكَ عَلَى الرِّجَالِ۔

فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: قَدْ كَانَ قِيلَ لِي: إِنَّ ابْنَ أَبِي الْعَوْجَاءِ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللهِ علیہ السلام، عَنْ هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ، فَأَجَابَهُ بِمِثْلِ هٰذَا الْجَوَابِ۔

فَأَقْبَلَ علیہ السلام عَلَيَّ فَقَالَ: نَعَمْ هٰذِهِ مَسْأَلَةُ ابْنِ أَبِي الْعَوْجَاءِ، وَالْجَوَابُ مِنَّا وَاحِدٌ إِذَا كَانَ مَعْنَى الْمَسْأَلَةِ وَاحِداً،

جَرٰی لِاٰخِرِنَا مَا جَرٰی لِاَوَّلِنَا، وَاَوَّلُنَا وَاٰخِرُنَا فِی الْعِلْمِ وَالْاَمْرِ سَوَاءٌ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ علیہ السلام، فَضْلُهُمَا۔ (بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۲۵۶)

ابو ہاشم کا بیان ہے: فہفکی نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا: میراث میں مرد دو حصے اور عورت ایک حصہ کیوں لیتی ہے؟

آپ نے فرمایا: عورت پر نہ تو جہاد واجب ہے اور نہ نان نفقہ اور نہ اُس پر قرض کی ادائیگی واجب ہے۔ یہ تمام مردوں کے وظائف ہیں۔

ابو ہاشم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں سوچا: یہی سوال ابن ابی العوجاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تھا اور اُنھوں نے بالکل یہی جواب دیا تھا۔ اس وقت آپ نے میری طرف رُخِ انور کیا اور فرمایا: جی ہاں! یہی سوال ابن ابی العوجاء کا تھا۔ جب مسئلہ ایک ہو تو ہمارا جواب بھی ایک ہوتا ہے۔

ہمارا آخری وہی کہتا ہے جو ہمارا اوّل کہتا ہے۔ ہم علم و امر امامت میں یکساں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر المومنینؑ ایک خاص فضیلت کے مالک ہیں۔

✿✿✿

maablib.org

فصلِ دوازدهم

معاد و قیامت

maablib.org

وہ شخص جنت میں داخل ہو گا جو مجھ جیسی معرفت رکھتا ہو گا

الْفَزَارِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ:

وَجَّهَ قَوْمٌ مِنَ الْمُفَوِّضَةِ وَالْمُقَصِّرَةِ كَامِلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْمَدَنِيَّ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، قَالَ كَامِلٌ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: أَسْأَلُهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَ مَعْرِفَتِي وَقَالَ بِمَقَالَتِي۔

قَالَ: فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَى سَيِّدِي أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، نَظَرْتُ إِلَى ثِيَابٍ بَيَاضٍ نَاعِمَةٍ عَلَيْهِ۔

فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: وَلِيُّ اللهِ وَحُجَّتُهُ يَلْبَسُ النَّاعِمَ مِنَ الثِّيَابِ وَيَأْمُرُنَا نَحْنُ بِمُوَاسَاةِ الْإِخْوَانِ وَيَنْهَانَا عَنْ لُبْسِ مِثْلِهِ۔

فَقَالَ مُتَبَسِّمًا: يَا كَامِلُ! وَحَسَرَ ذِرَاعَيْهِ فَإِذَا مِسْحٌ أَسْوَدُ خَشِنٌ عَلَى جِلْدِهِ فَقَالَ: هَذَا لِلّٰهِ وَهَذَا لَكُمْ۔

فَسَلَّمْتُ وَجَلَسْتُ إِلَى بَابٍ عَلَيْهِ سِتْرٌ مُرْخًى ، فَجَاءَتِ الرِّيحُ فَكَشَفَتْ طَرَفَهُ ، فَإِذَا أَنَا بِفَتًى كَأَنَّهُ فِلْقَةُ قَمَرٍ مِنْ أَبْنَاءِ أَرْبَعِ سِنِينَ أَوْ مِثْلِهَا ، فَقَالَ لِي: يَا كَامِلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ!

فَاقْشَعْرَرْتُ مِنْ ذٰلِكَ وَأُلْهِمْتُ أَنْ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا سَيِّدِي!

فَقَالَ: جِئْتَ إِلَى وَلِيِّ اللهِ وَحُجَّتِهِ وَبَابِهِ تَسْأَلُهُ هَلْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَ مَعْرِفَتَكَ وَقَالَ بِمَقَالَتِكَ؟

فَقُلْتُ: إِيْ وَاللهِ۔

قَالَ: إِذَنْ وَاللهِ يَقِلَّ دَاخِلُهَا ، وَاللهِ إِنَّهُ لَيَدْخُلُهَا قَوْمٌ يُقَالُ لَهُمُ الْحَقِّيَّةُ۔

قُلْتُ: يَا سَيِّدِيْ! وَمَنْ هُمْ؟

قَالَ: قَوْمٌ مِنْ حُبِّهِمْ لِعَلِيٍّ علیہ السلام، يَحْلِفُوْنَ بِحَقِّهِ وَلَا يَدْرُوْنَ مَا حَقُّهُ وَفَضْلُهُ۔

ثُمَّ سَكَتَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ عَنِّيْ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: وَجِئْتَ تَسْأَلُهُ عَنْ مَقَالَةِ الْمُفَوِّضَةِ ، كَذَبُوا ، بَلْ قُلُوْبُنَا أَوْعِيَةٌ لِمَشِيَّةِ اللهِ، فَإِذَا شَاءَ شِئْنَا وَاللهُ يَقُوْلُ: ﴿وَمَا تَشَاؤُوْنَ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ اللهُ﴾۔ (سورۂ دہر، آیت ۳۰)

ثُمَّ رَجَعَ السِّتْرُ إِلَى حَالَتِهِ فَلَمْ أَسْتَطِعْ كَشْفَهُ۔

فَنَظَرَ إِلَيَّ أَبُوْ مُحَمَّدٍ علیہ السلام، مُتَبَسِّمًا فَقَالَ: يَا كَامِلُ! مَا جُلُوْسُكَ؟ أَنْبَأَكَ بِحَاجَتِكَ الْحُجَّةُ مِنْ بَعْدِيْ۔

فَقُمْتُ وَخَرَجْتُ وَلَمْ أُعَايِنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ۔

قَالَ أَبُوْ نُعَيْمٍ: فَلَقِيْتُ كَامِلًا، فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، فَحَدَّثَنِيْ بِهِ۔ (بحار الانوار، ج ۲۵، ص ۳۲۸ و ۵۰، ص ۲۵۳)

محمد بن احمد انصاری کا بیان ہے: مفوضہ اور مقصرہ لوگوں نے کامل بن ابراہیم مدنی کو امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔ کامل کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں امامؑ سے یہ پوچھوں گا کہ کیا صرف وہ آدمی جنت میں داخل ہوگا جو

مجھ جیسا عقیدہ و معرفت رکھتا ہوگا۔

جس وقت میں آپؑ کے حضور حاضر ہوا تو اُس وقت آپؑ سفید لباس میں ملبوس تھے اور وہ لباس قیمتی اور خوب صورت تھا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ کیا ولی اللہ اور حجت خدا اس طرح کے خوب صورت قیمتی لباس پہنیں اور ہمیں حکم دیں کہ ہم اپنے برادران ایمانی کے ساتھ مواسات کریں اور ہمیں ایسے لباس پہننے سے منع کریں۔

آپؑ نے اسی وقت اپنی آستین اُلٹ دیں اور مسکرا کر فرمایا: اے کامل! اِدھر دیکھ! جب میں نے دیکھا تو آپؑ اس لباس کے نیچے جو لباس پہنے ہوئے تھے وہ موٹا اور کھردرا لباس تھا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ لباس اللہ کے لیے ہے اور یہ تمھارے لیے ہے۔ پس میں نے آپؑ کو سلام کیا اور وہاں بیٹھ گیا۔ سامنے کمرے کے دروازے پر پردہ آویزاں تھا۔ اچانک ہوا کا جھونکا آیا اور پردہ اُوپر کی طرف اُڑا تو میں نے سامنے دیکھا کہ ایک بچہ جس کی عمر چار سال کے قریب ہوگی جس کا چہرہ آفتاب کی طرح درخشاں تھا۔

فرمایا: اے کامل بن ابراہیم! آپ کے اس خطاب سے میں لرز کر رہ گیا اور بے اختیار میری زبان پر آیا: لبیک اے میرے آقا!

فرمایا: تو ولی اور حجت خدا کے حضور حاضر ہے اور اُن سے یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ جو آدمی تجھ جیسا عقیدہ رکھتا ہے صرف وہی جنت میں داخل ہوگا۔

میں نے عرض کیا: جی ہاں!

آپؑ نے فرمایا: اگر یہ عقیدہ صحیح ہوا تو وہ کم تعداد میں وارد بہشت ہوں گے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: بخدا! وہ گروہ جنت میں داخل ہوگا جنھیں حقیہ کہا جاتا ہے۔

اُس وقت میں نے عرض کیا: وہ کون لوگ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جو امام علیہ السلام سے اسی صورت میں محبت رکھتے ہیں کہ وہ صرف اُنھی کے حقوق کی بات کرتے ہیں اور اُنھیں بعد از رسولؐ سب پر فضیلت دیتے ہیں۔

آپؑ نے لمحہ بھر کے لیے سکوت اختیار کیا اور فرمایا: تو اس لیے آیا ہے کہ مفوضہ کے بارے میں سوال کرے؟ وہ لوگ جھوٹے ہیں بلکہ ہمارے قلوب اللہ کی مشیت کے تابع ہیں۔ جو کچھ وہ چاہتا ہے ہم وہی چاہتے ہیں۔ اللہ نے اپنے قرآن میں فرمایا ہے: "تم نہیں چاہتے مگر وہ جو اللہ چاہتا ہے"۔

اسی دوران پردہ گرا اور مجھ میں جرأت نہ تھی کہ پردے کو اُٹھاؤں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا: اے کامل! اب کس چیز کے لیے بیٹھے ہو؟ یہ ہیں میرے بعد امامؑ اور حجتِ خدا، جنھوں نے سوالات کے جواب دیے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں وہاں سے اُٹھا اور باہر چلا آیا اور اُنھیں دوبارہ نہ دیکھ سکا۔

ابونعیم کہتے ہیں: میں نے کامل کو دیکھا اور اس سے یہ حدیث سنی اور اِسی طرح اس نے مجھ سے بیان کی۔

☼☼☼

maablib.org

ادارہ منہاج الصالحین لاہور